

## پیشترس

لیجیے جی بی فریجی حاضر ہے! اب یہ دیکھنا آپ کا کام ہے کہ آپ کی توقعات  
کہاں تک پوری ہوئی ہیں۔ ویسے میں یہ بات دیاقتاری کے ساتھ کہہ رہا ہوں کہ اتنے  
تھوڑے وقت میں سائنس انجمن پیش کرنا آسان کام نہیں ہے! پھر بھی میں نے کوشش  
کی ہے کہ اپنے ذہین پڑھنے والوں کو کس حد تک مطمئن کر سکوں!۔۔۔ پھر العقول  
اور بعد از قیاس واقعات کی بجائے کہانی کی شکل دے دینا آسان ہے لیکن ان کا پلاؤ  
پیش کرنا ہی حقیقتاً اس علم ہوشیار کو سائنس انجمن میں تبدیل کرنا کمالات ہے اور پھر اسے  
وقت میں یہ ایک مشکل کام ہے! اس میدان میں انگریزی کے سب سے مشہور اور  
کامیاب مصنف ایچ۔جی۔ ویلز کی تصانیف میں بھی اگر تفسیقی اور سائنسی اشتدلال کے  
عنصر کے حذف کر دیتے جائیں تو وہ بھی سرتاپا علم ہوشیار بن کر رہ جائیں گی! ویسے  
یہ اور بات ہے کہ علم ہوشیار بھلائے خود ایک بہت بڑی چیزیں کوئی رہی ہو!  
مثلاً فلاں جادو گرنے ایک گول مار اور پورا شہر تباہ ہو گیا! اس وقت کے سمجھدار  
لوگ بھی اس بڈل بازی پر ہنسنے مڑے ہوں گے مگر کیا آئی آپ ایسے ہی گئے  
میں دیکھ رہے۔۔۔ ہیروشیما پر ایٹم بمی یادداشت دھوکا نہیں دے رہی  
ایک ہی گول تو پڑا تھا! اگر آج کے ذہن کی تسکینی کے لئے اکثر دن اور ہفت روزوں  
دنبرہ کا چکر موز دے! آپ اگر آج ایسے گولوں کی کہانیاں بھی نہیں تو آپ کو ہنسی  
نہیں آئے گی! کیونکہ اس دور میں جب کہ فضا میں ٹیفن ریٹ سے چھوٹے جادوے ہوں  
سب کچھ ممکن ہے۔۔۔ ویسے کہنے کا مطلب حقیقتاً یہ تھا کہ اگر کبھی کتاب پر دوا کا

اس ناول کے نام، مقام کردار اور کہانی  
سے تعلق رکھنے والے اداروں کے نام فرضی ہیں

پیشتر۔۔۔ سلطانہ محمد

پرنسٹن۔۔۔

مطبوعات

امرار پبلی کیشنز

ذیر اہتمام

کتابی دنیا

میکلوڈ روڈ لاہور

وقت میں مل سکا تو آپ کو دکھاؤں گا کہ سائنس کا کونسا کسے کہتے ہیں۔

جیسے میں خواہ مخواہ بنیدہ ہو گیا! اسے انسانی لڑچکی کا مقصد آپ کی دانت میں ذہنی برتاؤ تک کب ہوتا ہے آپ تو مولوی جی چاہتے ہیں کوئی ایسی کہانی ملے جو شروع کرنے کے بعد اسی میں کوہ ماہیں اور کچھ دیکھ لے ان ذہنی الجھنوں سے نجات مل جائے۔ جی میں آپ دن بھر متلاش ہے ہوں۔ لہذا اگر کہانی میں کہیں اتنی ہی ذہنی انہری صحت کرنی پڑی یعنی الجھنیں چھٹ کر گئی ہیں تو آپ کا ذہن اس کہانی سے بھی بھاگے گا۔ اس لئے میں آپ کو یقین دلانا ہوں کہ آپ اس کہانی کو اپنی خواہشات کے عین مطابق پائیں گے!

عمران نے اس بار اپنی عقلمندیوں اور محنتوں میں توازن برقرار رکھا ہے لہذا ہر کتاب کے کچھ صفحات پر ہنستے ہنستے آپ کیسے تک بنیدہ بھی ہو جائیں! عمران کو ایک بار پھر اس کے گھر ملے باہول میں دیکھئے۔ عمران صاحب سے اس کی گفتگو جیسے حد درجہ دلچسپ رہی تھی اور وہ لڑکی جو پارسیا نامی جوان سے آتی تھی! ان دنوں مشنریوں اور مسیحی سیاروں کا راز ۰۰۰ اور وہ وہ ملے راکٹ جہاز کے پرچے اٹھ گئے تھے۔ ۰۰۰ وہ دوہا لشت کا پتہ آپ کو تحریر کر رہے گا جو ایک کیریئر اور مشنر کو لگے کہ کتاب ہے۔ اس نچے کا لان پھاڑ دینے والا دھماکا ۰۰۰۔ پھر بس اب کہانی شروع کیجئے اور مجھے اجازت دیجئے۔

ابن حنفی

۲۵ نومبر ۱۹۷۷ء

شعشعی نے فراینگ بین کھڑکی سے باہر غالی کرتے دت ایک ٹھنڈی مائن لی آج پھر اس نے بلے خیاں میں ایک گندا اڈا توڑ دیا تھا اور اس سے پہلے توڑے ہوئے انڈے ہی خراب ہو گئے تھے! بلے خیاں اس کے لئے تھی چیز نہیں تھی اور پچپن ہی سے کوئی کوئی سی رہتی تھی! ۰۰۰ اور اس قسم کے نقصانات ہی اس کے لئے تھے نہیں تھے! آئے دن ہوتے ہی رہتے تھے۔ اس وقت اس نے فراینگ بین غالی کرتے وقت اس لئے ٹھنڈی مائن نہیں لی تھی کہ اسے اس نقصان سے کوئی تکلیف پہنچی تھی۔ بلکہ اس ٹھنڈی مائن کی وجہ تو کروڑوں کے وہ پیلے کیلے بچے تھے جو ایک دوسرے پر دھول اڑا کر بچتے ہوئے ادھر ادھر دھولتے پھر رہتے تھے!

ٹھی جوان تھی! لیکن اسے اس قسم کا بچپن گزارنے کی مسرت ہی رہ گئی تھی!

[illegible]

اُس نے نرائنگ میں دھوکہ دہا اور انگریزی پر رکھ دیا۔ . . اور اپنے  
 پاپا کے متعلق سوچنے لگی اس پرچے کے لئے پاپا کے علاوہ اور تھا بھی کون . . .  
 مئی کو اسی وقت مر گئی تھی جب وہ اپنی زبان سے لفظ ”مئی“ بھی ادا کر نے کے  
 قابل نہیں تھی! پاپا بھی نے اُس کی پرورش کی تھی اور وہ اسے بچہ  
 چاہتے تھے۔

مگروہ جالے کیوں انہوں نے اس کی تعلیم و تربیت گھر ہی پر کی تھی کسی اسکول یا کالج میں پڑھنے کے لئے کبھی نہیں بھیجا تھا! اس کی وجہ انہوں نے آج تک نہ بتائی تھی! . . . . . وہ کوئی معمولی آدمی بھی نہیں تھے کہ تنگ نظریا غیر ذہین سمجھا جاسکتا . . . . وہ ملک کے مایہ ناز سائنسٹ ڈاکٹر وادرتھے۔ وہ ڈاکٹر وادرجی ملک کی سب سے بڑی سائنسی تجربہ گاہ کے مالک اور ایٹمی ریسرچ کے سربراہ تھے۔ . . . .

حکومت سے انہیں انداد ملتی تھی ۱۔ ۰۔ ۰۔ اور یہ انداد وراثت میں سے  
 ایسی توانائی حاصل کرنے کے امکانات کا جائزہ لینے کے سلسلے میں  
 ملی تھی ۱۔ ۰۔ ۰۔ ڈاکٹر داؤد اس سلسلے میں آئندہ نئے تجربات کرنے

رہتے تھے! ان کی کجبر و گاو ماعل سمندر ہی پر واقع تھی اور اس سے متعلق غمراہی کا  
 پھیلاؤ دو ڈھائی میل کے رقبے میں تھا!۔

ہمیں ان کی کیا سگاہ بھی تھی اچھا وہ سخی اور چند ٹکڑوں سمیت رہتے تھے اسادہ زندگی بسر کرنے کے عادی تھے اس لئے وہیں میں تنگ و احتشام نہیں تھا۔۔۔ اکثر سخی کو بھی یہی ہدایت دیا کرتے تھے کہ وہ اپنے کام خدا پر ہی انھوں سے انجام دینے کی کوشش نہ کرے۔

گوشی نے کسی اسکول یا کالج کی شکل نہیں دیکھی تھی لیکن وہ چاروں طرف سے  
نہیں رہتی تھی۔ ڈاکٹر دلور اسے ایک تھکے ہوئے کنبے کی پالیسی پر ایسی عمل پیرا  
نہیں تھے!

تجربہ گاہ سے تعلق رکھنے والے درجنوں افراد سے شمی کا ملنا بٹارتھا تھا۔  
ڈاکٹر داد رائے کبھی اس پر اعتراض نہیں کیا تھا۔

اکثر وہ تھا معاملہ پر شعلی جہوں دور تک جاتی اور کانی دیر سے گھر والیں آتی  
گر یہ چیز بھی دو کڑواور کے لئے تشویش کی نہیں تھی ! . . . وہ تو دراصل اسے  
حیوان بننے دیکھنا نہیں چاہتے تھے ! اگر وہ کبھی بڑے تھکانا ہنسا شروع کر دیتی تو یہ  
انہیں عید گراں گنتا تھا ! اگر وہ کبھی بلند آواز میں گفتگو کرتی تو انہیں اپنی تربیت  
کے قلعہ منہم دکھائی دینے لگتے تھے ! . . .

گروہ دل کھول کر تقسیم لگانا چاہتی تھی۔ . . بچوں کی طرح پھلا گئیں، مگر  
 دوڑنا چاہتی تھی، بیچ بیچ کر گنگو کو کرنا چاہتی تھی۔ وہ چاہتی تھی کہ اس پر کسی قسم کی  
 بھی پابندی عائد نہ کی جائے۔

مردم مغرب میں جھجک رہا تھا۔۔۔ وہ اپنے ہا کے متعلق سوچ رہا تھا  
 غم سے اس پر کسی غصہ نہیں آتا تھا۔۔۔ وہ ان کے فیصلے پر غصہ دل سے نہ نکالتا

اور ان پر عمل کرنے کی کوشش کر رہی تھی۔۔۔ مگر ٹھنڈی آہوں پر تو اسے اختیار نہیں تھا۔۔۔ وہ تو نکل ہی جاتی تھیں!۔۔۔ اس کے غلابی بڑے غلیب ہوتے تھے۔۔۔ اکثر وہ دیکھتی کر وہ بھائی اڑتی پھر رہی ہے!۔۔۔ بالکل پردہ کی طرح۔۔۔ بھی دیکھتی کہ اس کے سامنے صدا میل تک ہر سے بھرے جنگیلے ہوتے ہیں اور وہ ہر ہون کی طرح چھلانگیں لگاتی پھر رہی ہے کہی اسے مجھے ننھے نیکیے بچوں کی فوج نظر آتی اور وہ ان کے درمیان کھڑی بیچ رہی ہوتی۔۔۔ ملتی پھاڑ پھاڑ کر گارہی ہوتی۔۔۔ اور اس کا جو دنیا ت خود ایک طولی قسمہ سا بنتا ہوا نظر آتا۔۔۔ بعض اوقات وہ بیماری میں بھی ایسے ہی غلاب دیکھتی!

وہ فریادیں ہیں ایک طرف رکھ کر بے خیالی میں پھر کمر کی کے قریب آگئی! یہ علامات ماحول سے قریب ایک اونچے ٹیکے پر واقع تھی! ٹیکے کے نیچے زکوں کی جھاپیاں تھیں جن کا سلسلہ ماحول تک پہنچا گیا تھا!

اسے سمندر کی سطح پر غروب ہوتے ہوئے سورج کی شیشیاں بڑی ہی لگی تھیں! وہ اکثر انہیں دیکھتی رہتی۔۔۔ اور اسے الیا محسوس ہوتا جیسے وہ اس جگہ پر ہی چمکدار گیند پڑی پھیلانگیں لگاتی سورج کی طرف دھڑ رہی ہو۔۔۔

کچھ دیر بعد چونک کر وہ پھر اپنے کام کی طرف متوجہ ہو گئی! اس نے کچھ اندر سے خالی کئے اور ان کے بیٹھو صحن بنائے گئے!

آج ڈاکٹر داؤد بہت زیادہ مصروف تھے۔ اس لئے انہوں نے رات کا کھانا تجربہ گاہ ہی میں طلب کیا تھا!۔۔۔ اکثر ایسا ہی ہوتا تھا کہ ان کی راتیں تجسس بگاہ ہی میں بسر ہوتی تھیں! اشمنی نے جلدی جلدی لٹن کیرتے

تیار کر کے لازم کر دیا اور اس تبدیلی کر کے باہر نکل آئی۔

وہ صحت ماہی گیروں کے گھاٹ تک جا چا جاتی تھی! کینڈہ اس نے شاقا کر آج وہاں ماہی گیر جنش مٹانے والے ہیں! اس سے پہلے بھی وہ اکثر ان کے جتن سے لطف اندوز ہو چکی تھی!۔۔۔ عورت مرد سب ماحول کرنا چتے گاتے اور خوشیاں مناتے تھے!۔۔۔ ان میں اکثر طرح طرح کے سوانگ بھی عورت اور شمی ہشتے ہشتے بے حال ہوتا۔۔۔ پھر اسے اپنی حماقت پر انسوس ہوتا۔۔۔ وہ سوچتی کر وہ بھی کتنا گھٹیا ذوق رکھتی ہے۔۔۔ سوانگ پھر لے والوں کے لیے اور پونج جگے میں کرنا کم از کم اس کے شیلیان شان تو نہیں!۔۔۔ مگر وہ کرتی بھی کیا۔۔۔ وہ تو ایسے مواقع پر اس بڑی طرح از غور رفتہ ہوتی کر وہ خود کو بھی اسی جگہ کی ایک فرد تصور کرنے لگتی تھی! گویا وہ جماتی طور پوری طرح ان کا ساتھ نہیں دے سکتی تھی مگر اس کی روح ان کے ساتھ نفس کرتی تھی جتنی تھی، لگاتی تھی۔۔۔ اور جب وہ دل کھول کر ہشتے تھے تو ان کا ساتھ ضرور دیتی تھی! وہ جانتی تھی کہ کالی مات گئے والی ہو گی اس لئے وہ اپنی ناراضی ساتھ لانا نہیں بھولی تھی۔ گھاتے پر پہنچ کر اسے معلوم ہوا کہ جنش کی خبر غلط تھی! اسے بڑی ہلکی ہوئی اور ایک ایسے نام کی غلش اس کے ذہن میں کچر کے سے لگانے لگی۔

پھر اندھیرا پھیل گیا اور پانی کی سطح پر شیشیوں کے چرخوں کے پکپکاتے ہوئے عکس دیکھتی رہی۔ دیکھے اس کے تصور میں ماہی گیروں کا جتن بڑھ گیا! وہ انہیں ایک بہت بڑے الا کے گردنا چتے دیکھ رہی تھی! وہ گارہے تھے۔ جنس بے تھے! سوانگ بھر رہے تھے۔۔۔ اور

میں کہتی ہوں قحط! . . . دھنکا ایک لاونچ اس کے قریب آکر رکھی اور وہ  
چونک پڑی! اس لاونچ پر شاہد بھری پولیس کا گشتی دستہ تھا۔ اس نے  
سربا کا پ واپس چنا پاسیتے! . . . اسے اندھیرے سے  
خوف نہیں محسوس ہوتا تھا! وہ ایک ٹرک کی قحط! اعلیٰ کے پہیوں ہی سے اسے  
آدمی بننے کے سلسلے میں جو تربیت دی گئی تھی۔ اس کا تقاضا ہے قحطی  
تھا کہ وہ محتاط اور ڈر رکھ کر ہوجاتی گرنے جانے کیوں ایسا نہیں ہوا  
تھا! . . .

وہ اپنے بچے کی طرف چل پڑی . . . اسے اس مقام سے یقینی طور پر گزرتا تھا جہاں سے نرک کی جھاڑیوں کا سلسلہ شروع ہوتا تھا لیکن وہ اب تک ہزاروں بار اندھیرے میں اُس طرف سے گزرتی تھی! دیئے بہتر سے مردوں کی ہمت نہیں پڑتی تھی کہ وہ زیادہ رات گئے اُدھر سے گزرتی!

شعبی خیالات میں کوئی ہوتی راستہ طے کر رہی تھی، چو کہ راستہ اس کا  
 ہزاروں بار کا دیکھا ہوا تھا اس لئے اُس نے اب تک ٹارڈی روشن کرنے  
 کی ضرورت نہیں محسوس کی تھی! . . . اس کے لئے حقیقتاً تاروں کی  
 چھانوں ہی کافی تھی!

نہروں کی جھاڑیوں کے قریب بیٹھ کر اچانک دور ک گئی۔ اُس نے کسی قسم کی غیر معمولی آواز سن لی جو نہروں میں پسیدا ہونے والی سڑاہٹ سے بہت مختلف تھی۔ . . .

آواز میرا آتی اور اس کی آنکھیں حیرت سے پھیل گئیں... قریب ہی کہیں کوئی دہی دہی سی آوازیں رورہا تھا! اور آواز ان یقینی طور پر انسانوں کی تھی! ہنسی نے

مبارح رو دشمن کر لی رونے والی ماسے بنی تھی . . . مٹی مٹا حتمہ اس کی طرف چھپ چلا !  
وہ گھٹنوں میں سر دیتے مٹی مٹی اور اس کے نہرے بال نیچے ڈھلک  
آئے تھے اٹنی اسے جہت سے دیکھتی رہی ! . . . اس کے جسم پر نیلے رنگ کا  
لبادہ تھا . . . اور اس پر نہری کشیدہ کار سی تھی . . . دونوں ہاتھ نشانوں  
تک نہنگے تھے مٹی کی جہت کی سب سے بڑی وجہ اس کے ہاتھ ہی تھے کیونکہ  
ان کی رنگت بھی نہری ہی تھی ! . . . وہ مٹی کی مجرورگی سے بے خبر  
اسی طرح گھٹنوں میں سر دیتے سسکیاں مٹی مٹی رہی !

اسے . . . جم کیوں . . . رو رہی ہو . . . میری طرف دیکھو! آئی نے  
پکھانہ انداز میں کہا، اور وہ ایک سبک چمک پڑی! اور مراٹھا کشتی کی طرف دیکھا!  
لیکن مراٹھا کی روشنی میں اس کی آنکھیں چند سیانگیں! اور دوسری طرف مٹی کے  
بائیسے مارے جی گئی کیڑے کہ وہ تو سونے کی عورت مٹی اور اس کے ہونٹ  
بائیل سرخ تھے . . . بات کی باتوں کی طرح اور آنکھیں نہر کے  
نیگنوں کی طرح جگمگا رہی تھیں۔

شمی سکتے ہیں آگئی! لیکن سسکیاں دے اب بھی سو رہی تھی! اُس نے چند ہی لمحوں میں بہت کچھ سوچ ڈالا۔ وہ چڑیلوں اور بھوتوں کی قاتل تھیں مگر اس وقت اسے بھوتوں اور چڑیلوں کی دھمائی کہانیاں یاد آئے تھیں تھیں جو اس نے بچپن میں سنی تھیں۔

مگر جب وہ صرف سسکیاں ہی منتی رہی اور اس دوران میں اسے کوئی نقصان نہیں پہنچا تو اس نند کو اگر کہے پھر مزاح اخلاقی اور اسے روشن کیا سنہری لوکی نے پھر اپنا سرگھنٹوں پر رکھ دیا اور متواتر روتے جا رہی تھی۔  
 منی اس کے قریب بیٹھ گئی۔

”تم کون — ہو — مجھے بتاؤ۔۔۔ کیوں رو رہی ہو؟“ اس نے پکپکی ہوئی  
 آواز میں پوچھا، لڑکی نے ہر سر اٹھایا، لیکن اس نے جو کچھ بھی کہا تھا۔ مٹی کی کھدیں  
 نہیں آسکا، ایسے اس کی آواز کی مٹی گھنٹیاں سی بج اٹھیں، تھیں اٹھی کے کان  
 اس کی آواز کی لذت میں کھو گئے!  
 دفعتاً لڑکی نے اپنا لیا وہ اوپر سر کا کر اُسے اپنی داہنی ٹانگیں دکھائی جس  
 سے غل غل بہ رہا تھا۔ وہ لڑکی تو سر سے پر تک سنہری تھی۔۔۔۔۔ مگر بطور  
 سرخ ہی تھا جیسا سب کا ہوتا ہے!  
 ”نہرو۔۔۔۔۔ نہرو۔۔۔۔۔ اور تم زخمی ہوئے مٹی نے کہا اور دوزخ میں کد  
 دوپٹے کے انچل سے زخم صاف کرتی ہوئی لڑکی! تم قہر سے گھر چلو میں اس  
 کی ڈریسنگ کرو دوں گی۔۔۔۔۔“  
 لیکن لڑکی کچھ نہ بولی۔۔۔۔۔  
 ”چلو۔۔۔۔۔“ مٹی نے پھر کہا!  
 لڑکی نے بھی کچھ کہا! لیکن شہجہ سمجھ نہ سکی! پتہ نہیں وہ کون سی زبان بول رہی  
 تھی! مٹی نے سوچا کہ انگریزی تو لیسیتی اور جرمن زبانوں میں بھی کوشش کی جائے!  
 یہ تینوں زبانیں وہ سب بول لے اور سمجھ سکتی تھی! گو اس کی تعلیم گھر ہی پر ہوئی  
 تھی لیکن ہانا وہ ظہر پر ہوئی تھی! —  
 اس نے تینوں زبانوں میں باری باری اپنا مافی الضمیر اُس پر واضح  
 کرنے کی کوشش کی لیکن ناکام رہی! کیا کہ اردو ہی کی طرح یہ تینوں زبانیں  
 بھی شائد اس کے لئے نئی ہی تھیں۔  
 آخر تھک۔۔۔۔۔ لڑکھنئی نے اشد کاسا لے لیا چاہا اور اس سے کہا کہ وہ  
 کے ساتھ گھر چلے جہاں وہ اس کے زخم کی ڈریسنگ کر دے گی!

سنہری لڑکی کی آنکھوں سے خوف بھانکنے لگا! اور اُس نے انکار میں سر  
 ہلادیا! آخر مٹی نے اپنا دوپٹہ پھاڑ کر وہیں زخم کی ڈریسنگ شروع کر دی!  
 حجب وہ ڈریسنگ کہہ سکتی تو لڑکی نے اس کے ہاتھوں کو ہرے دیتے اور انہیں  
 اپنے سر پر رکھ لیا! ہر جھانپوں کی طرف کچھ اس قسم کے اشارے کئے جیسے  
 کہ یہی چمکا مارا ہے! مگر کدھر چلا!  
 مٹی کا خوف رنج ہو چکا تھا! اور وہ اُس لڑکی کے لئے اپنے دل کی لڑکیوں  
 میں غلوں محسوس کرنے لگی تھی! لہذا وہ ناراض روش کر کے اس کے ساتھ چلنے لگی۔  
 لڑکی نگھڑاتی ہوئی چل رہی تھی! مٹی نے ہمارے کے لئے اپنا داہنا بازو پیش  
 کیا جو قبول کر لیا گیا۔  
 لڑکی اسے ایک ایسی جگہ لائی جہاں جھانپوں کے درمیان تھوڑی سی سیٹ  
 جگہ تھی۔ یہاں مٹی کو ایک بہت بڑا گولہ نظر آیا، جو کسی دھات کا تھا اور اس  
 قطر لیا دس فٹ سے کسی طرح کم نہ ہوگا۔ اس میں چاروں طرف کھڑکیاں  
 سی نظر آ رہی تھیں! لڑکی نے اشارے سے بتایا کہ وہ اسی طرح ناراض دس  
 کے کھڑکیاں رہے! مٹی حیرت سے اُس کو گئے کہ کد کد رہی تھی! سنہری  
 لڑکی نے گولے پر ایک جگہ ہاتھ رکھا اور دفعتاً ایک بلی سی آواز کے ساتھ  
 اس کا اوپر ہی جھک گیا!  
 پھر لڑکی نے مٹی کے ہاتھ سے ناراض لے کر پیدل ہونے والی غلامیوں  
 روشنی ڈالی۔ اس کے اندر پتہ کیا کہ مٹی کی شینہری مٹی۔ لڑکی کے اشارے پر اس نے  
 ناراض اپنے ہاتھ میں لے لی اور اسے روشنی دکھائی رہی! اور وہ اسی غلام  
 میں دونوں ہاتھ ڈالے جوئے شین کے پرزوں کو نالیاں ٹھیک کرتی  
 رہی!۔۔۔۔۔ ذرا سی سی ویر میں وہ شین بلی سی آواز کے ساتھ چل پڑی!

یہ تراز اتنی ہی جلی تھی جتنی پہلی کے چمکے کی ہو سکتی ہے !

اس کے بعد اُس نے مٹی کو چمک کر اس کی پشانی پر بوسہ دیا اور پھر اسی گولے کے اندر جا بیٹھی ! مٹی کی ناراضی اب بھی روشن تھی !

سنہری لڑکی اب کاغذ کے ایک ٹکڑے پر سونے کی ایک پتی سی سلاخ سے کچھ کھود رہی تھی — گردہ کیسا سونا تھا جس کا سنہرے نقش کاغذ پر بھی اثر نکلتا تھا۔

شمی کو سنہری تحریر نظر آئی مگر خامل زیادہ ہونے کی وجہ سے وہ اسے بڑھ نہ سکی ! سنہری لڑکی نے کاغذ اس کے ہاتھ میں تھما دیا اور دوڑ بٹ جاملے کا

اشارہ کرتے ہوئے گولے کی وہ کھڑکی بند کر لی جس سے داخل ہوتی تھی ۔۔۔ شمی بڑی تیزی سے پیچھے ہٹتی اور ناراض کی روشنی کا دائرہ گولے کے ساتھ ہی

اوپر اٹھتا چلا گیا ! جب گولے نے زمین چھوڑی تھی تو ہوا کا آواز بدلت ہو کر نکاشی کے جسم سے ٹکرایا تھا کہ اسے قدم سنبھالنا دشوار ہو گیا تھا۔

وہ اوپر دیکھتی رہی ! لیکن اب اسی گولے کا کہیں پتہ نہ تھا۔۔۔۔۔ شمی نے غصے میں کیا کہ اس کا جسم بڑی طرح کانپ رہا ہے وہ جھاڑیوں سے

نکل آئی اور گھر کی طرف چلنے لگی ! مگر قدم رکھتی کہیں تھی اور وہ پڑتے کہیں تھے۔ ناراضی بھی بوجھ بھی تھی لیکن مٹی کو اندھیرے یا اجالے کا کہاں ہوس تھا !

دفعتاً اسے اس کاغذ کا خیال آیا جو سنہری لڑکی نے دیا تھا ! اور جیسے ہی اس کی نظر اس کاغذ پر پڑی اس کے قدم رک گئے۔

تحریر اندھیرے میں چمک رہی تھی ! مگر کیا وہ تحریر تھی ؟ ۔۔۔ شمی اسے گھورتی رہی ! یہ چار سہروں میں چند بے ڈھنگ سے نقش تھے۔

وہ حیرت سے آنکھیں پھاڑے ! ان نقشوں کو دیکھتی رہی !۔۔۔ پھر اگر بانی میں کسی ذہنی چیز کے گرنے کی آواز سے نہ چونکتی تو نہ جانے کب تک اس کی یہ عریض قائم رہتی !

اب وہ بہت تیزی سے گھر کی طرف جا رہی تھی ! گھر پہنچ کر وہ میدان اپنی خواب گاہ میں چلی گئی !۔۔۔ اور پھر تقریباً آدھے گھنٹے تک اس کے حواس درست نہیں ہو سکے ! وہ اپنی سنہری پوچی پوچی ٹانپ رہی تھی اور سانس اتنی تیزی سے چل رہی تھی جیسے میلوں کا سفر یکساں رفتار سے دوڑ کر لے کیا ہو۔

آہستہ آہستہ اس کی حالت اعتدال پر آئی گئی۔ کچھ دیر بعد اُس نے پھر اس کاغذ کے ٹکڑے پر نظر ڈالی مگر اب وہ بالکل صاف تھا ! سنہرے نقش غائب تھے ! اس نے ٹیبل کیسپ کھجوا دیا اس موقع پر کہ شاید خامواریں کی طرح اندھیرے ہی میں وہ نمایاں طور پر نظر آئیں لیکن اس بار اندھیرا بھی انہیں

نہ چمکاسکا ! کاغذ بالکل صاف تھا۔

سے لے تھے کہ انڈیرون پی تھی! . . .  
 "اللہ دیتا ہے صاحب! آپ کی جیب سے چالیس روپے نکالے تھے!  
 "اسے ضمانت کرے . . . میں تجھے دس روپے میں کر دوں گا!"  
 "سوچا تھا کہ نکال لوں اور انش فیض پڑوں . . . مگر آپ کے پیسے سوٹ  
 پر استری نہیں تھی! اس لئے صرف خواب دیکھ کر رہ گیا"  
 "بہت اچھا کیا کرنے!" عمران نے ایک بیک خوش ہو کر کہا "ورنہ تیرے  
 حلق میں قریش پڑ جاتی، بیبا ہی ہے تو شیپین پیاکر۔"  
 "اسے . . . اخبار . . .!"

"آج کا اخبار۔" امیر اخیال ہے کہ وہ محفوظ ہے! "سیلمان نے کچھ سوچتے  
 ہوتے کہا!"

"اے آج کل تو شریف آدمیوں کی طرح گفتگو کر کے لگا ہے!"  
 "مجبور ہے جب جواب! اشرف ہی کا زمانہ ہے!"  
 "اخبار!"

"سیلمان چلا گیا! . . . اور عمران نے آنکھیں بند کر کے ایک جاہلی لی  
 اور پھر نہ چلانا لگا۔"

"اخبار! کیا اس نے لیٹھی لیٹھے پہلے منہ پر نظر ڈالی اور پھر اس طرح  
 بڑھکھا کہ اٹھ بیٹا بیٹے بچھو نے ڈنگ انا ہو!"  
 وہ سرخ ہوئی، بڑھکھا دینے والی تھی۔

"اٹلی جنس بیورو کے ڈائریکٹر جنرل پر قاتلانہ حملہ . . ."  
 "اٹلی جنس بیورو کے ڈائریکٹر جنرل محمد عمران کے باپ رحمان صاحب تھے!  
 اس نے بڑی تیزی سے شہر چڑھ ڈالی . . ."

عمران نے سر پر پڑے ہی پڑے ایک طرف انگڑائی لی اور پھر بھڑائی ہوئی  
 آواز میں چیخا! "اے! . . . سیلمان کے بچے۔" اخبار . . .!  
 سیلمان بچوں میں تھا! اس لئے منور ہی نہیں تھا کہ پہلی ہی آواز پر دوڑ آتا  
 . . . دوسری یا تیسری آواز پر اس کے کان پر جوں ریگی اور وہ ڈھتہ جھٹاتا ہوا  
 کمرے میں داخل تھا۔

"امیں۔" اے میں نے اخبار مانگا تھا! . . . "عمران آنکھیں نکال کر دھڑلا  
 "جی ہاں۔" امیر اخیال ہے کہ آپ نے اخبار ہی مانگا تھا!"

"پھر کہاں سے اخبار!"  
 "اسٹور میں تیل نہیں تھا! . . . کرتے سلگاتے پڑے . . .  
 اور کتنے خود بخود تو سکتے ہیں ہی . . ."

"کیا مطلب . . .!"  
 "اخبارات جلا کر کٹے دھکاتے . . . اور اب چلتے تیار ہے!"  
 "اے آج کا بھی جلا دیا ہے!"

"آج اور کل سے کیا فرق پڑے۔" صاحب اخبار تو اخبار . . .  
 "ہوش میں رہنا نہیں!"

"اس وقت تو میں ہوش میں ہوں لیکن پچھلے رات میں نے کٹا انڈیرون پی تھی اور  
 آپ کا نیلا سوٹ پہن کر گیا تھا!"  
 "اے! او! تو کسے سمجھے! امیں تیری گردن رگڑ دوں گا! تجھے تنے پیسے کہاں



۱۴۔ متبررات کے بچنے حصے میں چند نامعلوم افراد رحمان صاحب کی کوٹھی میں داخل ہوئے انہوں نے سب سے پہلے دونوں پہرہ داروں کو بلے پس کر دیا تھا کوٹھی کی کپاڑہ میں دو رکھوالی کے کتے تھے اچتہ نہیں انہیں کسی طرح ختم کر دیا گیا کہ آس پاس والوں یا خود کوٹھی ہی کے کینوں نے ان کا شور بھی نہ سنا! رحمان صاحب! اپنی خواب گاہ میں سو رہے تھے! اچانک ان کی آنکھ کھل گئی انہیں وہ چار نقاب پوش نظر آتے تھے۔۔۔۔۔ ان میں سے ایک تو رحمان صاحب کی طرف ریڑا اور تانے کھڑا تھا اور دوسرے کمرے کی چیزیں الٹ پٹ کر رہے تھے! رحمان صاحب سے کہا گیا کہ خاموشی سے پڑے رہیں اور نہ اسے قتل کر دیا جائے گا۔۔۔۔۔ رحمان صاحب کچھ دیر تو راکت و سامت پڑے رہے پھر اچانک انہوں نے خود کو مہری سے گرا دیا۔۔۔۔۔ اُن کی نگرانی کرنے والا شائد قاتل ہو گیا تھا۔۔۔۔۔ رحمان صاحب نے بڑی پھرتی سے لستہ گر کر دیوار چھین لیا۔۔۔۔۔ اور پھر اُس کمرے میں غاروں کی آوازیں گونجنے لگیں۔۔۔۔۔ نا معلوم آدمیوں کو پسپا ہونا پڑا کیونکہ کوٹھی کے دوسرے افراد بھی بیدار ہو گئے تھے۔۔۔۔۔ رحمان صاحب بغایت ہیں اُن کے ہم پر صرف معمولی سی خراشیں آتی ہیں! انہوں نے اخبار نویسوں کو صرف واقعات ہی بتائے ہیں لیکن پس منظر بتانے سے انکار کر دیا ہے! لکھنؤ مراغہ سانی کے بہترین داغ مصروف گفتیش ہیں! رحمان اخبار چیک کر کھڑا ہو گیا!۔۔۔۔۔ چہرہ نشست کے کمرے میں آیا۔ دوسرے ہی لمحے میں وہ فون پر رحمان صاحب کے نمبر ڈال کر رہا تھا! دوسری طرف سے کسی لازم نے گال ریسور کی!

”ٹیڈی کیس جیہ! رحمان نے پوچھا!

”ٹیڈی!“ دوسری طرف سے آواز آئی! ”آپ کون ہیں!“

”رحمان۔“

”اوہ۔۔۔۔۔ چھوٹے سرکار! آرام کر رہے ہیں!“

”سو رہے ہیں!“ رحمان نے پوچھا!

”پتہ نہیں! مٹریٹے! دیکھ کر بتانا ہوں!“

رحمان ریسرور کان سے لگائے رہا! ٹیڈی دیر ہی بعد اُس نے رحمان صاحب کی جراتی ہوئی آواز سنی! ان کی خواب گاہ میں بھی فون تھا۔۔۔۔۔

”ٹیڈی!۔۔۔۔۔ میں رحمان ہوں۔“

”ہاں۔“

”کیا مجھے آپ تک آنے کی اجازت مل سکے گی! میں صبح کا اخبار۔“

”آج آؤ!“ دوسری طرف سے کہہ کر سلسلہ منقطع کر دیا گیا!

رحمان نے بڑی تیزی سے لباس تبدیل کیا۔ سیلیمان ناشتہ لیا تھا! لیکن وہ آتہ ہلاتا ہوا کمرے سے نکل گیا!

کچھ دیر بعد اس کی کار رحمان صاحب کی کوٹھی کی طرف جا رہی تھی۔!

میل کوٹھی میں رحمان کی آمد کا شہرہ ہو گیا تھا! پورے ایک سال بعد

کوٹھی میں قدم رکھنے والا تھا! یوں تو اکثر وہ چانک ہی پر رک کر چوکیدار سے سب

کی خبریت معلوم کر لیا کرتا تھا! کیونکہ رحمان صاحب کے حکم کے مطابق کپاڑہ میں

بھی اس کا داخل ممنوع تھا!۔

مگر آج جبکہ رحمان صاحب کی طرف سے اجازت مل گئی تھی اور رحمان آ رہا تھا۔

اس کی چھاندا نہیں چانک ہی پر اس کا انتظار کمری قید! اُن میں اس کی نگاہیں

لڑاکی ٹھٹھا بھی تھی! اور اس نے کچھ دیر پہلے ہی سے اپنے تئور میں تیکھا ہن

پیدا کرنا شروع کر دیا تھا اس کی چھانڈ بنیں اُسے سمجھا رہی تھیں کہ وہ آج کوئی جھگڑے والی بات نہ نکالے۔

دیکھو اس وقت قدرتی طور پر کوٹھی کی نقشا پر سکون ہی جھرتی پیاہنے مٹی۔ کیونکہ کچلی رات رحمان صاحب پر تھکاؤ حملہ ہوا تھا اور وہ بال بال پیچھے تھے! مگر وہ فقیر سے عمران کے والد۔۔۔ یعنی عمران انہیں کا بیٹا تھا جس کی نظروں میں زندگی اور موت کی کوئی وقعت ہی نہیں تھی!۔۔۔ ان کے سخت ترین احکامات تھے کہ کوٹھی کی نقشا پر مٹی کی کینٹ نہ طاری ہونے پاتے اگر کسی کے بھی چہرے پر تھکڑے آثار دیکھے گئے تو اس کی اچھی طرح خبر لی جائے گی! یہی وجہ تھی کہ وہ سب اگر سرور نہیں تھے تب بھی یہ ظاہر کر لے کی کوشش کر رہے تھے کہ انہیں رحمان صاحب کی اس خواہش کا احترام کرنا کہ انہیں گندرا۔

جیسے ہی عمران کی کار پیاہنگ پر پہنچی اس کی ہنسیں سننے آگئیں اور عمران کے چہرے پر ہر باتوں اڑنے لگیں کیونکہ ان میں کوئی بھی غمخیز یا شورش نہیں نظر آ رہی تھی! انہیں کے چہرے پر وہی پرانا بیچھاؤ نظر آیا جو اس کے لئے مخصوص تھا! چھانڈاؤ بنوں نے اُسے پیچھے سے اوپر تک ٹٹوٹا شورش شروع کر دیا جیسے دیکھ رہی ہوں کہ لوٹ پھوٹ کر تو واپس نہیں کیا!

”اے۔۔۔ اے۔۔۔ اے نہیں لئے۔۔۔ اپنی وہ قلعی جھڑک۔! انہیں نے چپکے چپکے ہوتے پھرتے پھرتے پوچھا!

”جو قلعی دور۔۔۔ عمران نے اعتماد انداز میں آنکھیں چاڑھ کر دیکھ لیا!

”ہاں۔۔۔ وہی سفید پرکٹی۔۔۔ انہیں چپکا کر لولی! ہوا ان کے سینے پر مگ دے گی۔۔۔“

”اے۔۔۔ وہ سفید۔۔۔ پرکٹی نہیں ہے۔۔۔ اڑا سکتی ہے۔۔۔“  
شرازی کی مادہ۔۔۔!

”روشنی کا تذکرہ ہے بھائی جان۔۔۔! اس کی چھانڈاؤ بن فرزند اس کی مٹی کی گرہ دوست کرتی ہوئی لولی!

”میں! اُس کا تذکرہ ہے۔۔۔ مگر۔۔۔ دیکھو! میں ابھی تم لوگوں سے گٹھ کر دوں گا پہلے مجھے ڈیڑی کے پاس مانے دو!“

”آپ وہاں نہیں جا سکتے!“ انہیں نکال کر لولی! اس سے پہلے آپ کو اٹا بی بی کی جوتیاں کھانی پڑیں گی۔!“

”اے۔۔۔! عمران ایک طویل سانس لے کر پیٹ پر ہاتھ چیرتا ہوا لولا اچھا بی ہوا کہ میں ناشتہ کر کے نہیں آیا۔ مگر انہیں اتم ابھی تک بوڑھی نہیں ہوئیں مجھے حیرت ہے!“

اس کی چھانڈاؤ بنیں بننے لگیں! اور وہ انہیں بٹاتا ہوا آگے بڑھتا چلا گیا! اماں بی برآمدے میں موجود تھیں!

”کیوں رے۔۔۔ کم۔۔۔ بخت۔۔۔ کیوں آیا ہے۔۔۔!“  
وہ پھوٹ پڑیں! ان کی آنکھوں سے آنسو برس رہے تھے اور زبان سے جلی کٹی باتیں نکل رہی تھیں!۔

عمران اُن کے پیروں کے پاس دوڑا فوہو گیا۔۔۔ اور ان کی جوتیاں پیروں سے نکال کر اپنے سر پر رکھ لیں!

”اماں بی۔۔۔ میں کیسے آتا۔۔۔ آج بھی ڈیڑی کی اجازت مل کتے بغیر نہیں آیا!“

”تم دونوں یکساں ہو!“ اماں بی لولیں! ”دونوں سنگدل میرے ہی

تھے میں آتے تھے۔“

اسی طرح وہ دل کا اعتبار نکالتی رہیں اور عمران کو گولہ آتا رہا۔ اشتیاق کو شاید اس کی چھان دہنوں نے کیا ڈنڈہ ہی میں روک لیا تھا اور نہ یہ سلسلہ ختم ہوا تھا۔  
ذات کے لئے جاری ہو گیا!

نئی ذہنی طرح عمران، رحمان صاحب تک پہنچا۔ وہ اپنی خواب گاہ میں ٹہل رہے تھے اور ان کے چہرے پر تشویش کے آثار قطعی نہیں تھے! البتہ وہ کسی گہری سوچ میں تھے! عمران کو دیکھ کر رک گئے اور ہر شے پر اپنی ہی کی طرح اُن کے چہرے پر بھی درشتی کے آثار نظر آنے لگے!  
”تم کیوں... آتے ہو...“ انہوں نے غرا کر پوچھا۔

”میں... میں... آپ کی اجازت...“

”ٹھیک ہے۔ مگر کیوں آتے ہو؟“

”میں نے صبح کا اخبار دیکھا تھا۔“

”ضرور دیکھا ہو گا۔ پھر!۔“

”وہ... آپ پر حملہ...“

”ہاں... مجھ پر حملہ ہوا تھا... ہر گز میں زندہ ہوں...“

”میں آپ کو مبارکباد دینے آیا ہوں! عمران میں کر لولا۔“

”لیں! تم اس لئے آتے ہو کہ مجھے کی وجہ معلوم کرو! اور نہ تمہیں مجھ سے کوئی ہمدردی نہیں ہے!“

”آپ میں اس معاملے میں تو بالکل مجبور ہوں ڈیڈی!۔“

”کیونکہ میری رگوں میں بھی آپ ہی کا خون ہے!“

”ہاں جیاد۔! رحمان صاحب ہاتھ جاکر بولے۔“

”میں درج معلوم کئے بغیر نہیں جاؤں گا ڈیڈی!“

رحمان صاحب نے گھنٹی کی طرف ہاتھ بڑھایا۔

”شہریت! عمران بدلی سے بولا: ”میں جا رہا ہوں! لیکن درج معلوم کروں گا!“

رحمان صاحب کچھ نہ بولے۔ عمران باہر آ گیا! اماں بی بی اب بھی اس کے انتظار میں پرکاشے میں موجود تھیں!

”ارے... بس... کیا واپس جا رہا ہے!“

”ہاں۔ اماں بی۔! انہوں نے مجھے صرف ذمیل کرنے کے لئے بلا تھا!“

”تو مجھے بھی اپنے ساتھ لے چلے ہیں اب یہاں نہیں رہو گی!“

”میں گلے میں پندانا لگا کر جیادوں گی! اماں بی! اگر آپ ان کے ساتھ گئیں...“

”تو کیا بول پڑی!“

”ارے کم بخت تو پھر مجھے ہی زہر دے دو...“

”اماں بی۔!“ عمران اُن کے شانے پر ہاتھ رکھ کر بولا! آپ بالکل ٹکر

ذکینے! میں اس شے کی سچی کرمی اپنے ساتھ لے چلوں گا!

”ارے... رہبان سنبھال کر...“ ڈیڈی چڑا کر بولی!

”بس اماں بی۔ اب اجازت دیجئے! میں اب آتا رہوں گا! کیونکہ ڈیڈی

نے یہ نہیں کہا کہ میں اب دوبارہ یہاں نہ آؤں گا! اتنا بیکار وضاحت نہ کریں!

ان کی اجازت ہرگز اور ہے گی۔!“

”وہ اماں بی کو سسکتا ہوا پھوٹ کر... چانک کی طرف بڑھ گیا!“

دوسری رات بھی ڈاکٹر دلا کو تکرر گاہ ہی میں گزارنی تھی۔۔۔ شعیب نے  
میں ان سے مل آتی تھی لیکن اس نے اس سہری لڑکی کا تذکرہ ان سے نہیں کیا تھا!  
۔۔۔ اگر اُس کا غم پر وہ روشیں لکیریاں جو وہیں تروہ مزدور بے ضرور اس واقعہ  
کا تذکرہ پا پاس کرتی۔۔۔

اب چونکہ اس کے پاس کوئی ثبوت نہیں رہا تھا اس نے وہ پرامداد واقعہ  
کا تذکرہ کر کے اپنا مہم کو نہیں اڑوانا چاہتی تھی۔ کئی کو یقین نہ آتا! کیونکہ کبھی اسے  
"بیک خواب دیکھتے ہیں لڑکی" کہتے تھے۔۔۔  
اس وقت رات کے آخر پہنچے تھے اور شعیب اب بھی کچن ہی میں موجود تھا کیونکہ  
یہاں کی کھڑکی سے وہ جگہ صاف نظر آتی تھی جہاں کچھپی رات اُس نے اس  
سہری لڑکی کو بیٹھے دیکھا تھا!

اُس کا وہ گرم جوش اور طویل ہوس اسے اب بھی یاد تھا! اور جب بھی وہ  
اُس کا تصور کرتی اُس کی پیشانی گرم ہو جاتی! اس نے اُسے کتنے پیاسے  
بھینچا تھا! مگر وہ کون تھی اس سے آتی تھی درودہ رٹنے والی مشین۔۔۔  
۔۔۔ اُس نے رات بھی دیکھے تھے! اور اُن مشینوں کے نونے بھی  
اس کی قصصوں سے بڑے تھے! لیکن اسے ابھی تک قلم نہیں تھا کہ  
اُس نے دال شینوں میں کس نئی لیمبا دکائی! نہ جھاپے۔۔۔ مگر وہ لڑکی!  
۔۔۔ وہ اس سے کتنی مختلف تھی۔ اُس کے جسم کی رنگت  
کتنی غیر معمولی تھی۔۔۔ اگر اُس کے بازوؤں پر نہ تھے ہی بزرگ دھوئے توڑے

بے ہیں دھپا اسے کتنی بڑی حسیہ کر لیتی! اور یہی سوچتی کہ وہ اندر سے جہاں کی انہوں  
کی کوئی سہری پر ہی ہے بیل پر ہی یا لوت پر ہی اور نہرو پر ہی کی حسیہ!  
چمڑے پیاروں کا خیال آیا۔۔۔ اُس میں سے جیسے۔۔۔ جی تو میں تو کیا  
وہ کس دو برسے سیارے سے آئی تھی! وہ کھڑکی پر کھڑی اُس کے شعلہ سر پہ رہی!  
اسے تو کتنی غمی کا تذکرہ آج چہرہ ہوں نظر آتے!

اور اس کی ترقیہ صبح بھی پوری ہو گئی! اسے ٹیک اُسی جگہ ایک تحرک ملایا  
نظر آیا جہاں اُس نے اُسے پہلی رات کو دیکھا تھا!  
گر مکیں بے دو کوئی اور رہا ہو!۔۔۔ اُس نے ایک بار کھڑکی سے  
سٹا چال پھر رک گئی! یہ بھی ایک اعتماد خیال تھا کہ وہ کل والی سہری لڑکی  
ہو گی!

دن تھا اُس سائے کے گرد مکیں ہی روشنی پھیل گئی اور اسے اس کا نیلا بارہ  
صاف نظر آیا! وہ دھن کھڑی تھی جہاں اس نے اسے پہلی رات روتے  
دیکھا تھا!

شعیب دروازے کی طرف جا گیا!۔۔۔ اسے اب محسوس ہو رہا تھا جیسے  
اس کے چہروں میں پرہنگ لگے ہوں اور وہ اب کبھی زمین پر نہ بیٹھیں گے!  
۔۔۔ وہ بے کسی شدہ دھڑکی ہوئی ہلکے سے کلی اڑتے ہوئے کے طرف مڑ گئی! یہ بھی اتفاق  
ہی تھا کہ کس عمارت نے اُسے اس صبح دھڑکتے نہیں دیکھا۔ ورنہ مارے  
ہی کر اُس کی کچھ بھانگے لگتے۔

وہ ٹیک سے سے شیب میں آتی تھی گئی! سایہ قریب ہوتا جا رہا تھا اس  
کے دونوں ہاتھ بچلے ہوئے تھے!۔۔۔  
چراغ اُس نے خود کو اس کی گرفت میں پایا وہ اُسے بھینچ کر پیار

خود ہی تھی۔

نئی کہہ رہی تھی! میں تمہیں دوبارہ پا کر کتنی خوش ہوئی ہوں! میں آج سارا دن تمہارے متعلق سوچتی رہی تھی اور اس وقت کچن کی کڑی میں شاید تمہاری ہی مشق تھی۔ تم بہت اچھی ہو! تمہارے پیار میں بڑی شفا اس ہوئی ہے: مجھے اب تک کسی نے اس طرح پیار نہیں کیا تھا۔

پھر وہ بھی اسی دالمانہ نما زین اسے پیار کرنے لگی۔ . . .

کچھ دیر بعد نہری ہلاک اس کا ہاتھ قاتل سے بھاریوں کی عسرت لے جا رہی تھی! نئی اس کی داہنی تھیلی سے ایک عجیب قسم کی روشنی چھوٹتے دیکھ رہی تھی! . . .

یہی دم ہی روشنی اس کے گرد پھیلی ہوئی تھی۔ اور اسی روشنی میں وہ راستے طے کر رہی تھیں! . . . نئی کی سمجھ میں نہ آ سکا کہ اس روشنی کی رنگت کیسی تھی!

اس نے ایک بار پھر خود کو اسی اڑنے والے گولے کے قریب پایا جس کا ٹکڑا اسے پہلی رات کو چھپکا تھا!

یہاں نہری ٹوٹی کی تھیلی سے پھوٹنے والی روشنی پہلے کی نسبت کچھ تیز ہو گئی۔ ہلاک نے گولے کی ایک کڑی کو لٹا کر دیکھنے کا اشارہ کیا۔

ہیکل نہیں۔ میں تمہارے ساتھ کہیں جانے سکوں گی! میرے باپ پریشان ہوں گے!

ہلاک شاید اس کے چہرے کے بدلتے ہوئے آثار کی بناء پر اس کے مانی انصاف سے آگاہ ہو گئی تھی لہذا وہ اشارے سے اسے سبھانے لگی کہ وہ کچھ دیر اس میں بیٹھیں گی اور وہ اسے کہیں لے نہ جائے گی!

نئی جیکھا ہٹ کے ساتھ گولے میں داخل ہوئی! لیکن اسے یہ دیکھ کر بڑی حیرت ہوئی اس کا اندرونی حصہ چکڑا تھا! اور اس میں۔ . . دو صوفے پڑے ہوئے تھے! اس کی اوپر ہی صلیب آتی اور کچی تھی کہ نئی کو اس سے ٹکرا جانے کے خوف سے جھکا نہیں پڑا تھا! وہ اس کے سر سے تفریبا دو فٹ اونچی تھی! ایک جانب دیوار میں ایک روشنی سی گھر نظر آ رہی تھی! . . . اور اسی کیمر کی تیز گردش میں روشنی چاروں طرف پھیلی ہوئی تھی! نہری ہلاک کی بھی اندر آئی۔ . . پھر اس نے وہ کڑی بند کر دی جس سے داخل ہوئی تھی!۔

اب یہ ایک بہت بڑا کعبہ فاضلہ وقت معلوم ہو رہا تھا!

گھر نئی نے اس میں ذرا برابر بھی گھٹن نہیں محسوس کی! . . . اُسے ایسا محسوس ہو رہا تھا جیسے وہ ایک کشادہ اور ہوادار کمرے میں بیٹھی ہوئی ہو! . . . نہری ہلاک اسے پیار بھری نظروں سے دیکھ رہی تھی اور اس کے ہونٹوں پر ایک خواب الودھی مسکراہٹ تھی! . . . دفعتاً اس نے ایک چھری تھیلے سے کچھ چیزیں نکالیں۔

یہ دو ڈھیلیاں تھیں جن کی رنگت منشی تھی! . . . ایک چھڑا سا ڈیہ تھا جس پر کبھی چھڑا سا مایب لگا ہوا تھا! اس نے ایک ٹوٹی اپنے سر پر بندھولی اور دوسری ٹی کے سر پر بندھنے لگی۔ نئی کا دل بڑی شدت سے دھڑکا! تھا اور بار بار اپنے منقب ہوتے ہوئے سرے ہوں پر زبان پھیر رہی تھی! . . .

ٹوٹی اس کے سر پر بندھ دی گئی اور اس کے کانوں میں عجیب قسم کی آوازیں محو بخنے لگیں! ٹوٹی کے دونوں طرف دو گولے شے ہوتے تھے، جو اس کے دونوں

لاٹوں پر منڈھ گئے تھے۔ . . ایک تار اس کی اور سنہری ڈاکی کی ٹہریوں کو ایک دوسرے سے ملا تھا اور اس کے وسط سے ایک دوسرا تار اُس ڈبے سے جاتا تھا تھا جس پر ایک چھوٹا سا مرقی تختہ نصب تھا! تختہ دوسرے ہی لمحہ میں روکشن ہو گیا۔

اور مٹی بھڑکتی! "پتہ نہیں تھا کہ کیوں کنے جا رہی ہو!"

"اس طرح ہم ایک دوسرے کو کچھ نہیں گئے!" ڈاکی نے جواب دیا اور مٹی کا منہ حیرت سے کھل گیا، کیونکہ یہ جواب اردو ہی میں تھا، البتہ آواز ایسی تھی جیسے کوئی مرغی کلکوں کلک کی بجائے اردو بولنے لگا ہو!

آواز میں وہ نوحہ اور شغاس ہو کر نہیں تھی جو مٹی نے پہلی بات محسوس کیا تھا "تمیں حیرت ہے!" سنہری ڈاکی چہرہ بولی: "میں تمہاری زبان نہیں بول سکتی تھی۔ لیکن یہ یاد رکھو نہ صرف تمہارے خیالات سے آگاہ کرتا ہے بلکہ میرے خیالات تمہاری ہی زبان میں تمہارے لاٹوں تک پہنچاتا ہے۔"

"میں نہیں سمجھی . . ."

"تم جو کچھ سمجھی کہہ رہی ہو وہ اس آلے کے ذریعہ سنہری زبان میں میرے لاٹوں تک پہنچ رہا ہے! . . . اور جو کچھ میں اپنی زبان میں کہہ رہی ہوں . . . وہ تمہاری زبان میں تم تک پہنچ رہا ہے . . . میں تم جو کچھ سوچتی ہو اسے میں سمجھ لیتی ہوں اور جو کچھ میں سوچتی ہوں اس سے تم آگاہ ہو جاتی ہو!"

"تب تو یہ جالہ ہے!" مٹی بولی:

"جیسے سانس ہے . . . جو تپا بیلا کے ہاتھ سے بہت ترقی یافتہ ہیں . . . مگر تو بتاؤ کہ یہ کوئی بیلا ہے۔ . ."

"زمین! مٹی نے کہا: اُس کا دل پھر دھڑکنے لگا!

"نہیں۔" سنہری ڈاکی نے حیرت سے دہرایا . . . "میں یہ نام پہلی بار سن رہی ہوں! . . . میں تو کبھی مٹی کے دل میں یہ پہنچ گئی ہوں!"

"اور ہوا یہ بیانی بھی کوئی بیلا ہے۔" مٹی نے بھی حیرت ظاہر کی "میں جی یہ نام پہلی ہی بار سن رہی ہوں! ہمارے نظام کشی میں اس نام کا کوئی بیلا نہیں ہے!"

"مگر۔۔۔ میں بتاتی ہوں کہ ہمارا سیارہ سیارہ کون سا ہے!" اُس نے سلاخ لہو کے ایک ٹپ پر انگلی رکھی، درگڑے کی چست کھل گئی: "مٹی کو تاروں جیلا، آسان نظر آنے لگا۔ وہ دیکھو! سنہری ڈاکی نے ایک طرف انگلی اٹھائی: "وہ سب سے روشنی بیلا! سب سے بڑا بیلا۔ . . وہی سیارہ ہے۔"

"اسے وہ تو زہر ہے۔ . . اسے یونانی میں دیس کہتے ہیں: "بالکل بیلا نام جو میں نے کبھی نہیں سنا، وہ سیارہ ہے! اگلی ڈاکی . . . میں وہیں سے آئی ہوں!"

"اچھا! سیارہ سیارہ ہی سہی!" مٹی نے ہنس کر کہا: "مگر وہ تو دیوان ہے! اسی میں زمین کے آثار نہیں پائے جاتے۔"

"تب یقیناً تم لوگ ہم سے کہہ کر پانچ سو سال پہلے جو سیارہ کے سائنسدان پانچ سو سال پہلے یہی کہتے تھے کہ بیانی یعنی تمہارا بیلا غیر آباد ہے کیونکہ اب . . . اب یہی دیکھ کر کہ میں بیانی میں موجود ہوں۔ تمہاری اور بیناتس سے! ہمارا بیلا تو انھوں برس سے آباد ہے۔"

نہرو کے تعلق یہ بالکل نئی دریافت تھی! منشی نے سوچا کہ اب وہ بڑی پاک سلاوت  
 کا منہ کھلا کر اڑا سکے گی!  
 "مجھے سخت حیرت ہے۔ منشی بولے۔  
 "نہیں تمہیں متفرق ہونا چاہیے! کیا تم نے کبھی کسی سیدھے کا سفر  
 کیا ہے؟"  
 "ابھی ہم ایسے راکٹ نہیں بنا سکے جن کے ذریعہ کوئی ایسا سفر ممکن ہو  
 جائے کہ!"  
 "بس تو تم پارسیا سے تقریباً ایک ہزار سال پیچھے ہو۔ ایک ہزار سال پہلے  
 پارسیا میں بھی ایسے ہی نے گزراؤں کا سفر دیکھا ہو دوسرے مبادوں  
 تک جا سکیں!"  
 "نئے گزراؤں کیا؟"

"جی جی میں ہم اس وقت بیٹھے ہیں!"  
 "اوہ۔ تو یہاں سے وہی مشین نکالو جسے پارسیا میں نے گزراؤں کا سفر کیا ہے!  
 "ہاں ہم اسے نئے گزراؤں کہتے ہیں۔۔۔ اب سے پانچ سو سال پہلے اس  
 کی شکل مختلف تھی اس وقت یہ نئے پورٹ کھاتی تھی!  
 مگر اس دور میں یہ صرف پارسیا کی فضا میں پرواز کر سکتی تھی۔۔۔  
 اس میں اتنی قوت نہیں تھی کہ پارسیا کی قوت کشش کی حدود سے نکلیں  
 ۔۔۔ اب ہم اسے اس تمام تک سے جانکتے ہیں جہاں سے دوسرے  
 سیاروں کی قوت کشش کا اثر اس پر چڑھ سکتا ہے۔۔۔ مگر میرے گزراؤں  
 پہلی بار ان کے چہرے پر تشریش کے آثار نظر آنے لگے تھے!  
 "کیوں کیا بات ہے۔" منشی نے پوچھا!

"میں یہ سوچ رہی ہوں کہ میرے نئے گزراؤں میں یہ خرابی کیسے واقع ہوئی!"  
 "کیسی خرابی۔!"  
 "یہ ریاضی کی قوت کشش کی حدود میں کیونکر داخل ہوا! جب کہ یہ خصوصیت  
 سے ڈیڑھ۔۔۔ کے لئے بتایا گیا میں اس نئے گزراؤں سے بیسکٹوں باریڈیو  
 تک سفر کریں ہوں۔۔۔ لیکن اب ایسا ہوتا ہے کہ پارسیا کی قوت  
 کشش کی حدود سے نکلے ہی اس کا رخ ریاضی کی طرف ہو جاتا ہے!"  
 "ڈیڑھ تک کیا چیر ہے۔!"  
 "یہ پارسیا سے قریب ترین سیارہ ہے۔۔۔ پتہ نہیں تم لوگ اسے  
 کیا کہتے ہو!"  
 "منشی کچھ سوچنے لگی پھر اس نے پوچھا "تمارا نام کیا ہے۔۔۔"  
 "نام۔۔۔ نام سے تمہاری کیا مراد ہے۔!"  
 "نہیں کیا کہہ کر غلط کیا جاتا ہے۔۔۔"  
 "اوہ۔ میں کبھی اور کبھی تجھے ہائیٹ ماکہ بچپن بہتر تھی سو سو کہتے ہیں!"  
 "یہ تو غیر ہوا" منشی نے حیرت سے کہا!  
 "ہاں۔۔۔ نہیں جی ہے!۔۔۔ میں سمجھ گئی۔۔۔ نام سے تمہاری  
 کیا مراد ہے! اس کو دیکھو آج سے ایک ہزار سال پہلے طرزِ حیات و مرقا تھا۔  
 اس وقت نام رکھے جاتے تھے۔۔۔ اس میں ایک جھنجھٹ تھی یعنی نکال  
 بن نکال! اب اس کا سال ہی نہیں ہو گیا۔۔۔ اس طرح ایک ہی نام  
 کے دو جزوں باپ اور بیٹے ایک وقت مل جاتے ہیں۔ لہذا اس دور میں  
 کی نا۔۔۔ چھٹائی دور میں تھیں جی پڑتا تھا! اس زمانے میں پارسیا  
 کی سماجی زندگی پابندوں سے مربوط تھی۔۔۔ یعنی ایک مرد اور ایک عورت

زندگی بسر کر کے لئے ایک دوسرے کے پابند ہوتے تھے۔ اس لئے وہ اپنی اولاد میں  
کو صوف اپنے ہی لئے مخصوص کر کے لی غرض سے انہیں خاص قسم کے نام دے  
دیتے تھے تاکہ والدین کی محبت سے پہچانے جاسکیں! — مگر اب  
اس کی ضرورت ہی باقی نہیں رہی۔ شادی بیاہ کی رسم اب سپر سیا  
میں نہیں پائی جاتی اس لئے انہوں کی بھانجے نمبر بدل رہے ہیں۔ یہ  
طریقہ زیادہ سائنٹفک ہے!“

”باعث شرم و تنگ ہے!“ شمی نے غصیل آواز میں کہا۔

”بہت بے پناہ معلوم ہوتی ہو۔“ سنہری لڑکی شمس پڑی بیاہ  
میں اب سے ایک غریب سال پہلے اسی قسم کے لغو نظریات پاتے جاتے تھے  
جیسے ایک سہارا میں شادی بیاہ کی دنیاوی رسومات چلتی رہیں۔ بیاہ  
ترقی کے میدان میں آگے نہیں بڑھ سکیا۔۔۔“

”جدا شادی بیاہ کی رسومات اور سائنسی ترقی کے کیا تعلق۔ شمی نے  
غصیلے لہجے میں پوچھا!

”اے! تو! اپنے قسم سے خواہ مخواہ محبت ہو گئی ہے۔۔۔ اور  
تمہاری ذہنی سطح میری ذہنی سطح سے بہت نیچی ہے!“

”ہو نہر۔۔۔ تم بڑی ذہین ہو۔۔۔ شمی چوڑی گئی!

”قسم ہے ہرگز گنا زیادہ۔۔۔ پیاری لڑکی!“

”میرے پاپا بہت بڑے سائنٹسٹ ہیں میں ہیں کی لڑکی ہوں!“

”سائنٹسٹ۔۔۔ بہت بڑے۔۔۔ ۲۰۰! سنہری لڑکی مسکراتے

والے انداز میں ہنس پڑی!

”قسم مجھے خواہ مخواہ غصہ دلا رہی ہو!“

”اچھا اب نہ دلائل کی!“ سنہری لڑکی ایک بیک سنجیدہ ہو گئی۔ تم  
مجھے بہت پیاری سی گویا لگتی ہو اور پچھلی رات تم نے مجھ پر احسان کیا تھا!“

”نہیں اس خیال سے خاموش نہ ہو جاؤ۔۔۔ ثابت کر دو کہ تم مجھے  
زیادہ ذہین ہو!“

”میں طرح کو ثابت کر دوں!“

”یہی سمجھاؤ کہ شادی بیاہ کی رسم سائنسی ترقی میں کیسے خارج ہوتی ہے۔۔۔!“

”اس طرح بہترین داغ نہیں پڑا سکتا۔ پیاری لڑکی!۔۔۔“

خیر مجھے یہ مجدد پوری بحث کے بعد کہنا چاہیے تھا!“

”اے! ذرا مجھے یہ بتاؤ کہ تم نے اپنے دونوں کانوں میں مجھوں ہی کیوں ٹکا رکھی ہیں۔  
اے یہ آؤ میرے پاس!“

”کیا یہ تمہارے پیارے میں عام طور پر لٹکتے جاتے ہیں!“

”اے! جی نہیں اس پر حیرت کیوں ہے! کیا تمہارے پیارے میں زیور

نہیں پہنے جاتے!“

”نہیں! اخیر یہ بتاؤ کہ سائے آؤ میرے ایسے ہی ہوتے ہیں جیسے تم لٹکتی ہو!“

”نہیں یہ صدا! تم کے ڈیرا انہوں میں ملے ہیں!“

”مگر تم نے خصوصیت سے اسی قسم کے کیوں لٹکتے ہیں!“

”آؤ۔۔۔ اسے مجھے بھی پتہ نہیں!“

”تم ان سے مطمئن ہو!“

”مطمئن نہ ہوتی تو خیر یہ کیوں!“

”اچھا اگر ایسے آؤ میرے کان میں لٹکا دینے جاؤں جو تمہارے

اپنے پیارے کی ضرورت ہوں تو!“



”میں انہیں اتار بیچوں گی!“  
”آخر کیوں؟“

”اس لئے کہ وہ میری پسند کے مطابق نہ ہوں گے!“  
”تو اس سے تمہارا نقصان کیا ہوگا؟“

”ہوگا کیوں نہیں! میں ان کے متعلق غلط میں مبتلا ہوں گی۔۔۔“  
”شاید ان کی وجہ سے کسی دوسرے کے مقابلے میں مجھے احساس کمتری ہی ہونے لگے!“  
”اس احساس کمتری ہی سے تمہارا کیا نقصان ہوگا؟“

”بہت بڑا نقصان۔۔۔ احساس کمتری شخصیت کے لئے ہم نوائے  
سے کم نہیں ہوتا۔“

”ٹھیک ہے۔ اگر تمہاری شخصیت برباد ہو چکی ہے تو تمہاری اولادیں  
کیسی ہوں گی؟“

”ختم کرو۔۔۔“ شمی مجھ پر کربلہ میں کچھ نہیں منسا چاہتی اگر تم اس  
قہر کی باتیں کرو گی تو میں اٹھ جاؤں گی!“

”سہنری لڑکی بننے لگی۔۔۔ اور پھر بولی!“ اگر تم اپنے شوہر کے معاملے میں  
کسی قسم کی غلطی میں مبتلا ہو تو یقین رکھو کہ اس غلطی سے اس ذہنی گمراہ کی پھر پیش  
تمہاری اولاد کی شخصیت پر منور ہو جائے گی۔۔۔ اگر تم ایک دوسرے  
سے مطمئن نہیں ہو تو تمہارے بچے غیر متوازن شخصیتوں کے حامل ہوں  
گے۔ اس طرح سائنس کی ترقی رک سکتی ہے!“

”پھر وہی میں کہتی ہوں خاموش رہو!“ شمی شرم سے سرخ ہو گئی تھی۔  
”تم مجھے سے بڑا داناں نیچے ہو!“ سہنری لڑکی مسکرائی: ”خیر اب ہم  
اس تہکے کو ترک کر دیں تو بہتر ہے ورنہ ممکن ہے کہ ہم دونوں ایک دوسرے

سے متفرق ہو جائیں!“

”تمہاری رنجش سہنری کیوں ہے۔۔۔!“ شمی نے موضوع بدلنے  
میں مدد دی۔

”بس ہم ایسے ہی ہوتے ہیں! اہل دیکھو! میں نے اپنے پیارے میں  
کسی سے بھی اس کا تذکرہ نہیں کیا کہ میرا بے گناہ بچہ کو ڈولڈو کی بجائے ریاضی  
میں لے جاتا ہے۔۔۔ تم بھی میرا تذکرہ کسی سے نہ کرنا!“

”واہ۔۔۔ شمی بولی!“ میں تو تمہیں اپنے پیارے لانا چاہتی تھی!  
”ہرگز نہیں۔۔۔ ہرگز نہیں!“ اس پر مجھے کبھی مجبور نہ کرنا وہ نہ ہماری دوستی  
تعلیق ختم ہو جائے گی۔۔۔ اور اگر میں نے پیار بیانیہ کسی سے اس کا  
تذکرہ کر دیا تو مجھے اپنے بے گناہ سے بھی اتنا دھونس پڑیں گے۔  
”یکمل؟“

”اس پر حکومت قبضہ کر لے گی اور یہ معلوم کر لے کے لئے اسس کے  
پرچے اڑا دینے جائیں گے کہ یہ ڈولڈو کی بجائے ریاضی کیوں بیچ جاتا ہے!“  
”اں۔۔۔ مجھے بھی بتا دو کہ ایسا کیوں ہوتا ہے۔“

”میں نہیں جانتی۔“

”اچھا یہ تو بتاؤ کہ تم آج بھی ٹھیک اسی جگہ کیسے بیچ گئیں جہاں کل پہنچ  
تھیں!“ ظاہر ہے کہ اپنے پیارے کی قربت کشش کے دائرہ اثر سے کل آنے  
کے بعد تمہارا اپنے گناہ سے باہر ہو جانا ہوگا! یعنی اس کی رفتار  
اس کے شیشی نظم کی زمین منت ذرا جاتی ہوگی۔۔۔ لہذا ایسی صورت میں  
تم نے اسے ٹھیک اسی جگہ کیسے اتارا۔“

”یہ آنا حرکت انگریز نہیں ہے۔ بیماری لڑکی بتا کہ اس کا ڈولڈو کی

جائے ریائی آپہنچ کل میں دقت دیکھ کر پہلی قسمی۔ ہمیشہ اسی طرح روانہ ہو جاتا ہے۔۔۔ لہذا آج میں ٹھیک اسی وقت روانہ ہوئی جس وقت روانہ ہوئی تھی! اس طرح میں ٹھیک اسی جگہ آپہنچی، جہاں کل اسی وقت پہنچی تھی!“

”مگر کیا یہ ضروری ہے کہ آج بھی تمہیں یہاں تک پہنچنے میں اتنا ہی وقت صرف ہوا ہو؟۔۔۔ چھوڑیں اسے بھی تسمیم کئے لیتی ہوں کہ دونوں نیلے کیسا رفتار سے اپنے عوروں پر گردش کرتے ہوں، لیکن کیا ان کی سوز کے گرد والی گردش روانگی اور پہنچنے کے مقامات میں تبدیلی کا باعث نہیں ہو سکتی؟“

”یہ تو میں جی سمجھتی ہوں لیکن یہ مسئلہ میں ابھی تک نہیں حل کر سکی۔۔۔ اچھی لڑکی۔۔۔ اگر میں اپنی اس اتفاقیہ دریافت کا اعلان سپاریا میں کر دوں تو مباحثی ہو سیر کیا مقام ہو۔“

”تمہارا شمار وہاں کی بہت بڑی ہستیوں میں ہونے لگے۔!“

”مگر میں ایسا نہیں کروں گی۔“

”کیوں؟“

”محض تمہاری وجہ سے مجھے ریائی کے باشندوں سے بھر دے ہو گئی ہے۔ اگر سپاریا والوں کو اس کا علم ہو جائے تو وہ ڈوڈیڈو کی طرح ریائی کو بھی تباہ کر دیں اور لوگ سپاریا والوں کا مقابلہ نہیں کر سکیں گے! سپاریا کے صرف دس آدمی اور ایک نے گراؤ پر سے ریائی کو ترو بالاکر دینے کے لئے کافی ہوں گے! اور تم میں سے جو زندہ بچیں گے وہ سپاریا والوں کے غلام کدیں گے!“

”اوہ۔۔۔! شمشکی آنکھیں میری طرف اور خوف سے پھیل گئیں۔“

”اور اگر تم نے یہاں کسی سے میرا تذکرہ کر دیا تب بھی میرے گراؤ خطرے میں پڑ جائے گا! اور میرا شمار کسی سپاریا میں واپس نہ جا سکا!“

”میں تم مصیبت میں پڑ سکتی ہوں۔ شمشکی شوشن کیجئے میں بولی!“

”بس۔۔۔ اگر تم یہ چاہتی ہو کہ ہم ایک دوسرے سے ملے تو میں تو میرے متعلق کسی کو بھی نہ بتانا! سچی کہ اپنے باپا کو بھی اس سے لاعلم ہی رکھنا۔ تم نے ابھی بتا کر وہ سانسٹاپ ہیں! لہذا وہ بھی میرے لئے گراؤ کے لئے خطرناک ثابت ہو سکتے ہیں۔ دیکھو۔۔۔ میں پھر کہتی ہوں اگر تم نے کسی سے جس تذکرہ کیا تو میری موت کی تم ہی ذمہ دار ہو گی۔“

”نہیں میں کسی سے بھی اس کا تذکرہ نہیں کروں گی!۔۔۔ چلو میرے ساتھ میرے گھر چلو۔“

”چرک پٹی! اب مجھے واپس جانا چاہیے۔ ورنہ میں سپاریا کے کسی دربان حصے میں جا پڑوں گی اور چرک پٹی بہت دیر تک ادھر ادھر بیٹھنا پڑے گا!“

”اچھا مجھے اس روشنی کے نفل میں جی بتاؤ جو تمہارے اقد سے نکلتی ہے!“

”اقد سے نہیں نکلتی! بلکہ یہ ایک قسم کی شائع ہے جو سپاریا کے ہولناک

استعمال کرتے ہیں!۔۔۔ دیکھو!“ سنہری لڑکی نے واپسی، پتیلی شمشکی سے ملنے

کر دی۔ اور اب شمشکی نے دیکھا کہ اس کے اقد نکلنے نہیں تھے، بلکہ ان پر پڑنے

کے دستانے تھے وہ ان دستانوں کی رنگت بھی سنہری ہی تھی! اگر پتیلی

کے برابر گولائی میں گراؤ پر رنگ نفاڑا تھا!۔۔۔ دقتاً لڑکی نے

نئے گراؤ کے اندر کی روشنی گل کر دی۔ اور شمشکی نے دیکھا کہ اس دستانی

پتیلی کے ہنر دار سے سے روشنی چوٹنے لگی ہے! آہستہ آہستہ گراؤ

میں تھی ہی تیرا دشمن نہیں گئی جتنی کچھ میرے اپنے خود نے گرازا کرتی نغمہ پھیلاتا رہتا تھا!

”کل مجھ پر مصیبتوں کے پہاڑ ٹوٹے تھے! ہنری راکی نے کہا! ”نئے گرازا کی شہنشاہی شراب ہو گئی تھی!۔۔۔ اس ٹارگی کے گویا نام ٹھٹھے پڑ گئے تھے اور میں اندھیرے میں ٹھوکر کھا کر گر پڑی تھی۔۔۔ اگر تم نہ ہو تو مجھے یہیں خودکشی کر لینی پڑتی۔۔۔ کیونکہ کسی شہر یا مٹی کی لنگر کھجور پر پڑ جاتی تو پھر میں کیا کرتی۔ تم خود سوچو میں نے گرازا اس کے ہاتھ گئے دیتی اور وہ مجھ پر بھی قابو پا سکتا!۔۔۔“

”مگر تم اسے کیسے برباد کرتیں؟“

”اس میں چار نوہیں بھی موجود ہیں اور کافی یگیزین ہر وقت موجود رہتا ہے! اگرچہ تو یہیں دوسرے مقصد کے لئے ہیں لیکن انہیں سے اسے تباہ بھی کیا جاسکتا ہے۔ صرف طریقہ استعمال میں تھوڑی سی تبدیلی کرنی پڑے گی اس کے بعد اس نے گرازا کا ایک ٹکڑا بھی کسی کے ہاتھ نہ آ سکے گا!“

”اب دو باتیں اور بتاؤ۔۔۔ اول تو یہ کہ گویا نام کیا جلا ہے۔۔۔ تم نے ابھی ٹارگی کے مسئلے میں اس کا ذکر کیا تھا!“

”اب پتہ نہیں تم لوگ ان چمکدار نباتات کو کیا کہتے ہو ہم سپارسیا والوں نے انہیں گویا نام کا نام دیا ہے۔ یہ گندھک اور پار سے بنے ہوتے جاتے ہیں! پھر انہیں ریڈیم سے چار کیا جاتا ہے۔۔۔ چلو دوسری بات! جلدی کرو!۔۔۔ مجھے ٹھیک ساتویں سنٹ پر یہاں سے روانہ ہونا چاہیے۔“

”نئے گرازا میں توپوں کی موجودگی کا مقصد۔۔۔ کیا تم انہیں کسی کے خلاف استعمال کرتی ہو!“

”نہیں! یہ جنگ وجدل کے کام میں نہیں آتیں بلکہ ان پر ہی کامیابی سفر کا دار و مدار ہوتا ہے۔۔۔ اکثر ہمارے نئے گرازا ایسے مریضوں پر ہوتے ہیں جہاں مختلف سیاروں کی قوت کشش کی سرحدیں ملتی ہیں!۔۔۔ وہاں نے گرازا غنائ میں معلق ہو کر رہ جاتے ہیں! ان کے ہاتھ سکتے ہیں اور نہ ہاتھ لوٹ سکتے ہیں!۔۔۔ اس وقت یہ توپیں استعمال کی جاتی ہیں! وہما کوں کے دھچکے نئے گرازا کو آگے بڑھاتے ہیں۔ پھر جیسے ہی نئے گرازا مختلف کششوں کے اس توازن منقطع اثر سے باہر نکلتا ہے۔۔۔ کسی ایک سیارے کی قوت کشش اس پر غلبہ آ جاتی ہے اور وہ اسی طرف کھینچی جہا جاتا ہے۔“

”اچھا بس۔۔۔ میں چر توں گی تمہارے لئے میں بھی چھینی محسوس کرتی ہوں تم بہت پیاری ہو! کشش سپارسیا میں ہوتی ہے۔“

”ہنری راکی نے اپنے سر سے رنگین چوڑے کا خود اتار دیا اور چر شئی کے سر سے بھی اٹھلا۔۔۔“

”دوسرے ہی لمحے میں وہ اسے پھر صحنی صحنی کر پیر کر رہی تھی! اس بار صحنی نے بھی اتنی ہی گہر خوشی کا اظہار کیا!“

”پھر صحنی نے گرازا سے باہر آگئی! اور پچھلی ہی رات کی طرح ایک بار پھر اسے ہوا کے زور و جار ہونے کے کاغذ پر ہوا۔۔۔ نئے گرازا فضا میں بلند ہو چکا تھا!“

غلے سے آواز آئی مہیلو۔۔۔ ہیلو۔۔۔ تقریاً تیرپن کون ہے؟

”علی عمران، ایم۔ ایس۔ سی۔ پی۔ ایچ۔ ڈی۔ آکسن۔“

دوسری طرف سے گفتے کے ساتھ کہا گیا: ”آپ ہیں انکوں جناب یا آپ

کے والد صاحب جی، باہل آپ ہی کی طرح ہیں۔“

”اگر وہ میری طرح ہوتے ہیں تو مجھے فدا کا شکریہ ادا کرنا چاہیئے۔“

”وہ خود ہی موت کے منہ میں جا بیٹھے ہیں عمران صاحب!“

”اس وقت نیکی کہاں ہے۔“

”چیتھر روڈ پر۔۔۔ اب میں نے اپنی گاڑی اس سے آگے نکال

دی ہے اور عقب ٹاٹیتے میں اُسے دیکھ رہا ہوں!“

”یہ بہت اچھا طریقہ ہے! تعاقب کا شہ نہیں کیا جاسکتا۔ لیکن ہر شے

کی ضرورت ہے!“

”میرا خیال ہے کہ یہ سفر شہ کے بہری ختم ہوگا۔“

”پرواہ نہ کرو۔۔۔ میں جی چیتھر روڈ پر پہنچنے ہی والا ہوں مگر

تم کس سمت جا رہے ہو؟“

”مشرق کی طرف۔۔۔“

”میں سمجھ گیا!۔۔۔ بے فکر ہو!“

”لیکن یہ کیا قصہ ہے عمران صاحب! ایسی صورت میں جب کہ کچھ رات

رحمان صاحب پر حملہ ہو چکا تھا، انہوں نے اس وقت ایسی بلا جتائی کیوں نہ کی!

نہ لیا آپ کو کیوں تو نے حالات سے سناہ کر دیا ہوگا، کچھ دیر پہلے میں اسی

کو اطلاع دیتا رہا ہوں!“

”میں مجھے علم ہے کہ ان کا خراب ہوگئی تھی، اس لئے انہوں نے نیکی

عمران نے جریا کے نمبر ڈائیں کئے! لیکن دوسری طرف سے جواب نہیں ملا!

اُس نے سر کو اس طرح خفیف سی جھٹ دی جیسے وہ اس پر مطمئن ہو!

پھر دوسرے ہی لمحے میں پراویٹ فون کی گھنٹی بجی اور وہ سونے کے کمرے

کی طرف لپکا اس فون پر دوسری طرف سے ہونے والا ایک زبردست

”جی اے۔۔۔ رحمان صاحب! آفس سے نکلتے تھے! ایک بڑا بڑا تھا!

لیکن اُن کی گاڑی خراب ہوگئی!۔۔۔ اس لئے انہیں گھر واپس جانے کے لئے

نیکی رنگو نی ٹریڈ کیپٹن خاور اُس نیکی کا تعاقب کر رہا ہے اور اس سے ٹرانسپٹ

بجے بریغیر ل رہی ہیں۔ نیکی بہت زبردستی سے چیتھر روڈ پر جا رہی

ہے۔۔۔ یعنی آپ سمجھتے ہی ہیں۔“

”خاور سے کہو کہ اب وہ تقریاً نیکی کے سیٹ پر اطلاع دے۔۔۔

پانچ منٹ بعد۔۔۔ جلدی کرو! غالباً وہ اپنی گاڑی میں ہوگا۔“

”جی ہاں۔۔۔“

”تب وہ تقریاً نیکی کے سیٹ پر بھی اطلاع دے سکے گا! چھا۔۔۔ سنی۔۔۔

عمران نے سلسلہ منقطع کر کے۔۔۔ بڑی تیزی سے بائیں تبدیل کیا! اور فون

سے ابتر کر کے میٹ۔۔۔ ڈیش بورڈ پر ہاتھیں جانتا ایک سوئچ دانتے

سے ایک چھوٹا سا خانہ نمایاں ہو گیا جس کے اوپری حصے پر جالی لگی ہوئی تھی

اور نکلتا تھا ایک بکھرے فون کے مارن سے شب پر تھا۔ کارمل پڑی! عمران کی

نظر گڑبڑ پر تھی! ٹھیک پانچ منٹ بعد ڈیش بورڈ پر دھماکہ ہونے لگا

مکھائی اگر یہ ضروری نہیں کہ انہیں اس وقت گھری جانارہا ہو! ہر شے ہے کہ تم نے محض شے کی بنا پر تعاقب شروع کر دیا ہو!

”رحمان صاحب کا تعاقب تو میں ابھی تو کے حکم کے مطابق صبح ہی سے کر رہا ہوں۔ مگر سے آتش کیسی میں نے ان پر نظر رکھی تھی اور میں نے وہ گفتگو کی تھی جو انہوں نے ڈرائیور سے کی تھی اس سے شے کا سوال ہی نہیں پیدا ہوتا!۔ دیکھ بھی شے کا نام ہی نہ دینا چاہیے کیونکہ میں نے تو اس توقع پر تعاقب شروع کیا تھا کہ وہ ٹیکسی انہیں گھری سے چلتے گی۔“

”تب تو حیک ہے۔۔۔ اب میں بھی پیٹھ روڈ پر پہنچ چکا ہوں اور میرا رخ مشرق کی جانب ہے!“

”چلے آئیے۔۔۔ ابھی تک کچھلی کار سیدھی ہی آ رہی ہے اور ہم شانہ شہر سے دس میل باہر آچکے ہیں۔ اگر آپ تیز تر تہری سے آئیں تو بہتر ہے!“

”جیسے فکر ہو۔“

”عمران کی کار کی رفتار پہلے ہی سے کافی تیز تھی اور سوچ رہا تھا کہ آخر ایک بیک یہ کیسا تکلیف شروع ہو گیا ہے!

ڈیڑی پر محو کیوں ہوا تھا اور حملہ آوروں کو کس چیز کی تلاش تھی کیا وہ کوئی ٹھکانہ جاتی رہ تھا جس کی بنا پر رحمان صاحب نے اسے اس میں شریک کرنے سے انکار کر دیا تھا۔۔۔ وہ سوچتا رہا اور کار تیزی سے ساتھ لے کرتی رہی مگر کار وہ شہر کی حدود سے نکل گیا۔

”اب تک غور کی آواز پھر آئی۔۔۔ ٹیکسی ماہی جانب ایک کچے ملاتے پر روکتی ہے۔“

”اب کیا کرو گے؟“ عمران نے پوچھا!

”اب کیا کرنا چاہیے۔“

”ابھی گاڑی اسی جگہ روک کر۔۔۔ پیدل اُدھر جاؤ جہاں سے کبھی غری تمہیں اس کے علاوہ اور کوئی چارہ نہیں، ممکن ہے اس طرح کوئی صورت نکل آئے میں بہت تیزی سے آ رہا ہوں!“

غادر کی آواز پھر نہیں آئی۔ سورج کی آخری کرنیں اونچے درختوں کی چوٹیوں پر اندھی رنگ بکھیر رہی تھیں!

کچھ دیر بعد عمران کو غادر نظر آیا وہ ٹرک کے کنارے کھڑا شمال کی جانب دیکھ رہا تھا۔۔۔۔۔ عمران نے کار اسی کے قریب روک دی!

”اوہ۔۔۔!“ غادر نے شمالی جانب ایک کچے ساتے کی طرف اشارہ کیا، جو تقریباً آدھے فاصلے پر ٹرک کے بعد ماہی طرف ٹرک تھا۔۔۔

عمران نے سر ہلکے چالوں طرف نظر دوڑائی۔۔۔ ٹرک کے دونوں جانب جھنگوں کے سلسلے بکھرے ہوئے تھے۔۔۔

”اس کچے ساتے پر ہزاروں کے نشانات، ہماری راہنمائی کر سکتے ہیں!“

”جیسے کہنا!“ اور اسی اطمینان پر عمران نے یہیں ٹھہرنا سب سمجھا تھا اور نہ کوئی دوسری راہ نکالتا!

”ابھی تو ہی پارٹی کے بعض افراد حقیقتاً ڈہین ہیں!“ عمران نے ایک میلان سانس کے ساتھ کہا!

کو دیر جیب دھپکے گئے گئے تو وہ میسر ہو کر بیٹھ گئے! شاداب ٹکی کی  
ایکے راتے پہل رہی تھی:

پندرہ منٹ بعد ٹکی رک گئی!... وہ دھپکا رکھنے ہی کا تھا! اور اسی  
دھپکے کے ساتھ ہی ٹکی کا کچھلا حصہ میرا پی پی مالت پر آگیا تھا! چاروں طرف  
اسی بڑی دیواریں نیچے سرک کر غائب ہو گئی تھیں! ارمان صاحب نے ڈائیر  
کی طرف دیکھا جو کچھ امیر انداز میں ان پر سن رہا تھا!... نیچے دوڑی  
نظر آئے جن کے اُتھوں میں رائفیں تھیں۔

"تھپتھپ... بناب!" تو آواز دے کہا! پیپھی رات تو بچے بڑی بھرتی دکھائی  
ارمان صاحب اسے قہر آلود نگاہوں سے گھورتے ہوئے نیچے اتر گئے!  
دونوں رائفیں ان کی پشت سے آگئیں اور انہیں ایک ست چنے پر مجبور  
کیا جانے لگا!

"تم لوگ بہت بڑا جرم کر رہے ہو!" انہوں نے غصے سے آواز میں کہا!  
"دیکھنا! اگر ہم پکڑے گئے تو یہ ایک بہت بڑا جرم ہو گا!" ٹکی ڈیوڑھی  
نے ہنس کر کہا!

ارمان صاحب پلٹے رہے!... یہ ایک بلی پگڈنڈی تھی اس پر ایک  
رات صرف ایک آدمی چل سکتا تھا! دونوں طرف سرکنڈوں کی گھٹی جھانپاں تھیں۔  
بعض تختات پر تو انہیں سنانے سے ہلے بغیر آگے بڑھنا ہی ناممکن ہو جاتا تھا!  
ارمان صاحب کے آگے ڈائیر میل رہا تھا!... اور مجھے دوسرا  
آدمی تھا جس کی رائفیں کی نال ارمان صاحب کی پشت سے لگی ہوئی تھی!...

ارمان صاحب تو اس رات چرنکے جب ٹکی گرینگ اسٹریٹ سے جتیم روڈ پر ٹری!

"ادھر کہاں؟" انہوں نے پوچھا!

"صاحب!... ادھر ٹرک بند ہے... فلم کمپنی والے شوٹنگ کر رہے ہیں!

ہمگے سے منٹ اسٹریٹ میں موٹر کر کہاں لے چلوں گا!"

ارمان صاحب پھر جتیم روگے۔ وہ سوچ ہی نہیں سکتے تھے کہ روڈ روشن میں  
ان کے خلاف کسی قسم کی سازش کی جاسکے گی! انہوں نے نیوٹرک ٹانگر کا رنگی ایجنٹ کھول  
لیا جو تاج کی ڈاکٹ سے موموں ہوا تھا!... چورہ اس میں اسلحہ کو گھسے کہ وقت کا جی  
احساس نہ رہا!... گرجب اندھیرا چلنے لگا تو انہیں پرش آیا!... اور اس اندھیرے کی  
نوعیت کا علم چوتھے ہی انہیں اپنی غلطی کا احساس ہوا!... وہ رات کا اندھیرا نہیں تھا بلکہ اب  
ٹکی کا کچھلا حصہ ایک ایسے صندوق میں تبدیل ہو گیا تھا جس سے شاداب ان کی آواز بھی ہار  
نہ پاسکتی تھی!... ان کے اوڑھنے کے درمیان ایک دیوڑھی خان ہو گئی! وہ ٹرکوں  
کے شیشے بھی دیکھ کر گئے تھے!... ارمان صاحب نے شیشوں ہی پکے برسانا  
شروع کر دیا مگر وہ شیشے تو تھے نہیں کہ چور ہو رہا جاتے!... ان کا سامنا تھا  
بڑی طرح کھنسنے لگا تھا! لیکن اندر کی تاریکی جوں کی توں رہی!... دراصل ٹرکوں  
پر بھی کسی دھات کی پیشیں ہی چڑھ گئی تھیں! اور یہ تبدیلی کسی قسم کے میکانزم ہی کی  
رہیں منٹ ہو سکتی تھی!

کچھ دیر تک جدوجہد کرتے رہے پھر ٹرک آکر اسٹریٹ پر گر گئے! اگر ان کی کلائی  
پر ریڈیو ڈیسل کی گھڑی نہ ہوتی تو انہیں وقت کا اندازہ بھی نہ ہوتا!

”ڈانکڑ صاحب کو کہہ دے گئے ہیں!“ خاد نے پوچھا!  
”تم کون ہو۔“

”اے۔۔۔ میرے سوال کا جواب:۔۔۔“ خاد نے ہر گون پر زور دیا!  
”مردم:۔۔۔“ اس نے جاہلی جانب گردی گھا کر کہا! ”جھاڑیوں میں  
پگھلندی ہے! اور:۔۔۔“ گنگے گھڑی کا مکان ہے:۔۔۔“  
”آئی دیر بعد عمران اپنی مائی سے اس کے دونوں پر بازو بٹکا تھا:۔۔۔“  
پھر اس نے خاد کی مائی جی کھولی اور مغرب کے دونوں ہاتھ اس کی پشت  
پر بازو دیتے: ”جب انہوں نے:۔۔۔ اس کے منہ میں رومال ٹھنسنے کا مقصد کیا  
تو اس نے گھٹکیا کر کہا: ”میں قطعاً شہر نہیں چاؤں گا!“ اور اپنا منہ سختی  
سے بند کر دیا! پھر اس کا منہ کھلو اس کے سسٹے میں خاد کو قھوڑا  
تھوہ جی کرنا پڑا۔

بہر حال قھوڑی بی دیر بعد وہ اس کے منہ میں رومال ٹھونس کر ایک  
طرف جھاڑیوں میں ڈال آئے۔

پگھلندی سرکٹے کی جھاڑیوں کی وجہ سے دھڑا گڑا جو گئی مٹی! اگر  
اس کے چہرے سے جلی تقابلیں میں پریشیدہ نہ ہوتے تو بہرہوں پر ہی لا بقد و  
خرائیں آتی ہوتیں۔ ”خاد میں دستانے انہوں نے پہلے ہی سے پن رکھتے تھے!  
بیکرٹ مردس داؤں کا اصول تھا کہ اپنی جہات میں دستانے ضرور استعمال کرتے تھے  
”جانتے رہو:۔۔۔“ گنگلندی اپنی ہمہ کسی طرف مڑی نہیں تھی۔ اب آیر کی  
پھینک گئی تھی!۔۔۔ اور جھینگروں کی جھانپ جھانپ سے ان کے کانوں میں  
شہرٹ سی ہونے لگی تھی!۔۔۔ شام بقیہ زیادہ خشک تھی۔۔۔  
پگھلندی کے اختتام ہی پر انہیں وہ گھڑی کا مکان نظر آ گیا جس کی

ابھی سوچ غروب نہیں ہوا تھا اور اتنا اچھا تو تھا ہی کہ عمران اور خاد  
جھاڑیوں کے درمیان اس مسخ آدمی کو دیکھ جیتے جو ٹھیکے کے قریب کھڑا سرکٹ  
لگا رہا تھا! اس نے اپنی رائفل ٹھیکے سے نکال کر گھڑی کر دی مٹی! ابھی اس  
نے جلی ہوئی دیا سلائی جی نہیں پھینکی مٹی کہ خاد نے اس پر پھینک لگاں!  
— اس وقت عمران اور خاد دونوں کے چہروں پر نقابیں تھیں!  
وہ آدمی جو کدو بے خبر تھا اس لئے بیٹھ نہ سکا:۔۔۔ خاد نے دوی تین  
رَدوں میں اس کے کس بل نکال دیئے! وہ بالکل خاموش تھا اور ان دونوں  
نقاب پوشوں کو اس طرح آنکھیں پھاڑ پھاڑ کر دیکھ رہا تھا جیسے وہ آسمان  
سے چمکے ہوں!

”جان سے مار دوں گا۔“ خاد غرزا!  
”اے نہیں۔ اس کی ضرورت ہی کیا ہے! اگر یہ زبان کھولنے میں  
جلدی کرے گا عمران نے کہا۔  
”یہ نہیں بتانے گا۔۔۔ ہم خود ہی تلاش کر لیں گے!“ خاد نے کہا۔  
لہذا اس کا کلا کھونٹنے لگا!

”ٹٹ:۔۔۔“ ”خبر دیا!“ وہ بھرائی ہوئی آواز میں بولا!  
گرون پر خاد کی گرفت ڈھیلی ہو گئی۔ لیکن وہ اسے اپنے پیروں پر  
بستور بٹھوڑے رہا!  
”تم کیا چاہتے ہو۔“

پتھیں سرکنڈوں کی جھاڑیوں سے زیادہ اونچی نہیں تھیں۔ . . . یہاں  
جھاڑیاں بند زمین پر تھیں اس لئے وہ مکان بر طرح سے محفوظ تھا۔ . .  
درمیان میں تھوڑی سی جگہ شاد آدورنت کے لئے صاف کر دی گئی تھی۔ . .  
درختیں میں بھی مکان کے گرد جھاڑیاں ہی جھاڑیاں بکھری ہوئی تھیں۔  
عمران نے غاص کے شالے پر ہاتھ رکھ دیا۔  
"ٹھیک ہے!" اس نے مڑ کر آجیتہ سے کہا۔  
اور وہ دونوں زمین پر لیٹ کر تباہی مکان کی طرف دیکھنے لگے۔

بھڑکے میں عمران صاحب سمیت چھ آدمی تھے! ان میں سے میں نے اپنے  
چہرے تقابلاً سے چھپائے تھے! اور وہ تو عمران صاحب کے ساتھ ہی آئے  
تھے! ایکسی ڈرینڈ کے حلقے اب نہیں لگتے، مگر کیا کہہ کر وہ ایک آپ میں ہے۔  
دوسرا وہی جس کے ہاتھ میں رافیل تھی کچھ پریشان سا نظر آ رہا تھا! ایسا معلوم ہوتا  
تھا جیسے وہ معاملات کی رویت سے کسی حد تک واقف تر ہے، لیکن اس  
غیر قانونی حرکت کی تائید دوس سے نہیں کرے۔

ایکسی ڈرینڈ کی حیثیت بقیہ چاروں سے ممتاز معلوم ہوتی تھی کیونکہ ان سے  
لنگھ کر تے وقت اس کا ہر ٹکڑا ہوتا تھا۔

"ہاں عمران صاحب! اب کیا ارادہ ہے!" اس نے خشک لہجے میں پوچھا!  
"میں تمہاری کسی بکری کا جواب نہیں دوں گا!" عمران غصے سے۔ وہ غور و  
نہیں معلوم ہوتے تھے۔ . . اس کے برعکس ان کی تنکوں سے ترچھا کہہ  
رہا تھا!

"کیا آپ سمجھتے ہیں کہ یہاں سے بیخود و نیت رخصت ہو جائے گی!  
ایکسی ڈرینڈ نے جس سے کہا۔  
"تم کچھ شروع کرو! پھر دیکھ ہی لو گے!"

"مجھے معلوم ہے مگر عمران کو آپ اپنی بہترین فوجی اور جسمانی صلاحیتوں کی  
بنیاد اس حد تک پہنچے ہیں، لیکن اب بڑھ چکے ہیں! آپ کو غصہ زیادہ  
آتا ہے اور آپ کا ذہن کچھ سوچنے سمجھنے کے قابل نہیں رہ جاتا! آپ، اب اسی



وقت یہاں سے جا سکیں گے جب اس سرخ چپکے کے تعلق ہمیں بتا دیں!۔  
 میں کہہ چکا ہوں کہ تم جیسے گدھوں سے گفتگو کرنا ہم انہی شان کے خلاف  
 سمجھتا ہوں!

”تو اچھا رحمان صاحب اب آپ کو گدھوں کی باتیں ضرور سننی پڑیں گی!“  
 رحمان صاحب کھڑے ہو گئے! اللہ! کیا معلوم ہوئے لگا جیسے وہ اس عجیبی  
 خدا پرست سے لپٹ ہی نہیں گئے۔

”ان کو نقاب پوشوں نے پچھڑو غیر کسی میں دھکیں دیا۔  
 ٹیکھی ڈر پور نہیں! اٹھا! دفعتاً اس نے کہا!“ انگلیش میں کہتے دھکاؤ!  
 میں گھر سزا خانی کے ڈائریکٹر جنرل صاحب کی چرفی نکالوں گا۔“

رحمان صاحب کچھ نہ بولے ان کے ہونٹ ہنسنے ہوئے تھے۔ انگلیش میں کہتے  
 تو جیسے ہی سے وہ کہہ رہے تھے اور اس میں لوسہ کی ایک سلاح بھی پڑی ہوئی تپ  
 رہی تھی۔ شانہ! اسوں نے پہلے ہی سے اذیت دینے کا سامن دیا کر لیا تھا۔ کیونکہ  
 رحمان صاحب تو اپنی مندی طبیعت کے لئے دور دور تک مشہور تھے!۔۔۔ مگر  
 یہ بھی ضرور! ہیں تھا کہ سرخ مہر سے دانے جانے کی دھکی نہیں تر رہی کر دیتی!  
 وہ بڑے کھرے چمن تھے اور انہیں اس بڑا فخر تھا کہ پتنگیز خان سے ملے کہ ان  
 تک نسل کی زندگی ہر حال میں برقرار رہی تھی کسی دوسری نسل کے خون کی تیرش  
 ہونے پاتی تھی!۔۔۔

انگلیش ان کے قریب لائی گئی! متعدد شانہ ہی تھا کہ وہ پتی ہوتی سلاح دیکھ  
 سکیں۔

”یہ۔۔۔“ رحمان صاحب نے تعارت سے کہا! پھر فری ضرور نکال لے گی!  
 لیکن شانہ زبان تک اس کی رسائی نہ ہو سکے! آہ بھکی کی بھکتے ہو!۔۔۔ چلو!

سلاح میں دیکھو! گا کہ میرے گوشت پر غنڈی بونے میں کتا وقت یہی ہے۔۔۔  
 چلو۔۔۔ اٹھاؤ۔۔۔ میرا منہ کیا دیکھ رہے ہو!

ٹیکھی ڈر پور بکلیں بھیکانے لگا!۔۔۔ رحمان صاحب سے تو اورد  
 نظروں سے گھر رہے تھے! اس حقیقت سے انکار نہیں کیا جا سکتا کہ وہ ان  
 پانچوں پر چلتے ہوئے نظر آ رہے تھے!

چونکہ وہ مذہر دشمن میں اس قسم کی کسی حرکت کا تصور بھی نہیں کر سکتے تھے۔  
 ورنہ اس وقت ان کے جیب میں ریلوے ضرور موجود ہوتا۔۔۔ اور پھر شانہ  
 یہاں اس کڑی کے مکان تک آنے کی نوبت ہی۔ آئی! رحمان صاحب کچھ  
 اس قسم کے آدمی تھے! برصاچے میں بھی ان کے کوئی اتنے مطمئن نہیں ہوتے تھے جنہ  
 عار پر ضعیف آدمیوں کے ہوجاتے ہیں۔ وہ غنڈہ درمی تھے! لیکن غصے میں  
 ان کی عقل اپنی جگہ پر ہی برقرار رہتی تھی!۔

دفعتاً ٹیکھی ڈر پور نے سر کر کہا! ”داغ دو!۔۔۔“

ایک نقاب پوش نے سلاح اٹھائی جو انکار ہو رہی تھی!۔۔۔ رحمان صاحب  
 نے اپنا آٹھ اگے بڑھا دیا!

لیکن ٹیکس اس وقت ایک نام ہوا اور وہ نقاب پوش سلاح سمیت  
 اچھل کر دور جا پڑا۔ گویا اس کے آٹھ پر ہی پڑی تھی!۔۔۔

بشیرہ لوگ بے ساختہ اچھل پڑے۔ لیکن ان کے سینکھنے سے پہلے ہی  
 کھڑکی کے دونوں پٹ کھل گئے اور دو آٹھ نظر آئے جن میں ریلو اور تھے!

”تم سب اپنے آٹھ اوپر اٹھاؤ۔“ گونجی آواز میں کہا گیا! اور ایک ایک  
 رحمان صاحب کا چہرہ کھل اٹھا! اب وہ عمران کی آواز میں نہ پہچان سکتے۔

ان لوگوں کے آٹھ اوپر اٹھ گئے! پھر دروازہ کھلا اور انہوں نے ایک نقاب پوش

کو کمرے میں داخل ہوتے دیکھا!۔۔۔ یہ خالی تھا اور اس نے آتے ہی ان پانچوں کی حرمت شروع کر دی۔۔۔ کھڑکی میں دو بیروں اب بھی نظر آ رہے تھے، ان میں سے ایک نے اپنی جیب میں ہاتھ ڈالنا ہی چاہا تھا کہ اسے جی پیج کر ڈیویر ہو جانا پڑا۔ کھڑکی سے پھر ناز ہوا تھا!

”یہ تو کیا کر رہے ہو؟“ رحمان صاحب نے گرج کر کہا۔ ”اگر یہ آسانی سے قابو آسکیں تو قانوناً تم ان پر فائر نہیں کر سکتے!“

”قانون کی باتیں تم مت سنو، دوست!“ کھڑکی سے کہا گیا! عمران نے غادر کو مخاطب کیا تھا!

غادر نے ان کی تاسیسات لے کر پانچ ریلو اور برآمد کئے اور انہیں اپنے قبضے میں کر لیا! پھر پانچوں ریلو اور اسٹیشن اس نے کھڑکی سے باہر نکال دیے اب وہ پھر بقیہ تین پر پل پڑا تھا۔ گھوٹے۔۔۔ لائیں۔۔۔ تھیں۔۔۔ حسبِ ترتیب ان پر پڑتے رہے۔

وہ تینوں خاموشی سے پڑتے رہے کیونکہ دو کا حشر وہ پہلے ہی دیکھ چکے تھے اور یہ بھی جانتے تھے کہ دونوں ریلو اب بھی کھڑکی میں موجود ہیں! ”اب ختم کر دو! یہ طوفان بدتمیزی!“ رحمان صاحب نے ڈیٹ کر کہا! ”قانون اگر خاموش ہی رہے تو بہتر ہے۔۔۔“ عمران نے کھڑکی سے کہا!

”خاموش رہو بدتمیز!“

”مجھے ایسی باتوں پر غصہ نہیں آتا!“ عمران نے کہا! ”کیونکہ مجھے تک پیچیز خان کا خون کافی ٹھنڈا ہو کر پہنچا ہے!“

رحمان صاحب صرف دانت پیس کر رہ گئے!

عمران کھارہ! میں نے ان دونوں کو جان سے نہیں مارا۔۔۔ کیس کا ہاتھ نہ بڑھا ہے اور دوسرے کا پیرہ شایہ بیوسش ہو گئے، لیکن اگر مجھے گئے تو میرا کیا بگڑے گا!

”میں نہیں عدالت میں کھینچوں گا!“ رحمان صاحب گرجے ”میری موجودگی میں قانون کھینچ ہوتی ہے!“

”آپ میرے خلاف کچھ لٹائی بات نہ کر سکیں گے۔۔۔ میں مبرا محض ایک سال کی عمر میں تھا اتنا بھی آج بھی ہوں! لہذا براہِ کرم عدالت کی دھمکی نہ دیکھتے۔۔۔“

”خاموش رہو۔۔۔“

”ہاں یہ کیسی ہے؟“ عمران نے کہا۔ اور خاموش ہو گیا۔ اتنی دیر میں غادر نے ان تینوں کو سی سی سے باندھ دیا جو شائد رحمان صاحب کے لئے تھیا کی گئی تھی!

اب انہوں نے ریلو اوروں کو کھڑکی سے غائب ہوتے دیکھا اور تھوڑی ہی دیر بعد کمرے میں انہیں دوسرا نقاب پوش نظر آیا۔

”کیا آپ ٹیکسی ڈرائیو کر سکیں گے؟“ عمران نے رحمان صاحب سے پوچھا! ”کیوں نہ!“

”دلوں۔ ٹیکسی کے قریب جھاڑیوں میں بھی ایک آدمی موجود ہے۔۔۔ کل پانچ آدمی زندہ یا مردہ آپ کے ساتھ جاسکیں گے! چھوڑاں بچے پسند گیا ہے۔“

عمران ٹیکسی ڈرائیور کی طرف دیکھنے لگا۔

”تم دونوں کو بھی میرے ساتھ ہی چلنا پڑے گا۔ اور تم باتا دھ طور پر



ڈوانیہ کی طرف اشارہ کر کے کہا۔

"لیکن اس کا نتیجہ سوچی لو!" رحمان صاحب نے کہا!

نئی کے تیل کے پیپ کی جبی میں گل آگیا تھا! عمران نے اسے ٹھیک کیا اور  
تینوں دبیوں کو گل لگ لگ باندھنے لگا جنہیں خاور بیک ہی رتی سے  
بجھو گیا تھا!

"اس نے ٹھیک ڈرائیو کے پیپر بندے رسنے دیے! لیکن فقیر دو آدمیوں کے  
پیروں سے رتی لٹکان دی تھی تاکہ وہ اپنے پیروں سے چل کر ٹھیک تک جا سکیں۔  
فقیر ان کے ہاتھ پت پر باندھ دیے تھے!

"میں پرتکتا ہوں کہ تم سے حماقت سرزد ہو رہی ہے۔" رحمان صاحب  
نے نرم لہجے میں سے بھگوانے کی کوشش کی۔

نیمیا انش سے اب تک مجھ سے کوئی عقلمندی نہیں سرزد ہوئی آپ جانتے  
ہی ہیں!۔"

اس پر رحمان صاحب پھر ابل پڑے اور تھوڑی دیر تک بحث جاری رہی۔  
پھر خاور د بیس آگیا!

"آپ ان دونوں کو سے جانے! عمران نے رحمان صاحب سے کہا۔  
"اور براہ کرم میرے معاملات میں دخل اندازی نہ فرمائیے! خود نہ جس

طرح آپ قانون کو پیش کر دیتے ہیں اسی طرح مجبوراً مجھے بھی اپنے اختیار  
کا مظاہرہ کرنا پڑے گا۔ کیا آپ کو علم نہیں ہے کہ مجھے وزارت داخلہ  
سے اس قسم کے حقوق حاصل ہوئے ہیں۔"

"خاموش رہو! سب یکسو ہے، وہ! اجازت! منتقل نہیں تھا ہر تین  
کبھی سرسلفان کی وساطت سے ملا تھا۔"

"میں خاموش ہوں!۔۔۔ لیکن مجھے اس بات کا قلق ہے کہ آپ نے  
ابھی تک شام کی چائے نہ پی ہوگی!"

"خاموش رہو! سو! میں بس اپنے ساتھیے ہاؤں گا۔"

رحمان صاحب دانت پیس کر، لوٹے!

"تو آپ۔۔۔" ایک بیک ٹران کاموڈی خراب ہو گیا! فیس نے  
خاور سے کہا: "ڈرائیو بجز رحمان صاحب کو ٹھیک تک پہنچا کر واپس آ جاؤ۔"

رحمان صاحب تھوڑی دیر تک اسے گھورتے رہے پھر دروازے کی  
طرف دوڑ گئے! سب سے آگے وہ خود سٹے ان کے پیچھے دوڑی تیسہ نواد

خاور ان سب کے پیچھے ریوڑ لڑتے ہوتے چل رہا تھا!

وہ سوچتی رہی اور پھر اسے یہ بھی یاد آگیا کہ لڑکی کی آواز نہ صرف پٹ پٹ بلکہ اس کی اصل آواز سے مختلف بھی تھی! انداز بالکل ایسا ہی تھا جیسے کوئی انگریز اُردو بولنے کی کوشش کرے!

وہ نہ جانے کب ہمک کھڑکی میں کھڑی رہی پھر نرگ کی جھاڑیوں کے قریب ردِ شبنم دیکھ کر چونک پڑی!

اور دوسرے ہی لمحے میں وہ خود نہیں دودھ رہی تھی بلکہ اسے ایسا غمِ مس ہوا تھا جیسے کوئی قوت اُسے اُڑاتے جا رہی ہو!

نرگوں کی جھاڑیوں کے قریب منہری لڑکی موجود تھی اور آج بھی منہری کو ذاتی عجیب لگی کہ اُس نے بول خدا کر اپنی آنکھیں بند کر لیں۔ وہ سر سے پرتک سفید تھی، جسم کی رنگت ہی سفید تھی!۔۔۔ مگر وہ کسی لباس میں نہیں تھی عجیب بات یہ تھی کہ اسے برہنگی بھی نہیں کہہ سکتے تھے۔۔۔۔۔ دیکھو وہ پہلی نظر میں برہنہ ہی معلوم ہوتی تھی! اس نے آگے بڑھ کر منہری کو بھونچ لیا اور اسے پیار کرنے لگی!

نت۔۔۔ ہمیں۔۔۔ شرم نہیں آتی!۔۔۔ منہری ہلکائی مگر لڑکے شاید بھی ہی نہیں کہہ کیا کہہ رہی ہے! پھر وہ اُسے نرگ کی جھاڑیوں کی طرف پھینکنے لگی!

پھر تھوڑی دیر بعد وہ پھل ہی رات کی طرح نے گرز میں بیٹھی ہوئی تھیں! منہری اُس کی طرف نہیں دیکھ رہی تھی۔ خواہ وہ کسی قسم کا لباس ہی نہ پہن ہو لیکن منہری کے لئے آنکھیں ٹھانا دوہر ہوا تھا!۔۔۔۔۔

منہری لڑکے نے اُس کے سر پر چڑے کا خود رکھ دیا۔ اور منہری کے کالوں میں پھر وہی پھل رات کا سنا، مگر بجھے لگا!۔۔۔۔۔ دفعتاً اُس

اندھیرا پھیلنے ہی منہری کا اضطراب بڑھنے لگا! آج اُس نے تہہ کی تھا کہ منہری لڑکی کو گھر ضرور ماسے لگی! آج ہی تجربہ گاہی میں رات بسر کرنے والے تھے! ان کا کھانا پہنچا کر تھی سوچنے لگی تھی کہ کسی طرح اس کو راتے نوکر کو یہی اس کے کھانے میں پہنچ دیا جائے جو رات کو بجھنے میں سوتا تھا!

وہ اُسے پہنچنے کے ٹال دینے میں کامیاب ہو گئی تھی! اور اب اُسے منہری لڑکی کا انتظار تھا اس لئے وہ اندھیرا پیستے ہی کہن کی کھڑکی میں جا کھڑی ہوئی تھی!۔۔۔ اور اس کا دل بڑی شدت سے دھوک رہا تھا!۔۔۔

وہ خود کو سنے نرگوں کی پہلی لڑکی تصور کرتی تھی جس کا کسی دوسرے سیانے کی لڑکی سے ربط و ضبط ہو گیا ہو! کتنی عجیب بات تھی کتنی عجیب وہ سوچتی اور سوچتی ہی رہ جاتی! سپہا ریا یا نہرو والے کتنے ترن یا نت تھے! انہوں نے ایسی شینیں بھی ایجاد کر لی تھیں جو خیالات کی ترجمانی سُر زبان میں کر سکیں جن زبان سے وہ خیالات متعلق ہوں! اُس شین نے اُسے پیس و صبح حیرت میں ڈال دیا تھا!

دیکھو اُسے پھل رات منہری لڑکی کی آواز بالکل سپاٹ اور برقم کے جذبات سے غارتی معلوم ہوتی تھی گھر ہو سکتا ہے وہ اس کی آواز ہی نہ پہنچ رہی ہو!

ہاں ٹھیک تو ہے وہ تو محض خیالات کی ترجمانی ہی کر سکتا ہے کہ وہ آواز ہی نہیں ہے! منہری ہی کی پیداوار رہی ہو!

سے کیا گیا۔

”کیا آج تم مجھے سے کچھ نہ ہو؟“

”نہیں تو — مگر —“

”ہاں بولو خاموش کیوں ہو گئیں؟“

”مجھے اندر ہی طرف دیکھتے ہوئے سسہم آتی ہے۔ تم سر سے ہر ایک ننگی معلوم ہوتی ہو!“

”اوہو —“ سنری لڑکی ہنس پڑی پھر بولی: ”ارے میں کپڑوں میں

ہوں!“

”اتنے جھٹ کپڑے کہ ہر ہر معلوم ہوتی ہو۔۔۔۔۔ ہم لوگ اسے اچھا نہیں سمجھتے؟“

”میں پہلے ہی کہہ چکی ہوں کہ تم سپاریا کے باشندوں سے ایک ہزار سال پیچھے ہو۔ ارے یہ تو سپاریا کی لڑکیوں کا جدید ترین لباس ہے۔۔۔۔۔ مگر صفت اعلیٰ طبقہ کی لڑکیاں اس نکتہ کو اپنا سکی ہیں کیونکہ اس کی قیمت بہت زیادہ ہے! تم اس کپڑے کو چھو کر دیکھو یہ میں میری کھال ہی کی طرح نرم اور گرم معلوم ہو گا!“

”نہیں!۔۔۔ تم نہ پتا کر دیا یا لباس جو جسم سے چپک کر رہ جاستے!

۔۔۔ میں تم سے بے حد محبت کرتی ہوں۔ اس لئے کہ۔۔۔ ہی ہوں ورنہ مجھے کیا؟“

”اچھا اب میں تم سے سامنے نہیں آؤں گی اس لباس میں۔ عذر ورامیں

ابھی اپنا لباس پہنتے ہی ہوں!“

”میں نے تمہیں گراؤ کی ایک جھوٹی سی الماری سے اپنا نیلے رنگ کا لباس

نکال کر پہن لیا! پھر بولی:

”اب تو دیکھو!۔۔۔ میری طرف۔“

”اب دیکھو گی۔۔۔“ مٹی سکوائی: ”ہاں ٹھیک ہے۔ تم مجھے اس

لباس سے میں بہت اچھی لگتی ہوں!“

”یہ تو اب سے پانچ ہزار سال پہلے کا لباس ہے۔ چونکہ مجھے فزومت میں تھوڑی سی رومانیت نفرتی ہے اس لئے میں کبھی کبھی تفریحاً قدیم لباس اتھار کرتی ہوں؛ اگر سپاریا میں کوئی مجھے اس لباس سے میں دیکھ لے تو شاید ہلکے کچھ یا جھوٹ سمجھ کر جینا شہ رخ کر دے۔ میں اکثر اپنے دوستوں کو اس لباس سے ڈرا رہی ہوں۔ وہیں سمجھے کہ میں کسی پانچ ہزار سال پرانے مقرر سے نکل آئی ہوں!“

”مٹی پہنے لگی۔ اس کی سمجھ میں نہیں آ رہا تھا کہ اب وہ کس موضوع پر گفتگو کرے۔ وہ تو یہی جھل گئی تھی کہ ”میں نے آج اسے جگے میں سے جانے کا تہیہ کیا تھا؛

دفعتاً اس نے مجھ سے کہے خود کی طرف اشارہ کر کے کہا: ”تھری یہ مٹھیں بڑی حیرت انگیز ہے! آج میں دن بھر اسی کے متعلق سوچتی رہی تھی!“

”اوہ۔۔۔ یہ کیسی ٹیگاز۔۔۔ تو ہماری دوسو سال پرانی لیکچر ہے!

اد۔ اس کا یہ ٹوٹل تو بہت پرانا ہے!۔۔۔ اب تو میں نے ایسے کپڑے

بنائے ہیں جن میں تاروں یا برقی خیزوں کی ضرورت نہیں محسوس ہوتی۔۔۔

آج میں دیا ہی ایک سیٹ لاتی ہوں۔ یہ تو کل جلدی میں اٹھا مائی

مٹی اور یہ میں نے گراؤ ہی میں چھراہ گیا تھا! اچھا اب اس ٹوپی کو اتارو!

میں تمہیں جدید ترین کپڑے کا تجربہ کراؤں گی!“

مٹی نے خود انکار دیا تا کہ سنری لڑکی پہلے ہی ”مار چکی تھی۔ اب

اس نے الماری سے ایک چھوٹا سا بیگ نکالا! یہ بیگ بھی سونے ہی کا معلوم ہوتا تھا! اس نے اسے کھول کر اس میں سے دو شلٹ نکالتیاں سی نکالیں یہ بیگ کسی چمکدار دھات ہی کی تھیں! . . . ان شلٹوں کے دوسروں پر چند تپتے تار تھے اور تاروں کے ختم پر چھوٹے چھوٹے جیڈون لگے ہوئے تھے! اس نے ایک شلٹ اٹھا کر کچی کی ناک کی جڑ سے اس طرح لگایا کہ اس کے ہونٹ چمپ گئے اور شلٹ کا تیسرا گوشہ اس پر تار نہیں تھا تھوڑی دیر تک اٹھتا رہا! ہینڈ فون میں ہک لگے ہوئے تھے جو کانوں میں پھنسا دیئے گئے! اس طرح خمی کے دونوں کان اور داڑی بند ہو گئے! لیکن وہ بہ سانی اپنے ہونٹوں کو جنبش دے سکتی تھی!

سنہری لڑکی نے اس طرح جیڈون اپنے کانوں سے لگائے اور اس کا داڑی بھی چمکدار شلٹ کے پیچھے چمپ گیا۔  
 "کیا تم میری واڈن رہی ہو؟" دلتا سنہری لڑکی نے پوچھا۔

"ہاں سن رہی ہوں!" شمی کے بچے میں حیرت تھی! "کیونکہ دونوں کے درمیان کی قسم کا تعلق باقی نہیں رہا تھا! یعنی یہ دونوں شلٹ کسی تار کے ذریعہ ایک دوسرے سے نہیں مل گئے تھے! — پسے جو، سنہری لڑکی نے استعمال کیا تھا، اس کے ساتھ ایک نقر سا برقی خزانہ بھی تھا! اور پھر جسے کے خود ایک تار کے ذریعہ ایک دوسرے سے ملا دیئے گئے تھے مگر ان شلٹوں کے درمیان کی قسم کا تعلق نہیں تھا!

"یہ اس سے بھی زیادہ حیرت انگیز ہے! شمی نے کہا۔

"یقیناً تمہارے لئے حیرت انگیز ہو گا اگر ہم لوگ جو آتے دن دولیڈو

کا سفر کرتے رہتے ہیں! اسے اسی طرح استعمال کرتے ہیں جیسے غزوہ تار وال یا کنگی استعمال کرتے ہیں!"

"کیوں ڈو لیڈو سے اس کا کیا تعلق —"

"آج سے دو سال پہلے ڈو لیڈو ایک ہتھیار کا منصوبہ بنایا گیا تھا! لیکن اس کی بھی ضرورت تھی کہ ہم ڈو لیڈو کے باشندوں کے خیالات سے گاہ ہو سکیں اور جو کچھ وہ سوچیں اسے ان کے ذہن نشین کر سکیں۔ لہذا ایک طرف تو ایسے فے پوٹ بنائے گئے کہ شلٹ کی جڑ پر جی ڈو لیڈو ایک ہتھیار بن سکیں اور دوسری طرف خیالات کی ترجمانی کرنے والے کپل گیگاڑ کی ایجاد پر زور دیا گیا۔ . . . معمولی فے پوٹ جو صرف ساربا ہی کی نفا میں پرواز کر سکتے تھے آج سے پانچ سو سال پہلے ہی ایجاد ہو گئے تھے! اس لئے ان میں مزید نیابت کرنے میں کوئی دشواری پیش نہیں آتی! ایسے فے پوٹ بن گئے جن کی پرواز ساربا کی نفا سے آگے ہو! — اور کپل گیگاڑ بھی تیار ہو گئے! بس فے پوٹ نے رز کھانے لگا ہے! . . . لیکن کپل گیگاڑ کا نام نہیں تبدیل ہوا۔"

"تو — ڈو لیڈو — کے باشندوں سے تم لوگوں نے رابطہ قائم کر لیا ہے!" شمی نے پوچھا!

"اں تھیں! — اب تو ہم ان کی کئی زبانیں بھی بول سکتے ہیں۔ سو سال پہلے میں زیادہ تر کپل گیگاڑ استعمال کرنے بڑتے تھے! لیکن اب تو ڈو لیڈو پر ساربا کے باشندوں کی حکومت ہے! یہ اور بات ہے کہ اس کے بعض حصوں میں ہم اب بھی کپل گیگاڑ استعمال کرتے ہیں!"

"کیوں —"

کارٹوں میں بیچ دیا ہے۔“  
 ”اس کے لئے ضد نہ کرو! . . . میں نہیں چاہی کہ تم بھی کسی معیبت میں پڑ جاؤ۔“

”نہیں میں تو تمہیں ہر حال میں ملے گا۔ . . .“  
 ”ضد نہ کرو پیاری لڑکی — پتہ نہیں کیسے عمارت ہوں!“

”مجھ پر اعتماد کرو! کوئی تمہارا بال بھی بیکار نہ کر سکے گا!“

”اچھا۔“ سنری لڑکی نے ایک طویل سانس لی — ”مگر آج نہیں! مجھے جلد ہی واپس جانا پڑے گا۔ کل پر سکھو — کل میں نورانی تمہارے ساتھ ملیں گی! — اود مجھے یہی بھید مشرق ہے کہ میں ریاضی کے باشندوں کے رہن سہن کے متعلق معلومات حاصل کروں۔!“

”اچھا پیاری لڑکی — اب مجھے اجازت دو!“  
 ”نہی کو بڑی مایوسی ہوئی! اور پھر اسے خود پر عقدہ آنے لگا کہ اس نے پہلے ہی یہ تجویز اس کے سامنے کیوں نہیں پیش کی تھی!“

”تقریباً تین منٹ تک اور وہ سنے گزار دیں رہی پھر باہر نکل آئی۔  
 قوڑی دیر ہی بعد نے گرا! فضا میں بلند ہو گیا!“

”ان حصوں کے باشندوں کی زبانیں ہر آج تک نہیں سیکھ سکے، وہ زبانیں عجیب ہیں؛ یہ خیال ہے کہ ان کا کوئی خاص اصول نہیں ہے بلکہ وہ ان کے شہسارے ہیں جن کے ذریعہ وہ لوگ ایک دوسرے کو سمجھتے ہیں۔ شہسارے انہیں یہ بتانا ہو گا کہ کتنا گوشت کھا گیا تو وہ کتنے کی طرح بھوکھ کر اور گوشت کھا کر تپتی گئے۔ . . . اسی طرح ہیتے ایسے، شہسارے میں، جو شہسارے لئے بالکل نئے ہوتے ہیں، لہذا ہم ان کا مطالعہ سمجھنے کے لئے کبھی ٹیگاڑی استعمال کرتے ہیں۔!“

”کیا تو لیڈو والے بھی تمہاری ہی طرح ترقی یافتہ ہیں!“  
 ”ہاں، اسی حد تک ترقی یافتہ ہیں کہ کھنگے نہیں رہتے؛ انہیں کپڑا پہنا آتا ہے لیکن سینا نہیں جانتے! بغیر سٹے بڑے کپڑوں سے تن پوشی کرتے ہیں!“

”غائب تو یقیناً ان پر تمہاری حکومت ہوگی۔“  
 ”م حکومت تو تو لوگوں پر ہی ہو سکتی ہے! مگر میں محض تمہاری وجہ سے اسے پسند نہیں کروں گی!“

”ابو — ٹھیک یاد آ گیا، شہسارے ایک ایک چوبیس کر بولی۔“

”آج میں تمہیں اپنے گھر لے جاؤں گی۔!“  
 ”نہیں۔ پیاری لڑکی! مجھے اس پر مجبور نہ کرو!“

”کیوں۔!“  
 ”اگر کسی دوسرے کی نظر مجھ پر پڑ گئی تو میں زندہ واپس نہ جا سکتی گی؛ تم ڈرتی کیوں ہو —! میرے بچلے میں اس وقت میرے علاوہ اور کوئی نہیں ہو گا! پاپا اپنی بھرجاگہ میں ہیں اور میں نے نوکروں کو ان کے



”یہ میں کیا جانوں کہ کافذات کیسے ہیں۔ یہ ایک آدمی کے لئے کاکر مار ہوں۔  
”کس آدمی کے لئے۔“

”جس کے کافذات رحمان صاحب نے دبا رکھے ہیں!“  
”اُس آدمی کا پتہ بتاؤ۔“

”پتہ — پتہ تو مجھے نہیں ہے؛ البتہ اکثر اودھ دہا متا ہے۔ میرا مذاہ  
ہے کہ وہ خود بھی ایک دولت مند آدمی ہے۔ ہمیشہ عمدہ قدر کی کاروں میں نظر آتا ہے!  
شادین کے پاس کئی کار ہیں۔ اس نے مجھے ایک معقول معاوضے کی پیشکش  
کی ہے۔ اسی لئے میں کوشش کر رہا ہوں کہ رحمان صاحب وہ کافذات  
میرے حوالے کر دیں۔ میں تو صرف دھکار دیتا تھا نہیں۔ اب یہی حرکت مجھے  
مزدور ہوئی۔“ وہ دہکتی ہوئی انگلیوں کی طرف دیکھ کر خاموش ہو گیا۔  
”مجھے تمہارے اس بیان پر یقین نہیں!“ عمران نے داپروانی سے کہا!  
”تو میرے مار ڈالو۔ اس سے بہتر اور کڑی طریقہ نہیں ہے!“  
”رحمان صاحب کی نقل و حرکت عمران نے خشک لبھے میں کہا!“ تم ریس  
سے خسارے ہی میں رہو گے!“

”میں کسی کی نقل نہیں کر رہا؛ حقیقت عرف کر رہا ہوں۔۔۔  
یہ کہ میرے دوستیے بھی نہ کیا سبک لگے اس سرخ سیٹ میں کیا ہے۔۔۔  
اور مجھے یہ کام کن لوگوں سے سونپا تھا۔“  
”اودھ — تم انہیں نہیں پوچھتے؟“

”جی نہیں اودھ انہوں میں سے اور انہوں نے مجھے جس کام کے سلسلے میں  
پہنچا ہوا دیتے تھے اور کام ہو یا نہ ہو۔۔۔ نہ راز کا وعدہ تھا  
”اور تم نے اسے منظور کر لیا تھا۔“

”کیوں دوست!“ عمران نے ٹیکی ڈرائیور کو مخاطب کیا!“ اس کیل  
کیا مقصد تھا!“

”تم کون ہو!“ ٹیکی ڈرائیور نے لاپرواہی سے پوچھا!

”میں کیوں بتاؤں کر میں۔۔۔۔۔ الا حول شائد میں بتانے ہی جا رہا تھا  
یاد تھی عقل و دم میں بڑی ہی چاہتے کہ اگر یہی بتانا ہوتا تو میں اپنے چہرے پر تعجب کیوں نہ  
نہ بتاؤ۔۔۔ ٹیکی ڈرائیور نے چہرہ پر داپروانی کا مظاہرہ کیا!

”میں جانتا ہوں کہ تم اڑنے کی کوشش ضرور کرو گے۔ اودھ مجھے تم پر بڑی  
حیرت و استعمال کرنا پڑے گا جو تم مشر رحمان کے لئے رکھتے تھے۔۔۔ یہاں کیں دیکھیں  
اودھ بھی کوئے ہو گئے۔۔۔ جن سے ابھی کچھ کا پیٹ ہلکا سا لگا۔ اور سارا۔۔۔ کیسا بگھے  
ٹیکی ڈرائیور کچھ نہ بولا! وہ انگلیوں کی طرف دیکھنے لگا تھا! عمران کو اب  
اس کی آنکھوں میں تشویش کے آثار نظر آتے۔!

”بور۔! میرا خیال ہے کہ تم دیر کر رہے ہو!“ عمران نے کہا:  
”کیا پوچھنا چاہتے ہو!“

”اسی سرخ سیٹ کے متعلق جو تم رحمان صاحب کے دھول کرنے کی ٹکڑی میں ہو!  
”تمہیں غلط فہمی ہوئی ہے!“ یہ ایک پرانا جھگڑا تھا! رحمان صاحب نے ایک  
آدمی کے کچھ کافذات دبا رکھے ہیں! میں نہیں جانتا کہ انہوں نے یہ حرکت کس  
کے اشارے پر کی ہے!“

”وہ آدمی کون ہے۔ اور کافذات کیسے ہیں!“ عمران نے پوچھا!

”نہیں قدمہ پاؤں ہزار میری خدمت میں پیش کئے بغیری کہیں اور چلے جاؤ گے!“

”باہر سے قدموں کی آوازیں آئیں اور خاور اندر دخل ہو... وہ ہنس رہا تھا“

”مرحبا، حسبِ بہت فستے میں تھے!...“ خاور نے کہا!

”کوئی نئی بات نہیں ہے!“ عمران نے پروا ہی سے کہا۔

”ان کے پاس یہ لور نہیں تھا“ خاور بولا! ”میں نے انہیں اپنا لور دیا ہے انہوں نے بڑی اہمیت سے اقدار میں ردِ پا کر پٹ کر پٹا تھا! اگر میں نے لور انہیں دے دیا تو کیسے انہوں میں بھی دستانے موجود ہیں نہیں یہ لور پر میری تنگیوں کے نشانات نہیں مل سکیں گے! — اس پر وہ اور زیادہ خفا ہوتے تھے۔“

”ختم کرو“ عمران اقدار کا بولا ”کیا تم اس آدمی کو پہچانتے ہو!“

”نہیں!“

”مگر جس فیکریسے طرہ پر میں شہزادہ کا مشورہ ہمیں چھوٹا آپ ہی کی ملکیت ہے!“

”نہیں“ خاور کے لیے میں سب سے بہتر!

”اے وہی ہمیں نیک ہے جس کے تعلق ہر لوگوں کا گرد گشتال ہنرا بھنڈا ہوتا رہا ہے۔“

”پھر اب اس کے لئے کیا کیا جائے؟“ خاور نے تشریح کی جیسے

میں کہا!

”میں جانتا ہوں کہ یہ فی الحال اپنی رہا رہے رکھے گا۔ لہذا تم سے

”آپ خود سوچئے کہ اس ہزار تھوڑے نہیں ہوتے جب کہ اس سے بھی کموں رومات کے لئے لوگ اپنی جانوں پر کھیل جاتے ہیں۔“

”تم بھی اپنی جان پر کھیل گئے!... عمران جس پڑا... لیکن پھر کب تک خوار بغیر سچے کی طرح غرایا! اگر یہ تمہارے چہرے پر کوئی یونین کے پائینے دوں تو کیسی رہے گی!“

”م... میں... مطلب نہیں سمجھا!...“ ٹیکسی ڈرائیور بھلایا!

”مطلب اسی دلت کچھ میں آئے گا جب میں یہ کر گذروں گا نیک...“

”ٹیکسی ڈرائیور کے حلق سے عجیب سی آواز نکلی جنوں ہی کا پتہ نہ ہو سکتی تھی۔“

”ہنرا... تم جیسے کیسے اگر مجھے دھوکا دے سکیں تو میں اسے اپنی آہٹاں

ڈھکیں گی! میں اس کا رشتہ نہیں نیک... تمہیک آپ مزید اچھا کر سیتے ہو۔ لیکن اپنی

آنکھیں نہیں چھپا سکتے! اللہ میں یہ جانتا ہوں کہ اکثر تم غیر ملکی جاسوسوں کا

آزار کرتے رہتے ہو!... پر میں اس مسئلے میں تم پر لطف بھی رکھتی ہے۔

لیکن، میں تمہارے معاملہ شہادت کی حد دوسرے آگے نہیں بڑھ سکا تھا...“

کیا آپ یہ جانتا ہوں کہ تم تیرھویں شہزادہ پر ایک چھوٹا سا کیفے چلا رہے ہو

”م... میں اس سے انکار نہیں کروں گا“ ٹیکسی ڈرائیور نے کہا! میں

خود ہی آپ کو اپنے متعلق سب کچھ بتا دیتا! اگر آپ نے اس کی ہمت ہی

کب دی تھی! اللہ تعالیٰ کیجئے کہ میں ان لوگوں سے قطعی واقف نہیں ہوں جنہوں

نے یہ کام میرے پر دیا تھا!“

”خوش کرو! تم مجھے یقین دلا سکتے ہو! اور نہ میں نہیں آنا دے سکتا ہوں لہذا

رہا ہی تمہارے سے کیا فائدہ!“

”میں وہ پانچ ہزار آپ کی خدمت میں پیش کر کے کہیں اور چلے جاؤں گا۔“

بند رکھو۔۔۔ غالباً میرا مطلب سمجھ گئے ہوں گے۔۔۔ جیہ کو اڑھڑکا سا دھڑپٹ  
 کمرہ اس کا ہم کے لئے مناسب رہے گا۔۔۔ لیکن اس سے پہلے وہاں کا سامان  
 جٹا پڑے گا اور تم اس کی آنکھوں پر پٹی باندھ کر اسے وہاں لے جاؤ گے؟  
 وہ تو شیک ہے۔۔۔ مگر۔۔۔!

”ہاں۔۔۔ میں معاف ہوں کہ تم نے گھر گھر گفتار کی اجازت کے بغیر اس  
 عمارت میں قدم بھی نہیں رکھ سکتے۔ لیکن فی الحال تمہیں مجھ پر اعتماد کرنا چاہیے  
 تمہارا گرد گشتاں اگر اس سلسلے میں تیرے جواب طلب کرے تو تم نہایت  
 آسانی سے میرا رخوار سے اتار دو! میں یہ اقدام اپنی ذمہ داریوں پر کر رہا ہوں۔  
 ٹھیک ڈرا پیور ہائلز فرم میں شریک: ایسا معلوم ہوتا تھا جیسے اب وہ  
 خود کو لاپرواہ ظاہر کرنے کی کوشش کر رہا ہو! وہ اس وقت جی میں بولا جب  
 خار نے اسے گریہ میں تھک چکا تھا۔

اس کے باوجود جی پت پر بازو سے گئے تھے۔ تین پتہ کی تین کھول دی  
 گئی تھی تاکہ اسے کاتھک لے جانے میں دشواری نہ ہو۔

”چلیے۔۔۔“ خار نے عمران سے کہا  
 ”میں کچھ دیر یہاں ٹھہر کر آتا ہوں اسے لے جاؤ۔ مگر دیکھو تمہیں اس وقت  
 تک وہاں ٹھہرنا پڑے گا جب تک کہ مجھے تمہارے گرد گشتاں کی طرف سے  
 اس کے تعلق احکامات نہ موصول ہوں!“

خار ٹھیک ڈرا پیور کو دھکے دیتے ہوئے نکال لے گیا۔۔۔۔۔  
 عمران نے اسے دانش منزن لے جانے کا مشورہ دیا تھا!۔۔۔ دانش  
 منزن سیکرٹ سروس کے میڈیکل افسر جی کی حیثیت رکھتی تھی! اور یہ بھی  
 حقیقت تھی کہ سیکرٹ سروس کا کوئی نمبر، یکیشہ کی اجازت کے بغیر اس کی کپا۔

میں بھی قدم نہیں رکھ سکتا تھا۔  
 عمران ٹھوڑی دیر تک اس کمرے کے محلات کی تلاش کرتا رہا! پھر باہر نکل  
 آیا! اس قاشکی کے دوران میں وہاں سے کوئی ایسی چیز نہیں برآمد ہوئی تھی جو  
 اس کیس میں عمران کی رہنمائی کر سکتی۔

پندرہ منٹ بعد وہ اپنی کار کے قریب کھڑا اندھیرے میں آنکھیں میاڑ  
 رہا تھا۔۔۔۔۔ اب اسے اس کی فکر تھی کہ کسی طرح ملکہ زجلہ شہر پہنچ سکے۔  
 وہ جانتا تھا کہ رحمان صاحب اپنی دھمکی کو بروئے کار لانے میں کامیاب  
 نہ ہو سکیں! اگر انہیں اس کا موقع مل جاتا تو عمران کے سلسلے چندی ڈھاریاں  
 اکھڑی ہوتیں اور وہ محلوں کے ساتھ کار بڑھ سکتا! ویسے وہ اپنی حیثیت تو  
 کسی پر بھی نہیں بھروسہ کرتا تھا! لیکن اگر رحمان صاحب اس کی رہ  
 میں رہے۔۔۔۔۔ ان کا نام شہر دے کر دیتے تو یہ بھی ممکن تھا کہ ایکڑ کار مارڈ مشن انجام  
 دے جاتا!

اس سلسلہ میں جیسے ٹھیکر کی دریافت بالکل نفاذ تھی!  
 اور اس کیس میں جس ٹھیکر کی موجودگی ہی نامہ رکن تھی مگر وہ برحال میں  
 سیکرٹ سروس سے جی کا نہیں ہو گا!

اس یوریشین جیس ٹھیکر کی کہانی کافی طویل تھی! اگر کہانی کیس ۱۰۰۰  
 ایک کہانی کا کیا ذکر۔۔۔ وہاں دو بیڑوں تھیں! لیکن اس سے کسی کو انکار  
 میں ہو سکتا کہ وہ ہیں کا شہری تھا! عمران کی معلومات کے مطابق دوسری  
 جنگ عظیم میں وہ آرمی میں کے شانہ نشاں ہو چکا تھا! لڑا تھا اور کپٹن کے  
 عہدے تک پہنچے تھے! جنگ جی فتر ہو گئی تھی، درہنہ شہر وہ اس سے بھی  
 بچے جاتا!۔۔۔۔۔ جنگ ختم ہونے پر اس کا یونٹ بھی لوٹ گیا اور اس نے



عمران کو بھی کوئی نیرغالی نہیں ملی اس لئے وہ سیدھا کاؤنٹر کی طرف چلا گیا!  
 . . . ایک سرد کرنے والی راک کی لئے سے خوش آمدید کہی تھی . . . اور  
 اس طرح متفکر ہو کر چاروں طرف نظر دوڑائی تھی جیسے اس معزز مہمان کے  
 لئے کوئی نئی میز نہ ہونے پر اسے انسو س ہوا ہو!  
 کاؤنٹر پر پہنچی کر عمران نے انڈوں کے سینڈ وچ چکوائے اور انہیں  
 کافی کے گھونٹوں کے ساتھ ملحق سے امانے لگا۔

ایک لڑکی قریب ہی کھڑی اس سے کہہ رہی تھی "جیدہ انوس چہ  
 جناب کہ آپ کے لئے کوئی نیرغالی نہیں ہے . . . اب ہم مختصر یہ کسی  
 بڑی جگہ پر منتقل ہو جائیں گے، کچھ دن اور تکلیف اٹھا لیجئے۔"  
 "اوم . . . اوم . . . عمران نہ چلتا ہوا بولا "کوئی باقی نہیں  
 . . . ہر حال میں قدم . . . اسی طرف اٹھتے ہیں۔"

کاؤنٹر کے نیچے تین آدمی مختلف کاموں میں مشغول نظر آ رہے تھے ان میں  
 سے ایک پریشین بھی تھا . . . کسی نے کی رفتار سست تھی۔ شاید  
 عمران میں کچھ وقت صرف کرنا چاہتا تھا؛ راکیں جہنن اخلاق بنی ہوئی تھیں۔  
 میز سے دوسری طرف جا رہی تھیں کبھی کسی کے سرے ملتے چھوٹے سے ہاں  
 میں گرجتے . . . دفعتاً کاؤنٹر پر رکھے ہوئے فون کی گھنٹی بجی اور یوریشین نے  
 ریسیور اٹھایا! . . . دوسرے ہی لمحہ وہ مودتہ میں مل کہہ رہا تھا! "ہیں  
 ابھی تک باس دہیں نہیں آتے . . . جی ہاں . . . وہ دو بجے سے یہاں نہیں  
 میں بہت متہ . . . ہاں کی . . . ایک بیکندہ ٹھہریے . . . میں لوٹ کر لوں آ  
 اس نے ریسیور کو بائیں ہاتھ سے پکڑا اور دائیں ہاتھ میں پلس سے کریک  
 کتابچہ کو ہر پانچ کا سر نہ ہاں!

"جی ہاں . . . پانچ!" اس نے مودتہ میں کہا! "اوہ . . . مجھے میں  
 ٹھکرات . . . ٹھکریہ۔ جیسے ہی وہ آئیں گے میں انہیں رنگ کرنے لگاؤں  
 گا۔"

اس نے ریسیور کو ڈیس میں رکھ دیا اور کتاب وہیں پڑی رہنے دی، اب  
 پیر میز پر رکھے ہوئے رجسٹر کی طرف متوجہ ہو گیا تھا! عمران نے کتاب کے  
 کمر پر کچھ ہونے بڑھا بھی طرح ذہن نشین کر لئے!  
 وہ ان لوگوں کا نظریہ نہ جانزہ سے رہا تھا جو کاؤنٹر کے نیچے بیٹھے

رہے تھے!  
 کچھ درجہ پیر فون کی گھنٹی بجی . . . اسی پریشین نے پھر کال ریسیور!  
 "جی ہاں!" وہ کہہ رہا تھا "باس مودتہ نہیں ہیں۔ جی۔۔۔ جی ہاں تقریباً  
 دو بجے سے وہ یہاں نہیں آتے۔ . . پانچ بجے تین آدھ سات۔۔۔ در  
 ریسیور کو کڑی میں چمکتا ہوا بڑبڑایا "کیا یہ شور مجھے چڑا رہا ہے؟" نمبر وہی تھے  
 بڑھ اس سے پہلے لڑت کر چکا تھا! عمران نے ایک طویل سانس لی . . .  
 یہ مودتہ کھا چمکنے کے بعد اس لئے دو اسٹیک اور کچھ بیانیوں طلب کیں اور  
 اس وقت اپنا معدہ خراب کرنے پر توجہ کیا تھا . . .

وہ سوچ رہا تھا کہ یا تو حقیقت سس کاؤنٹر کھڑک کو کوئی چڑا رہا تھا یا پھر وہ  
 مختلف آدمیوں نے ایک ہی نمبر پر تھے تھے۔ گویا وہ دو دن کا اتفاق ایسی برکے  
 فون سے تھا۔ یہ دوسری بات ہے کہ اس وقت دو فون دہیں نے دو مختلف  
 مقامات سے ہمیں ٹیکے کے لئے فون کیا جو۔ . . اور نمبر وہ بتایا ہے ہوں! یہ  
 دوسرے کے لئے مشترک رہے ہوں!

عمران خیالات میں گمراہ ہوا پائیاں نگاہ رہا! یہ حقیقت تھی کہ اب

اُس کا وعدہ جواب دیتا جا رہا تھا مگر کاؤنٹر پر کھڑے رہنے کا بھی تو کچھ ہوا  
ہونا چاہیے تھا!۔

فرن کی گھنٹی بجز کی اور لڑی شین نے ریسورٹ لیا۔

”جی نہیں!“ وہ ماؤتھ پیس میں ہلکا ہوا: ”اس موجود نہیں میں۔ وہ تقریباً  
دو بجے یہاں سے گئے تھے! اس کے بعد سے نہیں آئے۔ جی۔“  
اُس کی آنکھوں سے غصہ چھاکنے لگا اور اس نے فزاکر کہا: ”کیا آپ مجھے  
چلوار ہے ہیں!۔۔۔ جی ہاں شاید آپ کا مشغہ یہی ہے کہ خواہ مخواہ دوسروں  
کو پریشان کیا کریں! میں دوبار پہلے جی ہی غیر نوٹ کر چکا ہوں: جی ہاں۔“  
اس نے ریسورٹ کرپس میں پٹنے کرکھی نامعلوم آدمی کو گایاں دیں اور پھر جیٹر  
پر جھک پڑا۔۔۔

عزت آہستہ آہستہ اپنے سر کھارہا تھا!۔۔۔ پایاں اور اسٹیکس تم کر کے  
اس نے بل ادا کیا اور ویٹرس کو مٹی غروں سے دیکھ کر سکوٹا ہوا صدر درد نہ  
ک طرف بڑھ گیا۔ ریفرن نے جی اس سکوٹا کا جواب کافی نہ بخوشی کے ساتھ  
دیا تھا۔

جرمینا فنز وارٹن نے ایکسٹو کے نمبر ڈائل کئے اور ماؤتھ پیس میں بولی  
”جرمینا سر!“  
”اچھا۔۔۔ ہاں۔۔۔ کیا ہوا۔۔۔؟“ دوسری طرف سے  
آواز آئی!

”وہ فون نمبر ایک جرس کے ہیں۔۔۔ اسٹریٹ ڈریک۔۔۔  
یہ ڈریک ڈاؤننگ کمپنی کا میننگ پارٹنر ہے!۔۔۔ ذی عزت اور  
بارسٹر غیر کیوں میں اس کا شمار ہے!۔۔۔ اس کا دھرا پارٹنر  
ریلز ڈاؤننگ ہیں کا پاشدہ ایک دین میانی ہے!۔۔۔ دوسرے ایک لیش  
زوم قائم کر رکھی ہے!“

”ہوں!۔۔۔ اور یہ ہف ڈریک یہاں کا شہری نہیں ہے!“  
”نہیں جناب!۔۔۔ یہ جنرل فیکر کی حیثیت بھی رکھتا ہے!  
”اچھا!۔۔۔ اس پر تنبیہ فرم رکھنی ہے۔۔۔ معلوم کرو کہ اس  
کے ساتھ کتنے آدمی رہتے ہیں!۔۔۔ جی ٹیک اس کا پتہ نہیں دینا!“  
”اٹھارہ کزنس روڈ۔۔۔ ہاں بڑی اور شاندار عمارت ہے!“  
”بس اب یہ معلوم کرو کہ اس عمارت میں کتنے آدمی رہتے ہیں!۔۔۔  
اور ان کی حیثیت کیا ہے!“  
”بھئی!۔۔۔ عمارت کے متعلق بھی معلومات حاصل کرنی ہوں گی۔“  
”قطعی۔۔۔“

”اگر یہ کوئی بہت ہی اہم معاملہ ہو تو میں ستر ہف ڈریک سے قریب  
ہونے کی کوشش کروں۔“

”وہ کس طرح جویا نایا؟“

”آج ہی میں نے ڈریک ڈائوننگ کمپنی میں ایک ایجنٹ کی آمدنی کا  
اشتراک دیکھا تھا۔“

”گڈ۔۔۔ اچھے بعد خوشی ہوگی اگر تم یہ ملکہ حاصل کر سکو؟“

”کل ہی جناب! میں اتنا ہی کوشش کروں گی!“

”مگر۔۔۔ اس عمارت کے دوسرے سکیوں کی تعداد مجھے سی

وقت معلوم ہونی چاہیے!“

”بہت بہتر جناب!۔۔۔ جویا نے مسئلہ نفعیہ کر دیا!“

اس کے بعد اس نے صدر کے فرن خبر دلائل کئے!۔۔۔ اور اس

ایک ایکٹور کی لی ہوئی رہائش پتہ پانچاٹھ کے بعد ہوں۔“ تم دو گھنٹے کے

انداز میں مجھے مطلع کرو!۔۔۔“

کوشش کروں گا! یہ ضروری نہیں ہے کہ یہ ساری معلومات دو گھنٹے

کے اندر اندر ہی حاصل ہوں۔ اس وقت بارہ بج رہے ہیں۔ معلومات

کے لئے آدمی درکار ہوتے ہیں اور بارے علاوہ شاید ہی کوئی آدمی

اس وقت جاگ رہا ہو!“

”ایکٹو اجالا ہونے سے پہلے ہی معلوم کرنا چاہتا ہے!۔۔۔ اس

لئے مجبور ہی ہے!“ جویا نے کہا!

”اس نے مسئلہ نفعیہ کر دیا!۔۔۔“

اور تین تین کے انداز میں ایک کئی سی کراہ کے ساتھ بستر پر گر گئی!۔۔۔

ایکس ٹو!۔۔۔ وہ آج بھی اس کے تعلق موضوع رہی تھی! مسرتی ہی رہتی تھی!

ایکس ٹو کے تعلق سوچنا اس کے لئے کوئی نئی بات نہیں تھی! مگر ایکٹو کے

ساتھ ہی ساتھ اس کے ذہن میں عمران کا تصور بھی ابھرتا تھا! حالانکہ دیے

اب اسے یقین آگیا تھا کہ عمران ایکٹو نہیں ہو سکتا! اور اس یقین و دل کے

سلسلے میں خود عمران ہی کو کافی پاؤں پیلنے پڑے تھے!

ایک بیک ہول اٹھ بیٹھی کیونکہ فورس کی گھنٹی پھر گنگنائی تھی!

”ہیسو۔۔۔!“ دوسری طرف سے آواز آئی! ”میں خبر ہوں!“

”کیا تم نے رنگ کرنے سے پہلے گھڑی دیکھی تھی!“ جویا نے بڑا سامنے

بنکر خفیہ آواز میں کہا!

”پھر تھام۔۔۔ میں کیا کروں۔۔۔“ نیند نہیں آ رہی!۔۔۔“

کی آواز دھونک تھی۔

جویا دانست چینی لگی۔ لیکن پھر فوراً ہی منس کر بولی! ”اوہو! میں خود

ہی تمہیں فوراً کرنے والی تھی!“

”یکس!“ خبر نے ایک کڑواہٹ کے ساتھ کہا!۔۔۔“

”ایکٹو نے ایک کام تمہارے سپرد کیا ہے۔۔۔“

”اس وقت میں کوئی کام نہ کر سکتی ہوں۔“

”تم جانو۔۔۔!“ جویا نے لاپرواہی سے کہا! ”کام تو میں تمہیں ضرور

تہاؤں گی۔ کرنے نہ کرنے کا اختیار نہیں ہے! اور تم ہی ایکٹو کو جواب دہ

ہو گے! کام یہ ہے کہ آج رات کو عمران سونے نہ پڑے! جس طرح بھی

ممکن ہو یہ ضرور ہو چاہیے۔۔۔۔“

”میں نہیں سمجھا!“

”کیا تم یہ نہیں سمجھ کر کسی وجہ سے ایکٹو عمران کو ترجیح کرنا چاہتا ہے۔“

”مگر ایک بیک یہ سوچ بھی کیا ایکٹو کو!“

”پتہ نہیں لیجئے خود بھی حیرت ہے!“

”اچھی بات ہے! میں آج رات اُسے نہ سونے دوں گا!۔۔۔“

”گروہ ہے کہاں۔۔۔“

”ایک منٹ ٹھہرو۔ ریسیور رکھ دو!۔۔۔ میں بھی بتاتی ہوں!“

جو لینے سے منع کر کے عمران کے فون کے نمبر ڈائل کئے۔

”ہیلو۔!“ دوسری طرف سے آواز آئی جو لینے عمران کی آواز پہچان

کر کچھ کہنے پر سلسلہ منقطع کر دیا۔ وہ پھر بڑی تیزی سے غور کے نمبر ڈائل کر کے

آواز میں میں بولی۔

”ہیلو۔۔۔“ غور ہاں۔۔۔ وہ اپنے فلیٹ میں موجود ہے۔

”اچھی بات ہے میں اس سے کچھ لوں گا۔ میں نے نہیں کہا ایکٹو کا حکم

ہے بلکہ میں نے تم کو کہہ رہی ہوں!۔۔۔ اگر خود انہیں ٹونے براہ راست

مجھے مخاطب کیا ہوتا تو۔۔۔ تم صاف انکار کر دیتے! جو لینے نے فتنہ کیا

ہشی کے ساتھ تھا۔

”نہیں۔۔۔ ہر حال اس وقت بستر سے نہ اٹھا!“

”بہر حال اس وقت بستر سے نہ اٹھا!“

جو لینے شرارت میز سکواہٹ کے ساتھ اپنے سر کو حقیقت ہی جھٹل

دے کر سلسلہ منقطع کر دیا!

حکام نے ایک بجایا۔۔۔ عمران ابھی تک جاگ رہا تھا! اُسے

جیلا کی کان کا تھکا تھا! چابک ملنے والی کھڑکی کا کشیشٹ ٹوٹ کر چھننا تھا اور

نزش پر آ رہا اور کوئی دنیسی چیز سامنے والی دیوار سے ٹکرائی۔۔۔

یہ ایک جٹا سا پتھر تھا جو نزش پر گر کر دوڑتے ہوئے چلتا چلا گیا! عمران نے

اُلوڑ کی طرح اپنے دیدے سے پچاسے اور کھڑکی کے سامنے سے صدر دروازہ

کی طرف کر کے کھسکا لایا!

وہ اتنا حق بھی نہیں تھا کہ کھڑکی کے سامنے جا کر باہر دیکھتا!

پھر ایک اور پتھر اسی طرح اندر آیا! عمران خاموش رہتا رہا!۔۔۔

تیسرے پتھر پر وہ اٹھا اور بڑی تیزی سے اس کمرے میں چدا آیا جس

پر انڈیٹ فون رہتا تھا! شاید اس کا ارادہ تھا کہ بیشیت ایکس ٹو اپنے کسی

محت کے فون پر مخاطب کرے۔۔۔ اس کا اٹھ بھی فون کی طرف بڑھا

۔۔۔ لیکن پھر وہ ایڑیوں پر گھوم کر کمرے سے نکل آیا۔

اُس نے جو تھے پتھر کے گرنے کی آواز سنی، دوسرے لمحے میں وہ اور کوٹ

پس رہا تھا! پھر انڈیٹ سر پر جا کر اس کا آگاہ گوشہ پہنچے جھکا یا اور اور کوٹ

کا کار کا فون ٹنگ اٹھا دیا!

اس کے بعد وہ مٹی زینے کے کمرے کی پشت والی گلی میں آ گیا!

گلی سنسان پڑی تھی، گلی سے نکل کر وہ اُس طرف پر آیا جس پر سے

پتھر چھینے جانے کے امکانات تھے۔۔۔! گروہ بھی سوتل رہا تھا کہ



نکس ہے پھر چیکے والہ کی عمارت میں چھ بیٹھ ہو! ہر حال وہ چلتا ہی رہا  
یہ اور بات ہے کہ چال میں نگڑا ہٹ رہی ہو! جس کا ستھہ اس کے علاوہ اور  
کچھ نہیں تھا کہ وہ چلنے کے اندر سے بچا نہ چلے سکے!

اس کے ٹیٹ کی کھڑکی کے سامنے ہی دوسری جانب ایک چلی سی گلی  
تھی۔۔۔ عمران نگڑا ہوا اس میں داخل ہوا۔۔۔ اور دوسرے  
ہی لمحے میں اس نے ایک عریض سانس! اس کے سامنے تنزیر موجود تھا اور  
اس کے ہاتھ میں تنزیر دیکھتے ہی اس کی آنکھیں جھرت سے پھیل گئیں۔۔۔  
تنزیر اپنا ہاتھ اٹکے دیکھ کر کھٹک گیا تھا۔۔۔ لیکن تنزیر تو اس  
اس کے ہاتھ سے گرا جب عمران نے ٹیٹ کا گوشہ اوپر  
اٹھایا۔

"یہ کیا ہو رہا ہے دوست۔" عمران نے نرم لہجے میں پوچھا۔  
"تم سے مطلب! تنزیر فرمایا!"  
"تم میرے ٹیٹ میں تنزیر کیوں پھینک رہے تھے۔"  
"ہوش کی دھارو!"

"پھر یہاں موجود کس کا مطلب۔۔۔ تمہارے ہاتھ میں تنزیر ہی تھا!"  
عمران آنکھیں نکال کر لٹا!  
"تم یہاں میری موجودگی پر اعتراض کر سکتے ہو! اور نہ اس پر کہ میرے  
ہاتھ میں تنزیر تھا!"

"آج سردی بڑھ گئی ہے!" عمران نے جوابی لے کر کہا! —  
اس نے اس انداز میں موضوع گفتگو بدلنے کی کوشش کی تھی کہ تنزیر  
بھی چپکا گیا تھا!

تنزیر کچھ نہ بولا! لیکن جیسے ہی وہاں سے جانے کے لئے مڑا عمران نے  
اس کا بازو پکڑ کر کہا!

"ارے کیا یہ نہی چپے جاؤ گے! میرے ساتھ ایک کپ کاٹی بھی نہ پھیر  
گے۔"

تنزیر اتنی دیر سے گلی میں کھڑے کھڑے کافی ٹھنڈا ہو گیا تھا اس لئے  
کانی کے نام پر اس کا ذہن اسے دھوکا دے گیا۔

"واہ۔۔۔ یار۔۔۔ نیکی لہو لہو پوچھو۔۔۔ تنزیر نے ہنس کر کہا!  
میں دراصل اور حسے گذرتے وقت ہمیشہ ہاتھ میں پتھر ضرور لے لیتا  
ہوں کیونکہ ایک بار میں ایک خوشنورنگا لٹھ پر حملہ کر چکا ہے!"

"مگر اتنی رات گئے تم کہاں چھٹکتے پھر رہے ہو۔"  
"یہ نہ پوچھو۔ میں تو اس ملازمت سے تنگ آ گیا ہوں۔"  
"کیوں۔۔۔؟"

"میں ٹھیک کہہ رہا ہوں اگر ہمارا چیف آفیسر تبدیل کیا گیا تو ہم سب  
استعفیٰ دے دیں گے۔"

"خیاں تو بڑا اچھا ہے۔۔۔ خیر تو۔۔۔!"  
"تنزیر! اس کے ساتھ چلنے لگا، ساتھ ہی وہ بڑبڑا بھی رہا تھا! اب یہی  
دیکھ کر خاندان اس وقت ڈیڑھ بج رہے ہوں گے کہ میں سڑکیں تاپتا پھر  
رہا ہوں! مکہ ہر سب کو شرمیں ایک ایسا بندہ تلاش کروں جس کی دم  
نیچے رنگ سے رنگی ہوئی ہو!"

"وہ۔۔۔ کیا کہنے۔۔۔ مجھے بھڑے ملے!" عمران نے خوش ہو کر کہا!  
"کیا تمہیں انیکو کچھ معاوضہ ہی دیتا ہے! تنزیر نے پوچھا!

”بیٹھی دھوئیں کے بغیر کسی کام میں اتھ ہی نہیں لگتا ہے۔“  
”بہت اچھا اصول ہے۔“

دو فیٹ میں پہنچ گئے! اور عمران نے کہا: ”تم بیٹھو! میں کافی لاتا ہوں۔“  
سات گتھ میں لوکر کر جگانا اچھا نہیں سمجھتا!“  
”اُدھر آگیا دیکھ گئے گی؟“

”قطعاً نہیں!“ کافی تو بالکل تیار ہے! بس گیا لے لایا! — عمران  
اُسے نشست کے کمرے میں بٹھا کر کہیں میں آیا اور باسی کافی میسرے رکھ

دئی! کافی گرم ہونے میں دیر نہیں لگی لیکن عمران سب سے پہلے اس  
کمرے میں آیا جس میں پرائیویٹ فون رہتا تھا! یہاں اس نے ایک لماری  
سے کسی قسم کا سفوف نکالا اور اس کی اچھی خاصی مقدار کافی کے کپ میں ڈال  
دئی! پھر کافی کا ایک کپ لئے ہوئے وہ نشست کے کمرے میں داخل ہوا۔  
”تم نہیں بیو گے۔“ تنویر نے اس کے اتھ میں ایک ہی کپ  
دیکھ کر کہا۔

”میں تو بس پی کر ہی باہر نکلتا تھا!“

”تنویر نے... بڑے پیار سے عمران کی طرف دیکھا... اور پھر تنویر  
پڑا کر کہ عمران کی شکل کسی نادار میوہ کی سی شکل آتی تھی! تنویر نے کافی کا ایک  
گھونٹ سے کر سگریٹ سلگایا اور آدھم کو کسی پینیم دمانہ ہو کر اس کا دھوئیں  
ٹانک سے نکالتا ہوا بولا! ”یار... عمران... اگر تم سے جھگڑا بھی ہوا  
ہے! لیکن اس کے باوجود وہی تم سے دشمنی رکھنے کو وہ نہیں چاہتا! پتہ  
نہیں کیوں... آہ! میں سمجھتا... شاید تم نے مذاقاً پتھر

پھینک کر اندر کر دیا تھا۔“ غم کیا...؟ وہ تیز انداز میں کھڑکی کے کٹے ہوئے  
شیشوں اور فرش پر پڑے دو سے پتھروں کی طرف دیکھنے لگا:

”عمران نے ایک ٹھنڈی سانس لی اور پھر نہ جلا کر دیا گیا!“

”اب سوچتا ہوں!“ تنویر نے کہا! ”کیوں نہیں یقین نہ آگیا ہو کہ پتھر میں  
لے ہی چکے تھے کیونکہ اُس وقت میرے اتھ میں ایک پتھر ہی تھا! لیکن

میں نے تمہیں سچی بات بتائی تھی۔ میرے خدا! اتفاقات —! آف فوہ! —  
کمال ہے یعنی اسی وقت یہ ضروری تھا کہ میں تمہیں اس گلی میں ملوں اور میرے  
اتھ میں پتھر ہو!“

”مجھے یقین ہے... پیارے... کہ تم نے غلط بات نہ کہی  
سوگی۔ میں بھی تم سے اتنی ہی محبت کرتا ہوں کہ میں نے تمہارے غم میں  
جمل مرنا لوں اگر کیا کر اس کافی رکھی سے شادی نہ کی جس نے میرے لئے رو  
دکر پتی دوسری آنکھ کا میسرہ بھی غری کر لیا تھا!“

”۱۱۔“ ”تنویر شرابیوں کے سے انداز میں ہنس! اُس کی ہلکی ہلکی  
سی غمزدگی تھیں اور کافی کا پیالہ ابھی آدھا ہی خالی ہوا تھا!

”تم ہنس سہو ہو پیارے! میں نے ایک دردناک بات کہی تھی!“  
عمران غمگین لہجے میں بولا!

”اس کافی رکھی کا نام جو لیانا انڈر ڈاٹر نہیں ہے!“ تنویر بدستور  
ہنستا رہا۔

”اگر وہ کافی ہو جائے تو میں اپنا نیکل تبدیل ہی کر سکتا ہوں!“  
”یعنی تم اس سے شادی کر لو گے!“ ایک بیک تنویر نے طعنے  
لگائے کہ! ”کیونکہ اب سفوف اپنا اثر دکھانے لگا تھا اور تنویر کی زبان میں پتھر

بھی پیدا ہو چکی تھی۔

اب گردہ کافی ہو جانے تو میں اس سے شادی کروں گا، تمہاری ایسی کی تمہاری  
تغیر کا یہ کاپی بیچ کر کھڑا ہو گیا اسے اب! "عمران آنکھیں پھاڑ کر بولا! "مجھے  
تو تم پیار کی باتیں کر رہے تھے! "میں پوچھتا ہوں اس کافی میں کیا تھا! "تغیر نے  
صلح پھاڑ کر تین تھنے کی کوشش کی گردہ صحت میں چسپ کر رہ گئی!  
"نمک تھا۔ پیار سے... کیا تم کافی میں نمک نہیں پیٹے! "عمران  
کی زبان میں اسے سرکاری نمک کہتے ہیں! "۔

کہنے۔ "تغیر گھونٹے تان کر عمران پر چھٹا! مگر عمران: "میں باب کھک گیا  
اور تغیر بڑی مزیدار! پھر میں نے مزیدار تھک کر اسٹے کی کوشش کی...  
لیکن اس کے اچھے بڑی طرح کا نب رہے تھے! آخر وہ ایک لمبی کرہ کے ساتھ  
جس میں رٹ چٹانگ تسم کی گھائیاں بھی شامل تھیں خوش پرومیر ہو گیا۔  
تغیر ہوش سوچا تھا! "دوسری طرف عمران کے "ایکٹو" والے لون کی گھنٹی  
بج رہی تھی۔

سادو بیچے جو لانا فٹروڈاٹرنے صفدر کی کال رسید کی۔ وہ کہہ رہا تھا! ہیلو...  
جولیا! یہ تم نے کس جگر میں چھنا دیا تھا!... وہ عمارت تو عورتوں کا سنسن معلوم  
ہوتا ہے! اس کے متعلق میں نے نہیں پوچھی! اطلاعات دی تھیں اب مجھے ان پر  
شبہ ہے! ممکن ہے وہ غلط رہی ہوں!  
"آخر کیوں!"

"پوری عمارت ویران پڑی ہے! کبھی ان کی کھڑکیوں میں روشنی کے جھماکے  
سے نظر آتے ہیں اور کبھی چمکناڑوں کی چٹینیں سنسنائی دیتی ہیں اور کبھی آؤں کی!  
"تو تم ڈر گئے ہو! "۔

"نہیں یہ بات نہیں ہے!... ظاہر ہے کہ میں ایسے بھی اس عمارت میں  
نہ گھس سکتا! اس کے متعلق مجھے ساری معلومات باہر ہی سے فراہم کرنی پڑیں  
میں تو یہ کہہ رہا ہوں کہ اگر میں یہ معلوم ہو جاتا، تو ہر تھا کہ ہم جس سلسلے میں  
یہ ساری معلومات فراہم کر رہے ہیں! اس طرح میں کوئی ایسا طریقہ اختیار کرتے  
کی کوشش کرتا... یعنی کو غائب! مجھ ہی گئی ہوگی!"

"تم کہاں سے بول رہے ہو...!" جولیا نے پوچھا! اُس کی پیشانی پر  
نٹکیں ابھرتی تھیں اور آنکھوں سے شبہ جھانک رہا تھا!  
"کوئینس روڈ کے چارلس سولے پورٹ سے!"  
"بڑا تانا ہو گا۔"

"تعلقی...!" صفدر نے ہنس کر کہا! "مگر تم یہ کیوں پوچھ رہی ہو؟  
"خود اچانک! اپر نکل کر اطمینان کو کو کوئی تمہاری انگلیوں تو نہیں رہا!"

ہر اب میں کچھ نہیں کہا گیا!۔۔۔ جو لیا نے صرف سلسلہ قطع ہونے کی ادارت کی  
گر پھر تین چار دن گزر جانے کے بعد بھی صنف نے دوبارہ رابطہ نہ قائم  
کیا تو اس کی تشریح بڑھ گئی!  
دوسرے ہی لمحہ میں اس نے ایکس ٹو کے نمبر ڈائیل کر کے اسے حالات سے  
آگاہ کیا۔

”ہوں۔۔۔ اتوی صنف۔۔۔ بعض اوقات خود کو زیادہ چالاک ہی ہر کرنے  
کے سلسلے میں غوث بھی کھا جاتا ہے! اچھی بات ہے۔ میں دیکھ لوں گا۔ مگر  
میں دو ایک منٹ بعد تمہیں پھر فون کروں گا!“ ایکس ٹو نے کہا اور سلسلہ  
منقطع کر دیا!

جو لیا نے ریسور کر ٹیل میں ڈاؤن دیا۔ اور اس کی دوسری کال کا انتظار  
کرنے لگی۔ اس کی نظر دیوار سے لگے ہوئے کلاک پر مچی! ٹیک تین منٹ  
بعد پھر فون کی گھنٹی بجی اور اس نے ریسور اٹھا لیا!“

”ہیں جو لیا ناغہ نہ ڈا۔۔۔“ وہ دوسری طرف سے ایک ٹو کی آواز آئی  
”خیر خبر کہاں جا رہا۔۔۔ میں نے ابھی اس کے نمبر ڈائیل کئے تھے!  
لیکن جواب نہیں ملا! حالانکہ ان دنوں میرے سخت ترین آرڈرز ہیں کہ کوئی بھی  
مجھے اطلاع دینے میں گھبرے نہ دیکھے! کیا اس نے تمہیں اطلاع دی تھی!“  
”نہ۔۔۔ نہیں جناب!“ جو لیا بھلائی۔

”جو لیا! ایکس ٹو کی طرف سے آواز نہ آئی پر رشتہ طاری کر دیا۔۔۔ اور  
میں نے اپنے ذہن پر بھی قابو پانا مشکل ہو گیا! اس سے زبان کو کچی ہی بات اگنی  
پڑی!“

”مم۔۔۔ میں مجبور تھی جناب۔۔۔ تنگ آگئی ہوں!“

”میرے پاس وقت نہیں ہے! کم سے کم انٹال میں بتاؤ!“ اس نے  
ایک ٹو کی غزابت سنی۔

”وہ اکثر سونے نہیں دیتا! دو بجے ہیں تو۔۔۔ تین بجے ہیں تو۔۔۔ خواہ مخواہ  
دنگ کرتا ہے۔۔۔ اور کتا ہے کہ اسے مینہ نہیں آ رہی۔۔۔ میں صاف  
چاہتی ہوں جناب!“

”کیا تم پاگل ہو گئی ہو۔۔۔ وہ تمہیں بگا دیتا ہے۔۔۔ اور تم مجھ سے صاف  
چاہتی ہو!“

”سش۔۔۔۔۔ نیٹے تو سوئی جناب! مجھ سے آج ایک ربرہ دست  
لفظی ہوئی ہے! میں نے آپ کی آڑ میں!“

”جو لیا۔۔۔“

”یہ سہرا!“ جو لیا کی مٹائی رک گئی۔ اس بار ایک ٹو کا لہجہ پہلے سے بھی  
زیادہ غیر متوازن تھا!

”تو تم نے اس سے یہ کہا تھا کہ وہ ایکس ٹو کے حکم کے مطابق عمران کے  
نیٹ پر پتھر اڑ کرے۔۔۔“

”پپ۔۔۔ پتھر اڑا۔۔۔ اسے جناب۔۔۔۔۔ مم۔۔۔ میں!“  
”یقیناً تمہارا دماغ خراب ہو گیا ہے!“ اچھا میں تمہیں صرف ایک منٹ  
کی صحت دیتا ہوں اپنے حواس درست کر لو۔۔۔ پھر گفتگو کرنا۔ اگر اس  
بار بھی تم نے ہلکا کر گفتگو کی یا بے چارہ اور عمل مجھے ادا کے تو تمہارا شہر  
اچھا نہیں ہو گا!“

جو لیا بڑی طرح ڈانپ رہی تھیں! ہم کاروش پہلے سے زیادہ ہو گیا تھا۔  
کیس کیس اس نے آواز سے رونا شروع کر دیا!۔۔۔ اور دقتی ہوئی ہوئی۔

وہ مجھے جید پریشان۔ پریشان کرتا ہے۔۔۔ جناب لیکن میں نے اس سے یہ نہیں کہا۔۔۔ بیچ۔۔۔ تھا۔۔۔ بیچ۔۔۔ کہ۔۔۔ وہ عمران کے ٹیٹ پر۔۔۔ بیچ پھرا کر سے۔۔۔ بیچ بیچ بیچ۔۔۔

”تم پہلے رونا بند کرو۔۔۔ پھر بات کرنا۔۔۔“ اس بار بھی ایکسٹو کے بچے میں جریا نے نرمی نہیں محسوس کی! اور پھر ایک بیک وہ اپنی اس کمزوری پر بڑی شفقت محسوس کرنے لگی!

”میں نے۔۔۔ تنویر سے پچھا پھرانے۔۔۔ کہ لے لے یہی مناسب سمجھا تھا۔ کہ آپ کی اولیٰ جاتے۔ اگر ایسا کرنا آپ کی دانت میں درست نہیں تھا تو میں ہر قسم کی سزا جھگڑنے کو تیار ہوں۔“

”میں بڑے چورم ہوں کہ تم نے اس سے کیا کہا تھا!“

”میں نے کہا تھا کہ آپ کے حکم کے مطابق وہ عمران کو رات بھر مرنے دے۔ مقصد یہ تھا کہ عمران اس کی مرمت کر دے۔!“

”آئندہ ایسا نہ ہونا چاہیے جریا!“ ایکسٹو غریبا! ”تم لوگ اپنے معاملات اپنی ذات تک محدود رکھا کرو۔ سمجھیں۔!“

”جی ہاں۔۔۔ اب ایسا نہیں ہوگا جناب!“

”اور اب یہ تمیں بیچ سے پہلے نہیں معلوم ہو سکے گا کہ عمران نے اس کی کیسی مرگت بنائی ہے! اگر تمہیں اپنی اس حرکت کا انجام دیکھنا ہو تو بیچ گرین اسٹریٹ کے مشرقی سرے پر چل جانا!“

”ایکسٹو نے سلسلہ منقطع کر دیا اور جریا! مسہری پر گر کر ڈپٹنے لگی!

ایک زیر و کوئٹس روڈ کے چوراہے پر بیچ کر کر گیا!۔۔۔ عمران نے اسے صفد کے متعلق بتا کر سب کچھ سمجھا دیا تھا! اور صفد سے طاقت جو جانے پر ایک زیر و کوئٹس ہی کا روٹ ادا کرنا تھا!

وہ ٹیفون بوتھ کی طرف بڑھا!۔۔۔ لیکن بوتھ خالی تھا!۔۔۔ وہ بوتھ میں گھس گیا اور وہ واڑہ بند کر کے ٹائڈز نکالی! فوراً اس کی نظر کاغذ کے ایک ٹکڑے پر پڑی جو ریسیور کے کپ میں چنسا ہوا تھا! اس نے اسے نکال لیا۔! کاغذ پر تحریر تھا۔

”میں ایک آدمی کا تعاقب کر رہا ہوں۔“

یہ صفد بیچ حرم کا پیالہ لاک ہے۔۔۔ ایک زیر و نے سوچا۔

اب وہ بوتھ سے نکل آیا تھا!۔۔۔ وہ پھر اپنی کاریں آئیٹھا!۔۔۔ چونکہ صفد سے طاقت جو جانے کی صورت میں اسے ایکسٹو کا روٹ ادا کرنا تھا۔ اس نے اس کے چہرے پر سیاہ نقاب بھی موجود تھا۔ جسے چھپالے کے لئے اس نے اور کوٹ کا لاکر کھڑا کر لیا تھا اور ٹسٹ ہیٹ کا گوشہ پیت نی پر جھکا یا تھا!۔۔۔

کارکٹس روڈ کی اٹھارویں عمارت کی طرف روانہ ہو گئی!۔۔۔ لیکن وہ عمارت تو بالکل تکیہ پڑی تھی کسی رنگ کی سی روشنی بھی نہیں نظر آتی۔

یہاں کی عمارتیں ایک دوسری سے کچھ نامی پر تھیں اور شاید ہی کوئی ایسی عمارت  
مہرے ہو جس میں پائین باغ نہ رہا ہو۔۔۔ ایک زیر دہنے اپنی کلر ٹھاروں  
عمارت کے برابر لگی میں موڑ دی۔۔۔ اور اسے عمارت کی پشت پر ملے  
آیا، دفعتاً بیڈ لائٹس کی روشنی میں چار آدمیوں پر پڑی جو جانوروں کی طرح لڑنے  
تھے۔ لیکن اسے خاموش ہنگامہ ہی کہا جاسکے کیونکہ ان میں سے کسی کے بھی حق  
سے آواز نہیں نکل رہی تھی۔ ان میں ایک زیر دہ کو صفحہ کی جھلک بھی نظر آئی!  
روشنی پڑنے ہی چہروں منتشر ہو گئے تھے اور ایک زیر دہ لڑکوں پر چڑھا لے گیا اور  
پھر ان کے قریب پہنچ کر انہیں بستہ کر دیا۔

”خبردار جو اس جگہ! وہیں ٹھہرے!“ اس نے ایک ٹوک کی آواز کی نقل کی۔  
”میرے ہاتھ میں ریو اور ہے اور تم سب اس کی زد پر ہو!“  
دوسروں کے ساتھ ہی مقدس نے بھی ہاتھ اٹھا دیے! لیکن ٹھیک اسی وقت  
عمارت کے کسی گوشے سے ایک پتھر آکر ایک زیر دہ کے اس ہاتھ پر لگا جس  
میں ریو اور تھا۔

ریو اور دور جا پڑا۔۔۔ اور ایک زیر دہ نے کار سے باہر چھلانگ  
لگا کر ریو اور پر دوبارہ قبضہ کرنے کی کوشش کی لیکن وہ تینوں اس پر آڑے  
۔۔۔ صفحہ پتہ نہیں کس الجھن میں تھا کہ ایک ٹوک کی آواز نہیں پہچان سکا ورنہ  
ایک زیر دہ تو اس کی آواز کا بہت ہی کامیاب نکل تھا۔

ایک زیر دہ نے جب کہ ان تینوں کا مقابلہ کیا! لیکن اب وہ بھی خاموش  
ہو گیا تھا! صفحہ ٹھوڑی دیر تک تو الگ کھڑا رہا مگر پھر ایک بیک وہ بھی  
اس بڑی میں شریک ہو گیا! پتہ نہیں معاملات کی نوعیت اس کی سمجھ میں  
آگئی تھی یا چونکہ کچھ دیر پہلے وہ ان تینوں سے بھڑا رہا تھا۔ اس نے اب

اب پھر موقع غنیمت جان کر دوبارہ ان پر ٹوٹ پڑا تھا!  
نراسی دیر میں وہ تینوں جھانک نکلے! لیکن عمارت سے پھر کسی قسم کی  
دفع اندازی نہیں ہوئی! ایک زیر دہ اور صفحہ بھاگنے والوں کے  
پیچھے دوڑے۔۔۔ مگر یہاں اندھیرا تھا!۔۔۔ وہ دوبارہ دور نہیں گئے  
تھے کہ انہوں نے کار اشارت ہونے کی آواز سنی!

وہ رک کر مڑے۔ کوئی ایک زیر دہ کی کار اڑے جانے کی ٹھہری تھا  
ایک زیر دہ پھٹ پڑا۔ صفحہ نے بھی اسی کا ساتھ دیا! شاید اس نے بھی ایک  
یہ نہیں سوچا تھا کہ وہ بھی انہیں لوگوں میں سے کوئی ہو گا! مگر چونکہ دونوں  
ایک دشن کے خلاف لڑ چکے تھے اس لیے غیر شعور ہی طور پر صفحہ اس  
نامعلوم آدمی کے لئے اپنا نیت ہی محسوس کرنے لگا تھا!  
کار کچھ دور چل کر رک گئی تھی اور وہ دونوں کسی دھڑکتے ہوئے آدمی کے  
تدوین کی آوازیں سن رہے تھے!

”دھوکا۔۔۔!“ ایک زیر دہ ٹوٹ پڑا! وہ دونوں کار کے قریب  
پہنچ گئے تھے! ایک زیر دہ کی کار خالی تھی! لیکن انجن بستہ نہیں کیا  
گیا تھا!

”اوہ۔۔۔ یہ اسی لئے کیا گیا تھا کہ ہم ان کا متقبہ کر سکیں!“ صفحہ  
نے کہا!

”آؤ بیٹھو!“ ایک زیر دہ نے پھر ایسے ٹوک سے انداز میں کہا۔

”ارے۔۔۔ آپ ہیں“ صفحہ ایک بیک اچھل پڑا۔

ایک زیر دہ ہنس کر لڑا! ”اب پہچاننا ہے تم نے۔!“

”جی ہاں۔۔۔ جناب! میں نہیں پہچان سکا تھا!“

”غیر چھوڑو۔ آؤ اچھے بیٹھ جاؤ!“

مسند پر پھلی سیٹ پر بیٹھ گیا اور کاجل پڑی۔

”تغائب کا خیال رکھنا!“ بیک زیر و نہ کما!“ یہ لوگ کافی چالاک

معلوم ہوتے ہیں!“

”میں دیکھ رہا ہوں جناب! جی ہاں! یہ لوگ کافی چالاک ہیں۔ غالباً یہ مجھے بھڑانا چاہتے ہیں! میں نے کراٹک کے بوتھ سے جویا کو نوٹ لیا تھا۔ اسی کے خیال دلانے پر میں نے آہستہ سے بوتھ کا دروازہ کھولی کر دیکھا۔ حقیقتاً ایک آدمی باہر دروازہ کے سامنے ہی موجود تھا۔ . . مجھے دروازہ کھولتے دیکھ کر وہ آگے بڑھ گیا! چونکہ جویا کو تدرتی طور پر میری دوسری کال کا انتظار ہوتا، لیکن کال نہ ہونے پر وہ لازمی طور پر کسی نہ کسی کو اس بوتھ کی طرف بھیجتا، اس لئے میں نے یہی مناسب سمجھا کہ اس دلی کا تغائب شروع کرے سے پہلے کوئی تحریر بوتھ میں چھوڑ دوں جس سے میری تلاش میں دہان آنے والوں کو حالات کا علم ہو جائے اور انہیں تشویش میں نہ مبتلا ہونا پڑے۔ . . وہ آدمی بہت آہستہ آہستہ ہتھ کوئٹس روڈ پر چل رہا تھا اس لئے مجھے وہاں تحریر چھوڑنے کا موقع مل گیا! . . . وہ آدمی اٹھارویں عمارت کے برابر دہان کی گلی میں گڑ گیا تھا! لیکن جیسے ہی میں عمارت کی پشت پر پہنچا وہ آدمی مجھ پر ٹوٹ پڑا۔ . . اور پھر وہ میری سیٹ پر . . . اب میری سمجھ میں آیا کہ میرے لئے واسطے چر ہے وہاں تیار کیا گیا تھا!“

”خیر ختم کر دیا۔“ بیک زیر و نہ بھیتیت ایسٹ ٹو کما!“ تم نے حوالہ دیا کہ کافی جلد وجہ کی ہے۔ اب یہ اتفاقات ہی تو ہیں! دیکھو میں بھی

دھڑکا کھا گیا، یہ بات فوراً ہی سمجھ میں نہیں آئی کہ کارٹا اسے جانے دانی دھکی محض اسی مذہب کی کہ ان جگہ گئے ہمے آدمیوں کا تغائب نہ کیا جائے۔ . . آؤ۔ . . دیکھو مجھے نظر رکھنا!۔

”میں دیکھ رہا ہوں جناب!“

”تم دونوں گئے ہو!“ دفعتاً مسند کے پیروں کے پاس سے آواز آئی، ”دفعہ۔ اچھل پڑا۔“ دوسرے ہی لمحے میں اس کے دونوں ہاتھ جیسوں میں چلے گئے ایک ریڈیو کے دستے پر پڑا اور دوسرا مارا جیو یکن مارا جیو کی روشنی میں اس نے اپنے پیروں کے پاس جڑ کچھ بھی دیکھا وہ ناقابل یقین تھا! ایک دو باشت کا برتنہ پتھر چڑا تھا پیر پھینک رہا تھا اور اس کی آنکھیں بنی کی آنکھوں کی طرح چمک رہی تھیں!

دفعتاً اس کے ہونٹ چلے اور کسی بالغ مرد کی سی آواز آئی: ”میں پاریا کا باشندہ ہوں۔ . . پاریا جاتے تم لوگ نہہر سکتے ہو!۔ . . میرے تین دوستوں کو ابھی ابھی تم لوگ کافی پریشان کر چکے ہو۔ . . میں تمہیں تنبیہ کرتا ہوں کہ اس پتھر میں نہ پڑو۔ ورنہ تم تمہارے اس سیانے سے پیانی کو بچے تم نہیں کہتے ہو ریزہ ریزہ کر دیں گے۔

بیک زیر و نہ کار و کہ کر اندر کا لب روشن کر دیا! اور اس عجیب و غریب بچے کو آنکھیں پھاڑ چھاؤں کر دیکھنے لگا

خبر کو مل گئی ہوا، اپنی ان حرکتوں سے باز آؤ اور اس بڑے سے کہو کہ یہ بیٹ کو اپنی سپن فرمٹ میں مندر میں ڈال دے! اس طرح مندر کی پس مندر بچے کے گئی۔ ورنہ پیاسا مندر تمہاری لیتوں پر چڑھ دڑے گا اور یہ سیارہ ریامی . . . اس طرح اس غم غم میں ریزہ ریزہ ہو جائے گا۔

جیسے پانی کا بلند چتر زردن میں ٹوٹ جاتا ہے اور اس کا نشان بھی نہیں ملتا ہے  
ایک زیر داور صفر نے ایک دوسرے کو دیکھا اور پھر اس حیرت انگیز  
بچے کی طرف دیکھنے لگے۔

”اب مجھے اٹھاؤ۔ اور گاڑی سے باہر چیک دوا“ بچے نے کہا۔  
”وہ نرم دونوں اس گاڑی سمیت فاجو جاؤ گے۔۔۔ میری زندگی  
اب صرف دو منٹ کی ہے!“

صفر نے بالکل خبیثی طور پر اسے گردن سے پکڑ کر اٹھایا اور پوری  
وقت سے باہر چیک دیا اور وہ کافی فاصلہ پر گرا۔۔۔ تین گرتے ہی ایک  
کان پھاڑ دینے والا دھماکا ہوا۔۔۔ اور ایسی ہی چمک نظر آتی جیسے  
گرا ہوا۔ عمارتوں کی کھڑکیاں روشن ہوتی چلی گئیں اور لوگوں کی بدحواسی  
کی چیخیں سنائی دینے لگیں!

”اب کھکو میاں سے!“ ایک زیر و نہ نے کہا اور نہ کسی نے مصیبت  
کا سامنا کرنا چاہے گا۔“ کا فراتے بھرتی ہوئی آگے بڑھ گئی۔

جمع ہو رہی تھی! عمران کی آنکھیں بوجھ تھیں اور وہ فون پر جھکا ہوا کہ  
رہا تھا ایک زیر و نہ کہیں اترتا رہا دماغ کو تراب نہیں ہو گیا یا تم بچہ لی رت  
عظیم ہوشربا کی ساتویں صد پڑھتے رہے ہو یا جمع ہوتے ہوتے آنکھ لگ  
جانے پر خواب میں مجھو لہنے بلاتو نظر نہیں آتے!“

”یقین فرمائیے جناب! میں تمنا نہیں تھا! صفر بھی تھا میرے ساتھ  
اس پر تو آپ کو بے حد اعتماد ہے!“

”تم ڈر ہو بالکل! اس سے بھلا میں کیسے پوچھ سکتا ہوں جب کہ تم کھکی  
رات ایکٹو کارول اوکر سہتے ہے!“

”عمران صاحب کی حیثیت سے پوچھ لیجئے!“

”اچھا۔۔۔ میں نے یقین کر لیا!“ عمران نے ایک طویل سانس لی!

”مگر جناب! میں خود جی حیرت میں ہوں کہ وہ بچہ کیا تھا! سیارہ کیا

ہوا ہے۔ سیارہ کی کس چٹیا کا نام ہے! اس نے کہا تھا۔۔۔ جی ہاں نہرہ ہی

کہا تھا! یعنی وہ نہرہ کا باشندہ تھا۔ اس کا مطلب یہ ہوا کہ نہرہ والوں

نے اپنے سیارے کو سیارہ کا نام دے رکھا ہے!“

”کیا فضل بھرا اس شروع کردی تم نے! ارے ڈرو کہ کسی قسم کا ٹریفک حادثہ ہوگا“

”میں نہیں ڈاؤں گا۔ بہرگز نہیں!“ ایک زیر و نہ نے کہا۔ صفر کا

بیان ہے کہ اس کے ہاتھ میں گرم گرم گشت ہی تھا! اس نے اُسے



گردن سے پکڑ کر اٹھایا تھا اور اس وقت بھی وہ بچوں کی طرح ہاتھ پیر ہلکے رہتا تھا۔

"پاشک کے جتنے کپٹے کھینچا کرتے ہیں وہ نہیں گزشت ہی گوشت معلوم ہوں گے۔"

"مگر آپ انہیں زندگی نہیں بخش سکتے۔" بیک نے زبردستی ناخوشگوار لہجے میں کہا۔

"اس شین دور میں یہ ممکن نہیں ہے! تم اسے زندگی نہیں کہہ سکتے! وہ کسی قسم کا مینڈم ہی رہا ہوگا۔ یہ مضمحل سیاروں کا دور ہے بیک زیرو! کیا کبھی تمہارے دہم میں بھی یہ بات تھی کہ آدمی کے بناتے ہوئے سیارے زمین کے گرد بکری گھاس گئے۔"

"آپ کچھ ہی کہتے! مگر۔۔۔"

"تم یقین نہیں ہو سکتے گے، دیکھو۔۔۔ وہ تو صرف بچہ تھا اور کافی گراؤں واقع ہوتے ہیں تمہیں اٹھا کر جھٹکا ہوں لیکن اگر دھماکہ نہ ہوتا تو میں قتل ہی کر دوں گا!"

"میں نہیں سمجھا!"

"شاید اسی دھماکے کے ساتھ تمہاری تقدیر بھی چھوٹ چکی ہے۔ عقل کو اپنی جگہ پر لاؤ ورنہ میں کوئی دوسرا قدم اٹھاؤں گا!"

"ولیے آپ رات کو دن کہیں تب بھی مجھے اس سے انکار نہیں ہوگا!" بیک زیرو نے جھپٹے لہجے میں کہا۔

"ایڈیٹ!" عمران نے کہا اور سلسلہ منقطع کر دیا!

کچھ دیر بعد سر سلطان کے نمبر ڈائریل کر رہا تھا!

اسے کچھ دیر انتظار بھی کرنا پڑا کیونکہ سر سلطان باقہ روم میں تھے! تقریباً دس منٹ بعد وہ ان سے گفتگو کر نکلا!

"آپ نے کیا کیا؟" عمران نے پوچھا!

"اوہ۔۔۔! رحمان صاحب نے پہلی رات خود ہی فون کیا تھا! میں نے انہیں سمجھا دیا ہے کہ وہ تم سے نہ الجھیں اور وہ ٹیکسی ڈرائیور ان کے حوالے نہیں کیا جاسکتا کیونکہ سیکرٹ سروس والوں نے اُسے کسی مسئلے پر پوچھ کر پکڑنے کے لئے روک لیا ہے۔ اور تم آج کل سیکرٹ سروس والوں کے لئے کام کر رہے ہو۔"

"سرخ ڈبلے کا تذکرہ آیا تھا!" عمران نے پوچھا!

"ہاں لیکن انہوں نے اس کے متعلق کچھ بھی بتایا! یہی کہتے رہے کہ وہ ان کا ایک نئی معاملہ ہے۔"

"اُس ڈبلے کے لئے بہتر سے ناکردہ گناہ بھی برباد ہو سکتے ہیں!" اسکی مطلب۔۔۔"

عمران نے پچھلی رات کی داستان میں دھن دھرا دی!

"نہیں۔۔۔! عمران تم نشے میں تو نہیں ہو!"

"آپ جانتے ہیں کہ نشے سے مجھے دلچسپی نہیں ہے!"

"پھر یہ کیا بکواس سنی!۔۔۔"

"حقیقت سنی۔۔۔ اور اس کی تصدیق اس طرح ہو سکتی ہے کہ

دولت بنگر کے لشکروں سے اس دھماکے کے متعلق پوچھا جائے!"

"آہ۔۔۔! عجب رویہ! یہ واقعہ دولت بنگر ہی میں پیش آیا تھا!"

"جی ہاں۔۔۔"

”باپ بیٹوں کے جھگڑنے پر سے لئے بڑے تکلیف دہ ہوتے ہیں!“  
 ”اس لئے آپ خیال رکھیے کہ شفیع باپ ہوتا اولاد کی بستی کے لئے بہت  
 ضروری ہے!“

”ارے تم مجھے تعلیم دینے بیٹھے ہو!“ سر سلطان نے عجیبے لہجے میں کہا!  
 ”اگیا حقہ۔۔۔ اسی کو ان کہتے ہیں جناب اور یہی چیز بچوں کو تباہ کر دیتی  
 ہے۔ اگر کسی بچے کا مشورہ آپ کے ذاتی تجربات پر جاری ہو تو اسے خود بھی  
 نزلے کی کوشش کیجئے! اُسے روک کے آپ بچے کو غلط راہوں پر ڈال دیتے  
 ہیں!“

”میں نے ابھی ناشتہ نہیں کیا! صبح ہی صبح مجھ سے جھگڑا نہ کرو! سر سلطان  
 نے خفت آمیز ہنسی کے ساتھ کہا۔

”اچھی بات ہے جناب! براہ کرم اُس ڈبلے۔۔۔“  
 ”میں اتھائی کوشش کروں گا۔“ سر سلطان نے کہا اور عمران نے  
 سلسلہ منقطع کر دیا۔

”تب پھر مجھے اس دھماکے کی اطلاع مل چکی ہے! مگر عمران تمہاری کمائی پر  
 یقین کرنے کو دل نہیں چاہتا!“

”بھئی بات ہے تو اب میں بھی اتھ پر اتھ رکھ رکھ کر ٹیڈیوں کا لیکن۔۔۔“  
 اس کی ذمہ داری کس پر ہوگی! — آپ ڈیڈی کو مجبور کیجئے کہ وہ اس پیکٹ  
 کا ڈانڈا ہر کر دیں۔ آپ انہیں مجبور کر سکتے ہیں کیونکہ جس چیز سے نقص اس کا فخر  
 ہو اُسے نئی قرار دے کر قانون کی زد سے نہیں بچایا جاسکتا!“

”ان! میں اسے تسلیم کرتا ہوں مگر تمہاری کمائی — سوال یہ ہے کہ اگر  
 یہ کمائی محض اُس ڈبلے کے متعلق معلومات حاصل کرنے کے لئے ہی گھڑی  
 گئی ہو تو۔۔۔“

”تب بھی یہ کوئی ایسی بُری بات نہ ہوگی کیونکہ میری نیکی ملتی ہے آپ  
 شہر نہیں کر سکتے۔ ظاہر ہے کہ میں ایک جھگڑے کو ختم کر کے کس لئے ایسا کر  
 رہا ہوں۔ اور یہ تو آپ جلد ہی دیکھ لیں گے کہ اس کمائی میں کتنی حقیقت  
 تھی!“

”تمہارا کیا خیال ہے — اُس ڈبلے میں کیا ہوگا۔۔۔“  
 ”اگر مجھے یہی معلوم ہوتا تو اب کو کیوں تکلیف دیتا! اور پھر یہ ڈیڈی کا  
 معاملہ ہے۔ اسی سے آپ کو تکلیف دی جا رہی ہے ورنہ ایسے معمولی کام اپنے  
 آتمائی کہ ستم کے آتھوں سے لے لیتا ہوں میں نہیں چاہتا کہ ڈیڈی  
 کی شان میں مجھ سے کوئی گستاخی ہو جائے!“

”بڑے سعادت مند نظر آرہے ہو آج کل!“  
 ”ہمیشہ سے ہوں جناب، مگر انہیں کیا بڑی ہے کہ مجھے کی کوشش  
 کریں۔ ان کی قیمت گوشت پرست کے آدمیوں سے زیادہ ہے۔“

تغیر ہو کر اٹھ بیٹھا کیونکہ اس نے کسی عورت کی چٹیں سنی تھیں! اور انھیں  
کھلتے ہی اسے شدید ترین بدبو کا بھی احساس ہوا تھا! وہ اچھل کر کھڑا ہو گیا!...  
ایک بڑی عورت قریب ہی کھڑی دنیا کی اندازیں جج رہی تھی!

”لاش... لاش...“

لوگ چاروں طرف سے دوڑ پڑے! اور تغیر نے محسوس کیا کہ وہ متحرک  
کے کنارے ایک ایسے بڑے ڈوم میں کھڑا ہوا ہے جس میں لوگ کڑا کرکٹ  
اور فٹ بال کھیل رہے ہیں۔

اچانک وہ آٹا نزد دس ہو گیا تھا کہ ڈوم سے باہر نکلا۔ جی جوں گیا۔  
فدوت کے ڈوم کے گرد میٹر آٹھی پرگتی تھی! اور لوگ تغیر سے استفادہ  
کر رہے تھے!... لیکن تغیر کی سمجھ میں نہیں آ رہا تھا کہ وہ کیا جواب دے...  
اگر وہ بیلے کھیلے اور گھٹیا تم کے لباس میں ہوتا تو سچے بیلے کے شرایوں کی سی  
حرکتیں کرنے کی کوشش کرتا... مگر وہ تو بہترین قسم کے سوٹ میں تھا...  
اور عورت سے بھی کسی بڑی پوزیشن کا آدمی معلوم ہوا تھا!

اس کی بوکھلاہٹ پر لوگوں کا اضطراب اور زیادہ بڑھ رہا تھا! وہ  
جلد سے جلد اس کے متعلق معلوم کرنا چاہتے تھے!

دن کا ایک سفید نام غیر ملکی بیڑا ہٹا ہوا... ڈوم کے قریب آیا!  
”قرب!“ اس نے تغیر کا ہاتھ پکڑ کر کہا! ”تم پریشان معلوم ہوتے ہو!“  
اس وقت تغیر کو یہ آدمی رحمت کا رشتہ ہی معلوم ہوا... وہ ڈوم  
سے باہر کود آیا! لوگ ادھر ادھر منتشر ہو گئے!... کیونکہ غیر ملکی نے

بڑے چھپتے لمبے میں انہیں ڈانٹا تھا!

تغیر خاموش سے اس کے ساتھ بھاڑا۔ اس کا ہاتھ ابھی تک مفید قام  
ابھی کے ہاتھ میں تھا۔ وہ اسے ایک شاندار کینڈلاک کے قریب لایا اور گلی  
میٹ کا دروازہ کھولا ہوا انگریزی میں بولا!  
”بیٹھ جاؤ!“

لیکن تغیر کو اس کا لہجہ انگریزوں کا سانس نہیں معلوم ہوا تھا! وہ کار  
میں بیٹھ گیا! اور ابھی دوسری طرف سے ایئرنگ کے سامنے آ بیٹھا!  
کار چل پڑی!

”تم مجھے کوئی شریف اور اچھے خاندان کے آدمی معلوم ہوتے ہو!“  
اس نے ہمدردانہ لہجہ میں کہا!

”ایسی حالت میں کیا کہوں!“ تغیر بھارتی ہونے کا دوازیں بولا! وہ سوت  
رہا تھا کہ اسے کیا بتائے گا! دیسے وہ اس کا نمونہ ضرور تھا۔ کیونکہ اس نے  
مستے ایک بہت بڑی الجھن سے نجات دلانی تھی۔  
”میں نہیں سمجھ سکتا کہ تم کن حالات سے دوچار ہو! مجھے تم سے بے حد  
ہمدردی ہے۔!“

”میں... اب...“ فانی... سوتیل مان کے نظام کا شکار ہو رہا تغیر  
بکھلایا۔ مگر اس بیہ ختم قسم کے بیوٹ پر تغیر کو نہ امت بھی ہونی! ایسے  
مجموعہ طبعی غیر ارادی طور پر اس کی زبان سے نکلا تھا! اب اگر وہ اب اس کی تفریح  
کے کتاب بھی مزید نجات کا سامنا کرنا پڑتا! لہذا وہ اپنے اسی بیان کو طوں دینے  
کی کوشش کرنے لگا!

”میرا آپ بہت مالدار ہے!... اب پتی سمجھ لو!“ دور میں



عمران نے فون کا ریسورٹ لٹایا اور دوسری طرف سے اُس نے اپنے باپ  
 رحمان صاحب کی آواز سنی!  
 ”یہاں آفس میں آیا تو۔۔۔“ انہوں نے کہا۔۔۔ لیکن عمران افسانہ نہ  
 کر سکا کہ آواز میں جتنی تھکا ہوا لہری۔۔۔ یا چہرہ ہر قسم کے جذبات سے  
 غاری ہی تھی!  
 ”کیوں ہے؟“  
 ”تم سے کچھ گفتگو کرتی ہے۔۔۔!“  
 ”میں کھنکھام آپ سے مل کر نہیں بگاڑنا پتا اگر بات کیا ہے!  
 اشارہ ہی بتائیے!“  
 ”کچھ نہیں! تم میرے پاس آؤ!“  
 ”رات کو گھر آؤں گا! ورنہ دُرا سی ہمارا تیلی فون بھی مجھے موت کے منہ میں  
 لے جاتے گی!“  
 ”تم دولت تنگدولے دھماکے کے متعلق کیا جانتے ہو!“  
 ”میں نے سنا تھا کہ دھماکہ ہوا تھا بس!“  
 ”مگر سر سلطان۔۔۔!“  
 ”کسی کا نام نہ بیچئے!۔۔۔ میں رات ہی کو آپ سے مل سکوں گا!“  
 ”اچھی بات ہے!“ دوسری طرف سے نرم لہجے میں کہا گیا! سلسلہ متعلق  
 ہو چکا تھا!

عمران نے ریسورٹ رکھ دیا!۔۔۔  
 وہ بیٹھنے بھی نہیں پایا تھا کہ سلمان نے پرائیویٹ فون پر کال کی اطلاع  
 دی! وہ اٹھ کر دوسرے کمرے میں آیا!۔۔۔ فون پر دوسری طرف بولیا تا تیز رفتاری  
 ”ایک بہت ہی خاص قسم کی اطلاع ہے جناب! اس کے عیوض آپ  
 مجھے مدد کر دیں گے!“  
 ”ہوں۔۔۔ کہو!“  
 ”میں آج صبح آپ کے بتائے ہوئے مقام پر گئی تھی۔ وہاں میں نے غویہ  
 گرفتار کر کے ایک ڈرم میں کھڑا کیا! اس کے گرد بیڑا کھینچا تھا!“  
 ”اور وہ بے حد خوش نظر آتا ہوگا!“  
 ”ہاں!۔۔۔ بے حد۔۔۔“ بولیا منس پڑی۔۔۔  
 ”پہلے بات ختم کرو!“ عمران بحیثیت ایکس ڈیٹر آیا!  
 ”جی ہاں!۔۔۔ اُسے وہاں سے ایک سفید فام غیر ملکی اپنی کار میں  
 لے گیا ہے!“  
 ”کہاں لے گیا ہے؟“  
 ”کوئٹہ روڈ کی انٹار دیں عمارت میں۔!“  
 ”تم خواب تو نہیں دیکھ رہی!“  
 ”بہد کی خنیش سے ثابت ہوا ہے کہ وہ پوڑھا ہفت ڈریک ہی تھا!“  
 ”تمیں یقین ہے کہ وہ غویہ ہی تھا!“  
 ”آپ کو علم ہی ہوگا کہ عمران نے اسے کہاں ڈالا تھا!“  
 ”اں!۔۔۔ ٹھیک ہے پچھلی رات غویہ پر پوریش ہو گیا تھا۔۔۔ اور  
 عمران اسے کوڑا کرکٹ کے ایک ٹپ میں چپکے آیا تھا!“

”جی ہاں۔۔۔ اور ہف ڈریک اسی ٹب سے اس کو نکال کر ساتھ لے گیا ہے۔“  
 ”اے وقت اُس عمارت کی نگرانی کرن کر رہا ہے!“  
 ”غادر۔!“

”تو یہی پھر لاش ماش بچتی ہوئی جاگ کھڑی ہوئی تھی!“  
 ”۔۔۔ اس لئے میں نے یہی اندازہ لگایا کہ ہف ڈریک اور تنویر کی طاقت  
 محض تغایر ہی ہو سکتی ہے یا پھر ہم لوگ اس کی نظروں سے پوشیدہ ہی  
 نہ ہوں! یعنی وہ یہ جانتا ہو کہ تنویر سیکرٹ سروس سے تعلق رکھتا ہے!  
 اسی لئے میں نے آپ کو اطلاع دینے بغیر ہی مقدر کر اس کے متعلق ہدایت  
 دے دی تھی۔!“

”دولت نگر کے دھماکے کے متعلق تم کیا جانتی ہو!“  
 ”اوہ۔۔۔ وہ پراسرار دھماکہ۔۔۔ اُس سے دہان کی درجنوں عمارتیں  
 کریک ہو گئی ہیں اور زمین پر ایک جگہ ایک فار سا پایا گیا ہے جس کے گرد  
 جھینے کے نشانات ہیں!“  
 ”اور۔۔۔ کچھ۔۔۔!“

”دھماکے کے اسباب ابھی تک نہیں معلوم ہو سکے! اہلین کا متفقہ فیہ  
 ہے کہ وہ کسی قسم کا کام نہیں تھا۔ تھیں غیر مادہ کے متعلق وہ بالکل خاموش ہیں!  
 ابھی تک نہیں بتا سکے کہ اس آتش بازی سے کی نوعیت کیا تھی!“  
 ”گڈ۔۔۔ تمہارا کام اطمینان بخش ہے!“

”جناب کا بہت بہت شکریہ۔۔۔ مگر کیا آپ نے مجھے ابھی تک معاف  
 نہیں کیا!“

”مگر دیا!“ عمران نے نرم لہجے میں کہا ”مگر آئندہ خیال ہے کہ آپس کے  
 معاملات میں میری آڑ کبھی نہ لیتا۔ اب مجھے دیکھنا ہے کہ تنویر پر کیا گزری۔“  
 ”مقدر پیسے ہی سے فکر میں ہے! میں اُسے تنویر کے متعلق ہدایت دے

چکی ہوں۔ میں بھی سوچتی کہ تنویر آپ کی کیا پیرا اُس عمارت میں داخل ہوا  
 ہے۔ لیکن تنویر کی حالت سے یہ نہیں ظاہر ہو رہا تھا۔ وہ بہت پریشان ہو  
 کھڑا تھا اور پھر میں نے اُسے ٹب سے بھی برآمد ہوتے  
 دیکھا تھا! اس سے پہلے ایک بوڑھی عورت اس ٹب میں کھڑا پھینکنے لگی۔

”گڈ۔۔۔! میں ہی چاہتا ہوں کہ تم لوگوں میں خود اعتمادی پیدا ہو۔۔۔  
 اب میں نے تمہیں بالکل معاف کر دیا!  
 ویسے تمہاری یہ حرکت دلچسپ مزور تھی! عمران رُی طرح برکھدا گیا تھا!  
 عمران ایکس ٹری آڈائن میں ہنسا۔۔۔ پھر بولا!  
 ”اب۔۔۔ تمہیں کیا کرنا ہے۔۔۔!“  
 ”مفسد سے جو کچھ مجھے معلوم ہوگا۔ اس سے آپ کو آگاہ کر دوں گی، وہ  
 آج کسی نہ کسی طرح اُس عمارت میں داخل ہو جائے گا!“  
 ”مجھے یقین ہے! وہ بہت چالاک ہے! مجھے اپنے بعض ماتحتوں پر  
 غر ہے۔“

”عمران نے سلسلہ متعلق کر دیا!  
 کچھ دیر بعد وہ باہر جانے کے لئے لباس تبدیل کر رہا تھا! نیچے آکر اس نے  
 کار سنبھال اور اس طرف چل پڑا۔“

”جولیا تم مجھے وہ قصہ بتاتی جا رہی ہو!“ عمران نے کہا: ”نیکو  
کیا تخیروں سے نکل آتا پتا ہے!“

”صفر کا بیان ہے کہ وہ بے حد اکتیا ہوا نظر آتا ہے!“  
عمران نے اس پر کچھ نہیں کہا۔ توڑے توڑے کے ساتھ اُس نے اُسے  
ایک نرے کے ذریعہ بتا کر کہا: ”اب مجھے اس نمبر پر رنگ کرنا!“  
”بہت بہتر جناب!“

عمران نے سسرہ منقطع کر دیا:۔۔۔

آج رات اُسے بے حد مشغول رہا تھا اسی لئے اس نے جولیا کو میکینے  
کے نمبر بتا دیے تھے۔ وہ بحیثیت ایکٹر جولیا کی کالیں ریسید کر کے ادا کرتے  
نوٹ کرتا تھا اور پھر جب بھی موقع ملتا عمران براہ رست اس سے  
ملاقات حاصل کر لیتا۔

وہ ساؤنڈ پروف فرسے میں واپس آیا جہاں ٹیکسی ڈرائیور قید تھا!

”کیوں۔۔۔ کیا تم خاموش رہ رہو گے۔“ عمران غصا ہوا۔

”میں کچھ نہیں جانتا جناب! اُس کے علاوہ کچھ آپ کو پتہ ہی پتا چکا  
ہوگا!“

”تم بہت ڈریک کو بھی نہیں جانتے۔۔۔!“

”بہت ڈریک! وہ آہستہ سے بڑھ گیا! پھر عمران نے اس کے  
چہرے کی رنگت زرد ہوتے دیکھی! اُس کی آنکھوں سے خوف جھانک  
پڑا تھا۔

”اب!۔۔۔ وہ مشغول آواز میں بولا: ”اگر آپ نے مجھے چھوڑ بھی دیا تو  
میرے لئے بالکل فضول بلکہ اتھالی خطرناک ہو گا۔

”کیوں!“

”تقریباً چار بجے عمران نے دانش منزل سے جولیا! فٹروائر کو فون کیا!  
اور دوسری طرف سے فوراً ہی جواب ملا:۔۔۔

”میں کئی بار آپ کو رنگ کر چکی ہوں جناب!“

”میں دانش منزل سے بول رہا ہوں۔ کیا خبر ہے!“

”صفر وہاں داخل ہونے میں کامیاب ہو گیا ہے!“

”کس طرح۔!“

”اس نے کسی طرح عمارت کے فون کی لائن خراب کرادی! اور پھر ٹیکس  
ٹیلیفون کے مشنری کی بحیثیت سے عمارت میں داخل ہو گیا۔ اور اس

وقت تک وہیں ہے!“

”کیا مطلب!“

”وہ وہاں سے واپس نہیں آیا بلکہ عمارت ہی میں چھپ گیا ہے!“

”مگر کیا۔۔۔ اس نے یہ حرکت ٹیکسٹ ٹیلیفون کی وساطت سے کی ہے!“

”جی ہاں! میرا خیال ہے کہ وہ کبھی کوئی کام ادھورا نہیں چھوڑتا! چاہے اسے

عمارت ہی میں چھپ رہا تھا! اس لئے اس نے ٹیکسٹ ٹیلیفون کے کسی

آفیسر سے گٹھ جوڑ کر یہ حرکت کی تھی کہ وہ بعد میں اصل مشنری کے پیچھے

بھاگتا پھوٹ جاتا اور وہ لوگ تھکاؤ ہو جاتے!“

”واقعی وہ بہت چالاک ہے۔۔۔!“

”تقریباً کا معادہ ابھی تک اس کی سمجھ میں نہیں آسکا! لہذا میں نے اُسے

ہدایت کر دی ہے کہ خود کو دیر پر پھانسی کرے۔۔۔!“

"مگر آپ بہت ڈریک تک پہنچ گئے ہیں اور اُسے کس طرح اس کا علم ہو گیا تو وہ  
 یہی کہے گا کہ آپ کی معلومات کا دوسرا حصہ ہی ہوں یہ چیز جو کچھ بھی ہو گا تاہم ہرچیز  
 ناپاک تھی ہو گا!"  
 "وہ لوگ مجھے پاتال سے بھی نکال کر قتل کر دیتے۔ وہ ایسے ہی خطرناک لوگ ہیں!  
 "قوم ایسی صورت میں خود کو یہاں محفوظ سمجھتے رہتے ہو!"  
 "اُسی وقت تک جب تک ان لوگوں کی رسائی بیان تک نہ ہو!"  
 "یہاں ان کی رسائی ناممکن ہے!"  
 "جب میں اپنی بقید زندگی اس چرچے والی ہی میں بسر کر دینا بہتر سمجھوں گا!  
 "لیکن ان کے منتقل ہونا بھی پسند نہ کرو گے!"  
 "جو کچھ بھی مجھے معلوم ہے ضرور بتاؤں گا! — وہ نہ تائی پر اسرار اور جبرتا  
 لوگ ہیں اور انہیں کسی کی پرواہ بھی نہیں ہے! میں آپ کو ان کے منتقل اپنی صورت  
 کی حد تک بتا بھی دوں تو آپ ان کے خلاف ثبوت فراہم کر سکیں گے! مجھے یقین ہے!  
 "تتم اس کی فکری کردہ!"  
 "وہ حوٹری دیر تک خاموش رہا اور فرمایا: "ان کے پاس حیرت انگیز چیزیں  
 ہیں! چیزوں سے سوائے سائنٹفک ایجادات! اور میں ابھی تک یہ معلوم نہیں  
 کر سکا کہ وہ کس ملک کے جاؤس ہیں اور کیا چاہتے ہیں! دیئے ان دنوں ان کی  
 توجہ کا مرکز ڈاکٹر داؤد کی ایسی تجربہ گاہ بنی ہوئی ہے!"  
 "مران نے ایک طرف اس سانس کے پکٹیں جھپکی کاشی!"  
 "اور وہ کہتا رہا: "وہ لوگ پھر وہ کچھ تجربہ گاہ میں داخل ہو کر کوئی چیز تلاش  
 کرتے ہیں! ڈاکٹر داؤد کو شبہ ہو گیا ہے اس لئے وہ آج کل راتیں بھی تجربہ گاہ  
 میں گزارتا ہے۔ لیکن یہ لوگ اس کی موجودگی میں بھی تجربہ گاہ میں داخل ہو جاتے  
 ان کے پاس ایک چھوٹی سی مشین ہوتی ہے جس کے ذریعہ وہ باہر ہی سے تجربہ گاہ

اندر ایک تم کی بے رنگ و بو گیس منتشر کر دیتے ہیں! اس اندر جو کوئی بھی موجود ہو اس  
 گیس کے اثر سے اس کا سوا ہانا لازمی ہو جاتا ہے!... ایک دن ان کی کوئی چیز  
 تجربہ گاہ میں گر گئی تھی جس کا احساس انہیں اس وقت نہیں ہو سکا لیکن جب وہ چیز  
 ایک سرخ رنگ کے پیکٹ میں رکھ کر کھڑے راسطہ سانی کے ڈیزائن پر چڑھ کر بھاگتی گئی  
 تو انہیں اس کا علم ہو گیا! اور وہ اُسے حاصل کر لینے کی کوشش کرنے لگے۔ وہ چیز  
 ڈاکٹر داؤد نے اپنے اس شے کے تحت ڈیزائن پر چڑھ کر بھاگتی تھی کہ تجربہ گاہ میں کوئی  
 ماحولم آدمی پاس اسرار پر داخل ہو کر ان کی مشینوں کا ہوا چھینا ہے!  
 "ہاں! گر جانے والی چیز کیا تھی!" عمران نے پوچھا!  
 "ایسی ہی جی کوڈ اور دار جیسے سائنٹفک کی سمجھ میں بھی نہیں آسکتی تھی!"  
 "اوہ — بلوہ — جی کیا چیز تھی!"  
 "نام میں جی نہیں جانتا! لیکن میں نے اُسے دیکھا ضرور ہے! اور اس کے  
 استعمال سے بھی واقف ہوں! مگر مجھے شائد ان کی لالی میں اس کا استعمال معلوم  
 ہو گیا تھا! اور شائد وہ تو مجھے اس کی براہمی نہ گئے دیتے۔ آج جی مجھے یہ انہیں  
 یہی توقع ہو گی کہ اگر میں اس سرخ پیکٹ کو حاصل کر سکا تو اسے کھولنے پر ہی ان  
 تک پہنچا دوں گا!"  
 "فہم!" عمران نے ہاتھ اٹھا کر کہا!... وہ سانس والی دیوار پر ایک  
 سبز رنگ کا ملبہ روشن ہوتے اور بجتے دیکھ رہا تھا جس کا مطلب یہ تھا کہ  
 آپریشن روم میں فون پر کسی کی کان آتی ہے! وہ اُسے انتظار کرتے کا اشارہ کرتا  
 ہوا سا ڈنڈ پر دقت کرنے سے باہر نکل گیا!





دوسری طرف سنہری لڑکی بھی اپنا سیٹ پوزیشن میں لا رہی تھی۔ میں  
برباد ہو گئی۔ تباہ ہو گئی! اچھی لڑکی! اس نے کہا "کیا ہوا"۔ یہ کیا  
ہوا تھا!۔

"تھے گراؤ سمندر میں غرق ہو گیا! اب میرے فٹھے بھی اسے نہیں  
نکل سکتے!"

"مگر یہ ہوا کیسے!"

"اچانک اس میں کوئی خرابی واقع ہو گئی تھی! اب میں کیا کروں گی!  
میں کیسے واپس جاؤں گی!"

"میں تمہارے لئے عیدہ مقوم ہوں! پاپا سے کہوں گی وہ تمہیں اپنی  
بیٹی بنالیں!"

"تاہم میں کسی کے سامنے نہیں آ سکتی کبھی نہیں! میں خود کشی کروں  
گی!" "خود نہ کرو!"

"کچھ بھی ہو! یہ کسی طرح ممکن ہی نہیں ہے۔  
"آخر کیوں!"

"بس پونہ! مجھے اس پر مجبور نہ کرو۔ میرے لئے اب مرجانے کے  
ملاہ اور کوئی دوسری صورت نہیں ہو سکتی!"

"اچھا اگر... میں تمہیں دوسروں سے چھپاتی رہوں!"

"اس صورت میں ہو سکتا ہے کہ میں کچھ دن اور زندہ رہ سکوں!"

مٹی نے سوچا کہ وہ آہستہ آہستہ اسے راہ پر آئے گی! انی لال  
اس لئے پر اس سے بحث نہ کرتی چاہتی! اسے وہ تہہ ناسے یاد آتے  
جو ڈاکٹر داؤد نے اس کے ہنگامے کے لیے سائڈ فنک طریقے سے نکلے

مٹی نے مگر ک طرف کھینچنے لگی!... سنہری لڑکی نے رفا مندی نہیں ظاہر  
کی بلکہ اس کے ساتھ چلتی رہی! مٹی اسے ہنگامے میں لے آئی!۔

سیدھی اپنی خواب گاہ میں لپٹی چلی گئی!...

سنہری لڑکی بہت زیادہ پریشان نظر آ رہی تھی! اب وہ رو تو نہیں رہی  
تھی! مگر اس کی آنکھیں آنکھڑے ہو رہی تھیں!

مٹی نے اشارے سے اسے غوطہ خوری کا لباس اتارنے کو کہا!...

اور سنہری لڑکی اس طرح چوکی جیسے اسے اب احساس ہوا کہ اس کے جسم پر  
قوطہ خوری کا لباس موجود ہے۔

اس نے غوطہ خوری کا لباس اتار دیا! لیکن اب اس کے جسم پر وہی لباس  
نظر آ رہا تھا۔ جیسے دیکھ کر کچھ دن پہلے مٹی نے اپنی آنکھیں بند کر رکھیں تھیں اس  
نے اپنا پلنگ گاڑی اٹھا کر اس کی طرف بڑھا دیا۔ مٹی سوچ رہی تھی۔

کہ اب وہ اس کا غم کیسے ہٹائے گی! کیونکہ خیالات کی ترجمانی کر سنے والی  
مٹیں کل ٹیگاز اب اس کے پاس نہیں ہے!۔ پیماری لڑکی۔ مٹی

کا دل پھر پھر آیا۔ لیکن وہ کوشش نہ کر رہی تھی کہ آنسو نہ نکلیں! سنہری لڑکی  
مر چکاتے جیٹھی تھی!۔

دفعتاً وہ اٹھی اور غوطہ خوری کا لباس اٹھنے لگی۔ پھر اس کے استریں  
لگے تھے ایک جیب سے کل ٹیگاز کے ہیڈ نکالے۔

"اوہو! یہ بہت اچھا ہوا! مٹی بیباختہ بولی! خدا کا شکر ہے  
کہ تم انہیں بچا لائیں!"

اس نے جیٹھی کے ہاتھ ہیڈ کے ہاتھوں سے لے لیا!  
دوسرے ہی لمحے میں وہ کعبہ اپنے چہرے اور کانوں پر چڑھا۔ ہی ٹی!

تھے کہ ان میں گھٹن کا سوا سس نہیں ہوتا تھا! اور مینوں آسمان دیکھنے کی خواہش  
کئے بغیر ان میں قیام کیا جاسکتا ہے! وہ تہ خانے کیوں ہوسے گئے تھے اس  
کا علم شی کو نہیں تھا!

”میں تمہیں اس طرح چھپاؤں گی کہ کسی پرندے کی نظر بھی تم پر نہ پڑ سکے  
گی! افس نے اس سے کہا!

”یہ کیسے ہو سکے گا؟“ سنہری لڑکی بولی!

”نہایت آسانی سے!“ سہی نے کہا! ”اس عمارت کے نیچے بڑے عمدہ  
تہ خانے ہیں۔ تم ان میں یہی محسوس کرو گی کہ اپنے آرام و مکہ سے میں بڑی بڑی  
ہوں۔ وہ اگر کئی شہنشاہ اور نہ جانے کیا کیا آلا جاہیں! یہ حال ان لوگوں گھٹن کا سوا  
نہیں ہوتا! خواہ تم سال یا سال ان میں قیام کرو۔

سنہری لڑکی شی کے ہاتھ چسٹنے لگی۔

رجان صاحبہ اپنی خواب گاہ میں داخل ہوئے لیکن وہاں عمران کو دیکھ کر  
ان کی حیرت کی انتہا نہ رہی۔ وہ بڑے اطمینان سے آرام کر رہی پر دروازہ تھا! جان  
صاحبہ کو دیکھ کر کھڑا ہو گیا!

”تم یہاں کیسے؟“۔۔۔

”میں تو آپ کے ساتھ ہی آیا تھا!“

”کیا بچتے ہو! بنیدگی اختیار کرو! ورنہ!“

”یقین کیجئے: میں آج کل اتنا بنیدہ ہوں کہ خود مجھے بعض اوقات اپنی عقل  
پر دونا آتا ہے! میں آپ کے ساتھ ہی آفس سے گھر آیا تھا!“

”بھو اس مست کرو! مجھے بتاؤ کہ تم کیسے اندر داخل ہوئے ہو!“ عمارت  
کے گرد و فوج کا پہرہ ہے! مجھے راستہ بتاؤ! بدھ سے آئے ہو یا کہ میں

وہاں بھی آدمی لگلاؤں۔!“

”آپ کو میں ہی گھر لایا تھا!“

”مرالہ۔!“

یقین نہ ہوتے تو ڈرائیور سے پوچھ لیجئے گا۔ میں نے آپ کے آفس  
ہی میں اسے روک دیا تھا! وہ اس وقت اطمینان سے وہاں پریزن روم  
میں بیٹھا ہوگا! اور شاید اس کے سونے کا انتظام بھی ہو جائے! ڈرائیور  
والے ڈرائیور سے ہی فائدہ ہے! ایک آپ میں بڑی آسانی ہو جاتی ہے۔  
تم ڈرائیور کے ایک آپ میں تھے!“

”جی! اس سہ!“

رحمان صاحب کی آنکھوں سے بے اعتباری ترشح تھی لیکن وہ خاموش ہی رہے۔ عمران کسراٹا: "اس کے علاوہ اور کون چارہ ہی تھا۔ کیونکہ ہم اس آدمی کی نگرانی ہونے لگتے ہیں جو آپ سے ملتا ہے۔ لیکن میں ان لوگوں کی نظروں میں نہیں آتا چاہتا۔ جو آپ کے پیچھے پڑے ہوتے ہیں!"

”ہاں آپ نے مجھے کیوں بدیا تھا!“ عمر ای نے پوچھا!  
”یہ بتانے کے لئے کہ تم گمراہ ہو!“

یہ میں سمجھی ہی سے سنا آیا ہوں ویسے اگر آپ نے اونٹ یا اونٹلاؤ  
 رکھا ہوتا تو میں کوشش کرتا، تاکہ مجھے تشویش ہو جائے!"

”منو! میں نے یہ کہنے کے لئے بلایا ہے کہ اگر تمہیں اس ڈبے کا راز معلوم ہو جاتے تو تم کیا کر سکو گے!“

”اُس کا راز مجھے معلوم ہو چکا ہے عمران نے لاپرواہی سے کہا۔

”تم بکواسس کرتے ہو“

میرا خیال ہے کہ میں نے پیدائش سے اب تک کبھی کوئی ڈھنگ کی بات نہیں کی!

”اس لئے تہیں مشورہ دوں گا کہ تم چپ چاپ یہاں سے چلے جاؤ! ایک آپ کو دینا یا بعض کیفیتوں کو سنبھال لیا کوئی ایسی بڑی بات نہیں ہے۔ میرے لئے وہ سرخ پکٹ بھی کوئی بڑی بات نہیں ہے! اور میں آپ کو یہی بتانے آیا ہوں کہ اب مجھے اس پکٹ کی ذرہ برابر بھی پرواہ نہیں ہے!“

”میں ڈاکٹر داور سے بھی اس کے متعلق معلومات حاصل کر سکتا ہوں!“

”اوہ۔۔! رحمان صاحب کا منہ کھل گیا! وہ عمران کی آنکھوں میں دیکھ رہے تھے!“

”تمہیں کیسے ملے ہوا۔۔۔ میں نے مرسلطان کو بھی نہیں بتایا!“  
 بس ہو گیا غم :-۔۔۔ مگر آپ اس نہر سے اسفنج کے متعلق اب تک کیا  
 معلوم کر سکتے ہیں؟

یعنی صاحب نے ایک طویل سانس لی۔ ایک بیکہ ان کے خند دغاں کا  
 نیکھارن فانی ہو گیا تھا۔

ان کے ہونٹوں پر حریف سی مسکراہٹ نظر آئی ! اور یہی عمران کی سب سے بڑی جیت تھی ! . . .

سکراہٹ اور رگن صاحب کے ہنٹوں پر۔ — خصوصاً عمران کے لئے  
 لوانہنی بات ملی۔ ... !

”میں اسے ابھی تک نہیں سمجھ سکا، انہوں نے آہستہ سے کہا!“ بیٹھ جاؤ۔  
اور خود بھی بیٹھ گئے! عمران بیٹھا ہوا بولا! اسے نکالتے ہیں کوشش  
کروں گا کہ آپ اسے سمجھ سکیں!“

رحمان صاحب، ٹھہر کر چلے گئے۔ اذان سے ہی معلوم ہو رہا تھا کہ وہ  
غافل تھوٹھ نہیں واپس آئیں گے! عمران نے جیونیم کا پینکٹل بھاڑا اور ایک  
میں سے تین ٹول کر اُسے آہستہ کپٹنے لگا! کچھ دیر بعد رحمان صاحب  
واپس آ گئے!

اُن کے ہاتھ میں ایک جھوٹا سا سُرخ پکیٹ تھا !

انہوں نے اسے میز پر رکھ دیا! . . . اور میز کے قریب ایک کرسی  
کھسکا کر بیٹھ گئے!

”اجازت ہے!“ عمران پیکٹ کی طرف متوجہ ہوتا ہوا بولا:  
”شہر وہ!“ رحمان صاحب نے پیکٹ پر ہاتھ رکھتے ہوئے کہا۔

”ٹھیکر دار میرا چڑا نا دست ہے۔“

وہ نجی طور پر اس سمنرے اسٹینج کے متعلق معلومات حاصل کرنا چاہتا تھا۔  
... اور چاہتا تھا کہ یہ جن لوگوں سے متعلق رکھتا ہے ان کا کھوج نکالا جائے۔“

”جن لوگوں سے یہ متعلق رکھتا ہے۔ وہ بھی میری نظروں میں ہیں!“  
”غیر ضرور انا نہ متعلق میں نہیں پسند کرتا!“ رحمان صاحب اسے گھور کر فرماتے!

”ابھی بات ہے! بہر حال آپ ڈاکٹر کے متعلق یہ کہہ رہے تھے کہ وہ اس کی تعینات فی الحال سرکاری طور پر نہیں کرنا چاہتا۔  
”ہاں! لیکن آپ یہ سب کوئی کیوں بن چکا ہے۔“

اس سے کون فرق نہیں پڑتا... آپ مطمئن رہیے! میں یہ پیکٹ آپ سے طلب نہیں کروں گا۔ لیکن آپ کو یہ ضرور بتاؤں گا کہ اس اسٹینج کا اپنے پاس رکھنا اتنا خطرناک بھی ثابت ہو سکتا ہے۔ اگر آپ اجازت دیں تو میں آپ کو اس کے کمالات دکھاؤں!“

”چلو! جلدی کرو! مجھے سونا بھی ہے! آج کل میں بڑی تسکین محسوس کر رہا ہوں! اور۔۔۔ مگر شہر وہ۔۔۔ تم نے اس ٹیکسی ڈرائیور سے اس کے متعلق معلومات حاصل کی ہوں گی!“

”مگر میں کتنے شعل کام تھا ڈیڈی کر میں نے چھ آدمیوں میں سے ایک کو چن لیا اور وہی کام کا آدمی نکلا...!“  
”مگر وہ اب کہاں ہے!“

”پیکٹ سروس والوں کے قبضے میں!“  
”تم ان کے لئے کام کرتے ہو!“

”جی ہاں۔۔۔“

”کیسا تھا ہے!“ رحمان صاحب نے بڑی حشرات سے پوچھا!  
”دیکھئے!“ عمران بڑا سناٹا بنا کر بولا: ”کبھی آپ کی ڈانٹیں...“  
”دیکھو! سو پر فیاض کی دل پیٹی تمہیں...!“  
”پھر اس لغویت سے فائدہ!“

”تجربات حاصل کر رہا ہوں!“ عمران نے لاپرواہی سے کہا!  
رحمان صاحب صرف دانت پس کر رہ گئے!

”ہاں تو پھر اجازت ہے!“ عمران نے پوچھا!

”ہوں!...“ رحمان صاحب نے ہونٹ بیٹھنے لئے... اور دوسری طرف دیکھنے لگے۔ نہ جانے کیوں وہ ایک بیک کچھ بیڑا سے نظر اٹھنے لگے تھے۔  
عمران نے پیکٹ کھول ڈالا! اندر سے سمنرے رنگ کے اسٹینج کا ایک ٹکڑا برآمد ہو۔ عمران نے اسے دبا کر دیکھا اور پھر پھوڑ دیا اس نے اسٹینج ہی کی طرح دب کر پھر اپنا اصل حجم اختیار کر لیا تھا۔ مگر وہ سونے کا تھا... سو فیصدی سونے کا! عمران نے یہی اندازہ لگایا! وہ معمولی اسٹینج سے کچھ زیادہ ہی ذہنی تھا!

”اب عمران نے بیش پیر سے ایک گلاس اٹھایا... اور کڑکے اندر دنی جیب سے ایک شیشی نکالی جس میں کوئی سیاہی آمل تھی۔  
اس نے شیشی گلاس میں ڈال دی...!“

”یہ کیا ہے...!“ رحمان صاحب نے پوچھا!

"کیک کپڑہ بڑا ایک ایک ایٹہ اور ایوینا سے تیار کیا گیا ہے!" عمران  
نے جواب دیا۔۔۔۔۔ اور دوسرے ہی لمحے میں سہرا اٹھ کر گلاس  
میں ٹھان دیا!

"ارے یہ کیا کیا۔۔۔ کیوں اسے ضائع کر رہے ہو!"

عمران نے جواب دیا: "اگر اس کا وزن کم ہو یا اس کی زینت پر کوئی  
اثر پڑے تو مجھے میں گولی مار دیجیے گا!"

وقت: رحمان صاحب نے دیکھا کہ گلاس سے ہلکے گلابی رنگ کا دھواں  
اٹھ رہا ہے۔ لیکن اس میں کسی قسم کی بو نہیں تھی۔۔۔۔۔ اور دیکھتے دیکھتے  
ہی اس کے چہرے پر حیرت کے آثار بھی نظر آنے لگے کیونکہ اس دھوئیں سے  
کشتیوں کی کسی مینجمنٹ کی آواز نہ رہی تھی!

پھر کیک بیک کوئی صاف آواز میں بولنے لگا: لیکن آواز اتنی ہلکی تھی  
کہ اس میز سے زیادہ دو دو تک نہیں پھیل سکتی تھی! مگر وہ زبان کوئی تھی،  
دلوں ایک دوسرے کی شکلیں دیکھ رہے تھے!

رحمان صاحب نے کچھ کہنے کے لئے بوقت ہاتھ ہی تھے کہ عمران  
نے ہاتھ اٹھا کر انہیں خاموش رہنے کا اشارہ کیا: پھر سہرا اٹھ کر گلاس میں  
سے نکال لیا!۔۔۔ اور اسے پھوڑتا ہوا بولا!

"کیا آپ کے لئے یہ زبان نئی نہیں تھی!"

"بالکل نئی۔۔۔" رحمان صاحب پٹیائی پر ہاتھ پھیرتے ہوئے

بولے: "مگر یہ کیا بلا ہے!"

"زہرہ کے باشندوں کا ٹرانسمیٹر!"

"پھر بکواس شروع کر دی تم نے!"

"ابھی تک کی معلومات ہیں!۔۔۔ زہرہ کے باشندے ہماری زمین کو  
خرا۔۔۔۔۔ م۔۔۔۔۔ اور۔۔۔۔۔ آپ۔۔۔۔۔ ریائی کہتے ہیں! اور زہرہ کو پارسیا!۔۔۔"  
کیا بک رہا ہے گدھے؟" رحمان صاحب گرجے!

"ابھی تک کی معلومات اتنی ہی ہیں ڈیڈی۔۔۔ اگر میں اس میں کوئی  
نئی چیز پیدا کر سکتا تو وہ آپ سے پوشیدہ نہ رہے گی!۔۔۔ اب آپ اس  
دوسرے انفنٹی کے متعلق مجھے اپنے فیصلے سے آگاہ فرمائیے۔"

"میں جانتا ہوں کہ یہ ڈاکٹر داوہی کے پاس پہنچ جائے! آج صبح اس  
نے مجھے لون کیا تھا! جب اُسے معلوم ہوا کہ مجھ پر ہتھکنڈے لگا رکھے اسی سے  
متعلق تھا تو اُس نے کہا کہ اُسے واپس کر دیا جائے!"

"میں یہ کام بخوبی انجام دے سکوں گا!"

"تم ابھی کچھ کو اس کے خطرات سے آگاہ کر چکے ہو!"

"جی ہاں! میں آپ کا سایہ اپنے سر پر قائم رکھنا چاہتا ہوں اس لئے  
میں کیا تھا! ویسے میرا سایہ آج تک کسی کتے کے پٹے کے سر پر بھی نہیں پڑ  
کا۔۔۔ اس لئے میرا معاملہ الگ ہے۔۔۔"

"کیا بکتا ہے۔۔۔!"

عمران ہیکٹ کو اٹھا کر تیب میں رکھتا ہوا بولا: "اب آپ اجازت دیجئے کہ میں  
پہلے آپ کے آفس لمک سے جوائن ٹن سے ڈیڑھ گھنٹہ کے واسطے واپس لائے گا۔"  
"سے جوائن۔۔۔ مگر دیکھو۔۔۔!" رحمان صاحب کچھ کہتے کہتے قہقہے

لگاتے!

"جی ہاں۔۔۔!"

کچھ کہتے تھے۔۔۔ دراصل۔۔۔ میں۔۔۔ یہ انفنٹی کسی دوسرے ذریعہ سے

بھانڈوں کا!

”اس سے بہتر ذریعہ اور کیا ہو گا کہ اسی پرانے سے ڈاکٹر دادو کا اقتدا حاصل کر سکوں! کیا آپ یہ سمجھتے ہیں کہ ریائی کے باشندے سیارسیا والوں سے ڈر جائیں گے! اور اسے میں نہ بڑھوں ہی جا کر اپنا بدنامی اٹھائے کہ وہ گانا ملیج آباد کے آموں کے قلم نے جاذب گا۔۔۔ اور دوا لڑا ہادی کے قلم۔۔۔ اور۔۔۔ اب اجازت دیجئے!“

”عمران میں پھر سمجھتا ہوں کہ تم اس پیکر میں نہ پڑو۔۔۔ یہ انتہائی خطرناک رنگ معلوم ہوتے ہیں! اسی ایکن ٹوک کو چلتے دو!“

”ہاں آپ ایکٹو کر جانتے ہیں!“

”نہیں! مرث اتنا جانتا ہوں کہ ان لوگوں کا چہیت ایکٹو کھلتا ہے۔ بڑا جیسا تک آدمی ہے ڈیڑی! عمران! اتفاقاً انداز میں آنکھیں پھا کر بولا۔

”ہرگا! رحمان صاحب کے لمبے میں لاپرواہی تھی!“

”اچھا ڈیڑی۔۔۔ اب میں دوبارہ میک اپ کروں گا! لہذا اجازت دیجئے!“

”جاؤ۔۔۔ رحمان صاحب مردہ سی آواز میں بولے!“

عمران باہر نکل گیا! رحمان صاحب نے اپنا چہرہ دونوں ہاتھوں سے چھپایا تھا! کچھ دیر بعد انہوں نے سر اٹھایا! اب وہ بے حد مغوم نظر آ رہے تھے اور ایسا معلوم ہو رہا تھا جیسے ان کے چہرے پر کبھی سختی کا نظریہ نہ آئے ہوں!

صفدر کو تنہا روڈ کی میسوں عمارت کی چھت پر اندھیرے میں، تنہا چھوڑا تھا! وہ برآمدے کی چھت پر تھا اور بیسے کے بل لیٹا ہوا! کروں کے روشنیوں میں جھانکتا چہرہ دکھایا تھا! کمر کی چھت پر آمدے کی چھت سے تقریباً تین فٹ اونچی تھی!۔۔۔ اس سے وہ روشنیوں سے بخوبی کروں کے اندر کا حال دیکھ سکتا تھا! اسے دراصل تصویر کی تلاش تھی!۔۔۔۔۔

ایک کمرے میں وہ لی بیٹا گیا! اگر تہ نہیں تھا! دو خوبصورت رختیاں اس کے قریب ہی بیٹھی ہوئی تھیں! گارہی تھیں۔ تصویر بھی منس رہا تھا۔ سننے میز پر شراب کی بوتلیں گلاس اور سائینس رکے ہوئے تھے! تصویر کی آنکھوں سے عمارت ظاہر ہو رہا تھا کہ وہ سننے میں ہے۔

لڑکیاں اسے چھپ چھپ کر خود ہی منس رہی تھیں اور اس سے بھی ہنس رہی تھیں! جیسے صفدر اس وقت بھی ہی محسوس کر رہا تھا کہ تصویر کسی انجمن میں ہے۔

”تو پھر چلو گے میرے ساتھ!“ ایک لڑکی نے تصویر سے پوچھا!

”یہ۔۔۔ یہ۔۔۔ بہت مشکل ہے!“ تصویر بکلا۔۔۔ بات دراصل یہ ہے کہ میں۔۔۔ کبھی۔۔۔ لڑکیوں کے ساتھ باہر۔۔۔ نہیں نکلا! مجھے شرم آتی ہے!“

”کیا شرم آتی ہے،“ لڑکی نے اسے غصیلے لمبے میں پوچھا جیسے

یا گیا تھا!۔۔۔ لیکن شائد وہ لگ ابھی تک اسے دیکھ نہیں پائے تھے۔ البتہ  
— "نہا — پکڑنا۔۔۔ جانے نہ پائے! — کاشور دور دور تک پھیل رہا  
تھا!۔۔۔"

دیسے اگر ان میں سے کوئی بھی ناراض روشن کریتا تو مفدر کسی غارش زدہ  
گیدڑ کی طرح لہا جاتا اور اس پر اتنی گولیاں پڑتیں کہ اس کا جسم پھلنی ہو کر رہ جاتا  
مفدر زمین پر پڑ ہو کر تیز رفتار سانپ کی طرح پھاٹک کی طرف بڑھتا جا رہا  
تھا: مددش کی دونوں طرف گلاب کی گلیاں تھیں! گنجان اور اونچے پلوں  
کی وجہ سے وہ محفوظ رہا!

گھر پھاٹک پر تو تین آدمی پہنچے ہی سے موجود تھے! مفدر رک گیا! وہ  
اب بھی اندھیرے ہی میں تھا! — نہ بٹنے کیوں ان لوگوں نے پھاٹک کی  
رشتنی بھی گل کر دی تھی!

دفعتاً ایک بڑا سا پتھر مفدر کے ہاتھ آگیا۔۔۔ اس نے دوسرے  
ہی لمحے میں اسے نوکروں کے کوارٹروں کی طرف اچھال دیا۔ وہ صبح ہی دیکھ  
چکا تھا کہ ان کوارٹروں میں مین کے ساتباں تھے! پتھر ایک زوردار چڑکائی  
دی آواز کے ساتھ کسی ساتباں پر گرا۔۔۔ اور پھاٹک پر نظر آنے والے  
تینوں آدمی بے تماشہ دوڑتے ہوئے کوارٹروں کی طرف چلے گئے!  
میں پھر مفدر پھاٹک کے باہر تھا۔۔۔ اندر کاشور برابر جاری رہا:

تو میرے اُسے گالی دی ہوا  
"سس۔۔۔ بچنے کی کوشش کرو یہ تنزیر اٹھ کر بولا! میں ہمیں  
ہی سے ایک قتلگ رہا ہوں۔۔۔ اس نے لڑکیوں سے مجھے شرم  
آتی ہے۔۔۔!"  
"قوم اس وقت شرار ہے ہر۔۔۔"  
"ہاں۔۔۔ کم۔۔۔!"

دفعتاً۔۔۔ دو آدمی مفدر پر ٹوٹ پڑے۔۔۔! مفدر غافل تھا!  
اس لئے پہلے تو وہ اس پر چھا ہی گئے — لیکن مفدر آسانی سے تیار  
میں نے دلا نہیں تھا! وہ اچھل کر دور جا کھڑا ہوا اور دوسرے ہی لمحے  
ریواڑ نہاں کر بولا! "اپنے ہاتھ اور اٹھا دو!"  
"جیسے ہی ہم اپنے ہاتھ اٹھا دیں گے۔ نیچے سے تھیں گولی مار دی چلتے  
گی!" ایک نے کہا! "تم چارہ الظوں کی زود پر ہو! بہتر یہی ہے کہ لڑو  
نیچے ڈال دو!"

دفعتاً مفدر نے نیچے لگ کر ان میں سے ایک پر ناز کر دیا! وہ جینج  
کر گرا۔۔۔ اور دوسرا آدمی بوکھلا کر دوسری چھت پر کود گیا!  
لیکن نیچے سے ایک بھی ناز نہ ہوا —! مفدر نے سوچا کہ اب  
یہاں قہر نہا سکتا ہی ہوگی۔

وہ تیزی سے اس طرف آیا جہاں ایک لڑکے سہارے وہ دہر  
آتا تھا! وہ لڑکے مضبوط جٹاں پکڑ کر دوسری طرف چھو گیا! پھر  
زمین پر پہنچنے میں اُسے بہت تمام تھیں سیکھ گئے ہوں گے!  
لیکن اتنی ہی سی دیر میں اسے چاروں سے گھیرے میں لے



ان میں سے ایک کے جسم پر غوطہ خوری کا لباس تھا۔ اس شخص کا چہرہ مخافتی  
 نقاب میں چھپا ہوا تھا! دوسرا ایک ادھیڑ عمر کا آدمی تھا۔ اس کے چہرے پر  
 گھنی ٹائڈھی جتنی اوریاں لکھے ہوئے تھے لباس جگہ جگہ سے پھٹ گیا تھا۔ اگر اس  
 دقت اس کی حالت اثر کرتی لیکن چہرہ ہی وہ پچھلے پچھلے کا آدمی نہیں معلوم ہوا تھا!  
 اور اس کے لڑنے کے انداز سے بھی یہی ظاہر ہوا۔ اہم تھا کہ وہ محض اپنی جسمانی  
 قوت کی بنا پر جہاں جہاں ہے۔ روانی بھڑائی کا تجربہ نہیں رکھتا جیسے ہی ان پر پہنچا  
 کہ انہی پڑی غوطہ خور چل کر کچھ ہٹ گیا! اور اس وقت میں اس نے  
 رول اور بھی نکال لیا تھا!۔۔۔ مگر عمران بھی غافل نہیں تھا! پہل اس سے  
 وہی پڑی۔

”اس کے ریلوے سے قلعہ نکلا اور غوطہ خور کا رول اور درجہ جاگرا۔ ادھیڑ  
 آدمی زمین پر پڑا لٹ پڑا تھا!

غوطہ خور نے دوسرے ہی لمحے میں پانی میں جھانک لگا دی! اور دیکھتے  
 ہی دیکھتے نظروں سے غائب ہو گیا۔ عمران نے جھپٹ کر ادھیڑ آدمی کو زمین  
 سے اٹھایا!۔۔۔ اٹھتے دقت اس کے صحن سے ہلکی سی کراہ نکلا  
 محنت تھی!

عمران نے اس کے قریب ہی غوطہ خوری کا لباس پڑا ہوا دیکھا اور  
 الجھ میں پڑ گیا!

”وہ۔۔۔ وہ۔۔۔“ ادھیڑ آدمی اٹھتا ہوا بولا۔ ”مجھے زبردستی  
 غوطہ خوری کا لباس پہنانا چاہتا تھا!“

”آپ کون ہیں؟“ عمران نے پوچھا  
 ”اوہ۔۔۔ میں۔۔۔ میں!“ ادھیڑ آدمی خاموش رہا۔

عمران ڈاکٹر دادر کی تجربہ گاہ کے قریب پہنچ چکا تھا! لیکن اُسے علم تھا کہ  
 وہ آسانی سے اندر نہیں داخل ہو سکے گا! کیونکہ چار دروازے کے چار کھمبے پر  
 بٹھان چکے داروں کی پوری فوج کی کوچ رہ کر تھی۔  
 یہ بھی ممکن نہیں تھا کہ وہ رحمان صاحب کے حوالے سے اندر داخل ہونے  
 کی کوشش کرتا۔ وہ باہر رحمان صاحب کا نام بھی نہیں لینا چاہتا تھا!۔۔۔  
 اس نے سوچا کہ کیوں نہ عمارت کی پشت ہی پر کوئی راستہ تلاش کیا جائے  
 آخر وہ پر اسرار آدمی تجربہ گاہ میں کیسے داخل ہوتے ہوں گے! پچھا کھمبے کی طرف  
 سے تو ان کی رسائی ممکن ہی نہیں ہو سکتی! یہ سوچ کر اس نے پچھا کھمبے کی  
 طرف چلنے کا ارادہ ترک کر دیا!

وہ تجربہ گاہ کی عمارت کی پشت کی جانب جا رہا تھا۔ ادھر توڑے ہی  
 ناصیے پر سمندر کی ہری ساحل سے ٹکراتی تھیں۔ مگر یہ لہریں سست و قدیں  
 اس لئے ان کے ٹکڑوں سے رات کا شٹنا یا عروج نہیں ہو رہا تھا۔

اچانک عمران چپتے چپتے رک گیا۔ اسے ایسا غمگسٹ ہوا تھا جیسے  
 قریب ہی کہیں دو آدمی لڑ پڑ رہے ہوں۔۔۔ غرابت کسی آدمی ہی کی  
 تھی اور اسے غیر ارادی ہی کہا جاسکتا تھا کیونکہ وہ زیادہ جلد نہیں سوتی  
 تھی۔

اس نے سبب سے تامل نہ کیا۔۔۔ اور اس کا رخ توڑ کر  
 سمت ہو گیا۔ روشنی کا دائرہ دو آدمیوں پر پڑا جو ایک دوسرے سے گتے ہوئے تھے

اور پہنچ کر وہ ایک چھوٹی سی کھڑکی میں داخل ہوئے! اور عمران بولا۔  
 "خاطرناک ہے!۔۔۔ وہ لوگ اسی راستے سے داخل ہوئے ہوں گے! یہ  
 خطرناک ہے!"

"خفی خطرناک نہیں ہے! یہ راستہ بھی اندر ہی سے بنایا جاسکتا ہے!  
 رینے۔۔۔۔۔ میکینزم پر ہیں۔۔۔۔۔ یہ دیکھو باہر کھڑکی سے!"  
 عمران نے باہر دیکھا!۔۔۔۔۔ ٹرینے اٹھتے ہوئے اوپر کی طرف  
 جا رہے تھے!۔۔۔۔۔ اور ڈاکٹر دلوہ کا ہاتھ دیوار پر گئے ہوئے ایک  
 سوخا پردہ پر تھا!۔۔۔۔۔ رینے پھٹ پر جا کر غائب ہو گئے۔  
 "اور اب یہ کھڑکی بھی جا رہی ہے۔۔۔۔۔ پیچھے ہٹ آؤ۔۔۔۔۔"  
 عمران پیچھے ہٹا ہی تھا کہ دیوار برابر ہو گئی! اس نے ایک حویل  
 سانس لے کر کہا!

"مگر آپ ادھر گئے کیوں تھے؟"  
 "مجھے شبہ ہوا تھا کہ پانی کی سطح پر کوئی غیر معمولی چیز ہے!"  
 "پھر بھی آپ کو تشدد نہ جانا پڑتا تھا!۔۔۔۔۔"  
 "میں پاگل ہو جاتا ہوں جب یہ شبہ ہو جائے کہ کوئی میری دریافتوں  
 پر ہاتھ صاف کرنا چاہتا ہے!"  
 آج کل حالات ایسے ہی ہیں۔ مگر نہیں رحمان نے کیوں بھیجا ہے  
 تم کوں ہو؟"

"میرا خیال ہے کہ آپ پہلے لباس تبدیل کریں!"  
 "نہیں تم اس کی پرواہ نہ کرو! پچھتاوا لباس میری شخصیت  
 میں کوئی تبدیلی نہیں کر سکتا!"

"ہاں۔۔۔۔۔ کیسے۔۔۔۔۔ آپ کون ہیں اور وہ کون تھا! میرا خیال ہے  
 کہ میں ٹھیک ہی وقت پر پہنچا ہوں!"

"مہم۔۔۔۔۔ میں ڈاکٹر دلوہ ہوں!" اس آدمی نے عمارت کی طرف  
 اٹھا اٹھا کر کہا! "اس تجربہ گاہ کا انچارج!"  
 "اے۔۔۔۔۔ عمران اسے گھونٹنے لگا!۔۔۔۔۔ پھر اس نے غوطہ خوری  
 کو لباس اُٹھایا۔۔۔۔۔"

"آپ کا میں شکریہ ادا کروں!" ڈاکٹر دلوہ نے کہا!  
 "نہ میں آپ ہی سے من چاہتا تھا!۔۔۔۔۔ عمران بولا! مجھے رحمان  
 صاحب بتانے بیٹھے ہیں۔"  
 "اے۔۔۔۔۔ آؤ۔۔۔۔۔ اسے پانی میں پھینک دو۔"

"لیس! ابھی کے پاس تھا!"  
 "آپ مجھے بھناپ۔!" عمران نے لباس کو اپنے بائیں ہاتھ پر بندھنے  
 ہوئے کہا! "مجھے رحمان صاحب نے بھیجا ہے۔۔۔۔۔ اس سے میں  
 اس لباس کو پانی میں نہیں پھینک سکتا تھا!"

ڈاکٹر دلوہ ہلکے ہلکے وہ تجربہ گاہ کی طرف جا رہے تھے عمران  
 ان کے پیچھے چلتا رہا! مگر ڈاکٹر دلوہ کا رخ پچھلے کی طرف نہیں تھا!  
 وہ نزدیک کی جھانپوں کے قریب پہنچ کر رک گئے! اور عمران کی طرف مڑ  
 کر بولے۔۔۔۔۔ "پچھتے آؤ۔!"

عمران ان کے ساتھ ہی جھانپوں میں گھس پڑا!۔۔۔۔۔  
 سے من ہوا اسے ایک زینہ نظر آیا! دونوں اوپر چڑھتے چلے گئے۔

”آپ نرمی میں! میں آپ کے جسم پر گہری خراشیں دیکھ رہا ہوں!“  
 ”اے بھئی تم بناؤ کہ رحمان نے نہیں کیوں بھیجا ہے!“  
 ”میں آپ کا سرخ پکیٹ واپس لایا ہوں!“  
 عمران بیدار ہو گیا تھا! وہ ڈاکٹر داور سے غیر سنجیدہ گفتگو نہیں  
 کرنا چاہتا تھا!  
 ”لاؤ۔“ ڈاکٹر داور کے چہرے پر تشویش کے آثار تھے!  
 مگر میں آپ سے معافی کا خراست گار دہوں کیوں کہ میں نے اس  
 نہرچے السٹج پر ایک تجربہ کیا تھا، جو سو فیصد کامیاب رہا!“  
 ”تجربہ۔۔۔ تم نے۔۔۔ کامیاب رہا۔۔۔ ڈاکٹر داور نے  
 رک رک کر حیرت سے کہا ”پھر ایک بیک چرکمب کر لو سہ!“  
 ”لاؤ پکیٹ کہاں ہے!“  
 ”اوہ۔۔۔ پکیٹ۔۔۔ جی ہاں۔۔۔ یہ را عمران نے پکیٹ۔۔۔  
 نکال کر ان کی طرف بڑھا دیا! انہوں نے اسے کھول کر دیکھا اور دوبارہ  
 بند کرتے ہوئے عمران کی آنکھوں میں دیکھنے لگے!  
 عمران بالکل احمق نظر آ رہا تھا، سو فیصدی!۔۔۔ ڈاکٹر داور نے  
 اس طرح کیس ہچکائیں جیسے انہیں یقین نہ تھا کہ رحمان صاحب نے کسی  
 ایسے بیوقوف آدمی پر اعتماد کر لیا ہوگا!  
 ”تم نے اس پر کیا تجربہ کیا تھا!“  
 ”بس کیا تھا۔۔۔ آپ کے سامنے بھی کر سکتا ہوں! بس ایٹیک ایڈ  
 اور گٹھ ایونیا کا کپاؤنڈ مجھے منگو دیجئے!“  
 یہ ایک کشادہ کمرہ تھا!۔۔۔ اور یہاں چاروں طرف دروازوں پر ٹپے

ڑے چارٹ اور نقشے نظر آ رہے تھے!۔۔۔ یہاں ان کی موجودگی عمران  
 کی سمجھ میں نہ آ سکی!  
 ایک طرف ایک بڑی میز بھی تھی جس کے گرد چند کرسیاں بڑی بڑی تھیں۔  
 ڈاکٹر داور نے سوچ بڑھ کر نظر آنے والے ٹیبلوں میں سے ایک پر انگلی رکھ  
 دی اور عمران سے بولے ”میٹھ جاؤ“ پھر انہوں نے پوچھا ”ہاں دولوں کی  
 قدر ہے۔“  
 ”ایک ایک ادنیٰ کافی ہوں گے۔“ عمران نے جواب دیا!  
 ڈاکٹر داور نے سوچ بڑھ کر ڈک کے بٹن سے انگلی ہٹائی مٹی! کچھ دیر  
 بعد ایک آدمی کمرے میں داخل ہوا۔  
 ڈاکٹر داور نے پیٹ پر کچھ لکھا اور کاغذ پھاڑ کر اس کی طرف بڑھا دیا!  
 اس آدمی کے چلے جانے کے بعد عمران نے کہا ”کیا آپ اس آدمی کے  
 متعلق بتا سکیں گے؟“ آپ کو غوطہ خوری کا لباس پہنانا چاہتا تھا!“  
 ”میں کے متعلق میں کیا بتا سکوں گا؟ ویسے میں اخیال ہے کہ وہ مجھے  
 بھی غوطہ لگانے پر مجبور کرتا!“  
 ”تب پھر کسی دوسری پر آپ کو شبہ ضرور ہوگا!“  
 ”مجھے تو آج کل ساری دنیا پر شک ہے! اسے فی الحال الگ رکھو!  
 یہ میرے لئے کوئی نئی بات بھی نہیں ہے۔ کسی ملک کے پاسوس میرے  
 شاعری پر کڑی نظر رکھتے ہیں۔ میں تم سے اس تجربے کے متعلق گفتگو کرنا  
 چاہتا ہوں! پہلے یہ بتاؤ کہ تمہارا رحمان صاحب سے کیا تعلق ہے!“  
 فی الحال آٹنا ہی سمجھتے کہ میری وساطت سے رحمان صاحب پر پکٹ

تپ تک پہنچا ناپا ہتے تھے!"

"لیکن تم نے، سے راستے ہی میں کھوں ڈالا" ڈاکٹر داور نے خوشگوار  
لبے میں کہا! اور یہی نہیں بلکہ اب مجھے کسی تجربے کی کمائی بھی ملنے  
والے ہو!"

آپ اس سہرے اسٹاف کے متعلق سوچیں میں کرنا چاہتے تھے؟

"صرف اسی حد تک کہ وہ کن لوگوں سے تعلق رکھتا ہے!"

"سپارٹا کے باشندوں سے عمران آہستہ سے بولا۔

"سپارٹا! ڈاکٹر داور نے پکس جھکائیں!

"جی ہاں۔۔۔ زہر والے زہر کو سپارٹا کہتے ہیں۔۔۔ اور بیماری

زمین کو بیماری کہتے ہیں!"

"کیا سمجھو اس کو کہہ رہے ہو تم!"

"کیا ڈاکٹر داور نے دیکھے! میں ثابت کر دوں گا۔"

"میں کہتا ہوں تم نے رحمان صاحب کی اجازت حاصل کئے بغیر  
پیکٹ کھولا ہی کیوں۔"

اور جو۔۔۔ یہ تجربہ تو میں نے ان کے سامنے ہی کیا تھا!"

"سچی بات کہہ دو" ڈاکٹر داور اسے گھورتے ہوئے بولے۔

"فون موجود ہے! بلوائن نے میز پر رکھے ہوئے فون کی طرف اشارہ

کیا! اگر آپ کو رحمان صاحب کے نمبر زیادہ جوں تو میں بتا دوں!"

ڈاکٹر داور کی آنکھوں سے الجھن مٹ کر شرمیلی ہوئی! انہوں نے فون کی

طرف ہاتھ بڑھایا اور ڈکچر بولے۔۔۔ لیکن وہ عمران کو بہت طرز سے

دیکھ رہے تھے!

اتنے میں وہی آدمی ایک بیکر میں ہنسنے کے تیزاب اور رقیق نوشادر  
کا مرکب دیا۔ بیکر میز پر رکھ دیا گیا۔۔۔ آدمی ڈاکٹر داور کے اشارے  
پر باہر چلا چکا تھا!

"اب آپ خود ہی اس اسفنج کو اس میں ڈال دیجیے۔"

"یقیناً۔۔۔" ڈاکٹر داور نے میز کی دراز میں ہاتھ ڈالتے ہوئے کہا۔

پھر اس میں سے ان کا تھ خالی نہیں نکلا۔۔۔ اس میں ریا اور تھا۔

اور ریا اور کا رنج عمران کی طرف تھا!

"میں اس ٹکٹے کو اس مرکب میں ڈالتے جا رہا ہوں!" انہوں نے

گوئیچی آواز میں کہا! لیکن ایسا کرنے سے یہ نتائج ہو گیا تو میں بے دریغ

تم پر نافرکروں کا بنوں!"

مگر یہ کس قسم کا انصاف ہو گا ڈاکٹر صاحب! صانع یہ ہو گا اور آپ

گولی مجھے ماریں گے!"

ڈاکٹر داور نے اسفنج مرکب میں ڈال دیا لیکن دوسرے ہی لمحے میں ان

کا ریا اور و لانا تھ خود بخود میز پر گر گیا۔ ریا اور بھی غالباً بے خیالی ہی

میں ان کے اٹھنے سے الگ ہو گیا تھا!

وہ میز پر دونوں اٹھ بیٹھے۔۔۔ بیکر سے نکلنے والے ٹکٹے گلابی دھڑیل

کو حیرت سے گھور رہے تھے! جینیناٹ کی آواز آہستہ آہستہ کسی نامعلوم

زبان کے الفاظ میں تبدیل ہوتی جا رہی تھی!

پھر ان کے ہونٹ ہلے ہی تھے کہ عمران نے انگلی اٹھا کر انہیں

خاموش رہنے کا اشارہ کیا۔ کچھ دیر بعد عمران نے اس میں سے اسفنج نکال

کر دوبارہ پیکٹ میں رکھتے ہوئے کہا!

”اگر اس میں سے ایک رقی بھی ضائع جاتا تو یقیناً مجھے گولی مار دیجیے گا۔“  
 ”تم کون ہو بڑے۔“ اے ڈاکٹر داور نے بھراتی ہوتی آواز میں کہا۔  
 ”میں ایک طالب علم! مجھے ایسی چیزوں سے دلچسپی ہے!“  
 آخر تم نے کس بنا پر یہ تجربہ کر ڈالا تھا؟  
 ”میں یونہی۔“

شہر۔۔۔ ڈاکٹر داور نے کہا اور فون پر کسی کے نمبر ڈال کر مل گئے  
 تھے لیکن عمران کا اندازہ بھی غلط نہیں نکلا کیوں کہ انہوں نے رحمان صاحب  
 ہی کو غالب کیا! وہ تقریباً تین منٹ تک گفتگو کرتے رہے اور یہ  
 گفتگو عمران ہی کے متعلق تھی!۔۔۔۔۔ ریسور کہہ کر ڈاکٹر داور  
 سمجھاتے۔۔۔۔۔  
 ”تو تم۔۔۔ عمران ہو!“

”جی ہاں۔۔۔۔۔؟“ عمران کچھ اس انداز میں بولکھلا کر بولا  
 جیسے ایک بیک انڈر کھانا کھلے گا!  
 ”مگر بیٹے! اس تجربے کا خیال کیسے آیا تھا تمہیں!“  
 ”پتہ نہیں!۔۔۔۔۔ مجھے خود بھی حیرت ہے!“  
 ”میں اسے تسلیم نہیں کر سکتا۔۔۔۔۔“

”خیر۔۔۔۔۔ ہاں!۔۔۔۔۔ ابھی آپ نے جو آوازیں سنی تھیں۔ ان کے  
 متعلق کیا خیال ہے!“

کیا خیال ظاہر کروں جب کہ وہ زبان میرے لئے ناقابل فہم تھی۔۔۔  
 فریج، جبرین، اطالوی، روسی، اسپینی اور ہنگری زبانوں سے میں واقف  
 ہوں۔۔۔۔۔ یہ ان میں سے تو ہرگز نہیں تھی۔۔۔۔۔ میرا

خیال ہے وہ سرے سے کوئی زبان ہی نہیں تھی! ہو سکتا ہے کہ وہ زبانی  
 اشارے ہے ہوں۔۔۔۔۔ اوہ کیا اس بنا پر تو تیاروں کے تھے  
 بے بیٹھے تھے! نہیں مچتے۔۔۔۔۔! تم نہیں سمجھ سکتے! یہ سائنٹفک فراڈ کا دور ہے۔  
 ”سائنٹفک فراڈ؟“ عمران نے حیرت سے دہرایا!

”ہاں۔۔۔۔۔ میں اسے سائنٹفک فراڈ ہی کا دور کون گا! اب یہ جو  
 مصنوعی سیاروں کا چکر مل رہا ہے یہ کیا ہے؟ کیا یہ ایک بین الاقوامی  
 فراڈ نہیں ہے؟ کیا آج تک ان کے متعلق صحیح معلومات حاصل ہو چکی ہیں۔  
 ویسے ان کے دو ہی مقصد ہو سکتے ہیں!۔۔۔۔۔ اس میدان میں اپنی  
 برتری جتانے کے دوسروں کو مہرب کرنا یا دوسروں کو دھوکے میں ڈال کر کسی  
 ملک ترین عربی کے لئے کھربہ کرنا! کیا تم یہ سمجھتے ہو کہ ان مصنوعی سیاروں کی گردش  
 کے بھی دیہی اسباب ہیں! ہو کہ خدائی سیاروں کی گردش کے ہیں! کبھی نہیں!  
 یہ مصنوعی سیارے زمین کی قوت کشش کی حدود کے اندر ہیں۔ لہذا ان  
 کی گردش کا انحصار خود انہیں کے مینٹرن پر ہو سکتا ہے! اور میں نے تو ان  
 سیاروں کو غلامیں سمجھ ہی دیکھا ہے۔۔۔۔۔ یہ دراصل دائر میں کے ذریعہ  
 کنٹرول کئے جاتے ہیں اور جہاں سے کنٹرول کئے جاتے ہیں۔ وہیں ایک ایسا  
 راڈر بھی موجود ہے جس پر ان کی نگہاہ واضح ہوتی رہتی ہے!“

”لیکن ایسا کوئی راڈر بنانا بہت مشکل کام ہے جس پر ساری دنیا کی نفس  
 کی مراغہ خانی ہو سکے!“ عمران نے کہا۔

”یقیناً مشکل ہے۔۔۔۔۔ مگر ناممکن نہیں! اور ایسا راڈر بنانا سہ  
 ذریعہ اڑن مشیناں، بجی ہیں! جو پچھلے کئی برسوں سے دنیا کے مختلف حصوں

میں دیکھی جاتی رہی تھیں!

"میں نہیں سمجھا... جناب!"

"آؤ — میرے ساتھ آؤ — میں تمہیں سمجھاؤں گا! مجھے خوشی ہے کہ تم اس طرح میرے ہاتھ لگ گئے میں نے پہلے ہی تمہارے شکر ادا کر دیے تھے۔ ڈاکٹر داؤد عمران کو اپنی قبر پر گاہ کے ایک ایسے حصے میں لٹانے جہاں چاروں طرف مختلف قسم کی مشینیں نظر آ رہی تھیں اور چھت سے کچھ نیچے برقی تاروں کا جال سا بچھا ہوا تھا۔

لیکن عمران تو شیشے کے اس پائپ کو بغور دیکھتے لگا تھا جس کا قطر تقریباً ایک فٹ منور ہو گا! اور یہ پائپ ایک میز سے شروع ہو کر چھت تک چلا گیا تھا! بلکہ عمران کا اندازہ تو یہ تھا کہ وہ چھت سے بھی گزر گیا ہو گا! میز کی سطح پر پائپ کے اعلیٰ کے اندہ کوئی چیز جو فٹ بال سے شاید متلی رکھی ہوئی تھی اس کا سائز بھی معمولی فٹ بال سے زیادہ تھا اور اس کی رنگت بھی براؤن ہی تھی!

"آؤ — ادھر آؤ —" ڈاکٹر داؤد نے ایک مشین کی طرف بڑھتے ہوئے کہا! عمران چپ چاپ ان کے قریب چلا گیا ڈاکٹر داؤد کہہ رہے تھے! کوئی دیر نہیں ہے کہ میں تم پر اعتماد نہ کروں مجھے علم ہے کہ اس سے پہلے بھی بعض غیر ملکی جاسوسوں کو کئی فون کے حوالے کر چکے ہیں! میں نہیں ایک محب وطن کی حیثیت سے جانتا ہوں!"

عمران کچھ نہ بولا! وہ اس مشین پر دھندلے شیشے کی ایک بڑی اسکرین دیکھ رہا تھا جس پر سیاہ رنگ کی کیکروں اور لقموں کی مدد سے کسی قسم کا چارٹ بنایا گیا تھا!

"یہ ہے میرا جہر جاتی راؤر... جہر جاتی راؤل کی حیثیت سے آگے نہیں بڑھ سکا! عامی فضا جاتی راؤر کے مقابلے میں اس کی وقعت ایک کھونٹے سے زیادہ نہیں ہو سکتی! ہر حال... میں نہیں یہ سمجھانے کی کوشش کروں گا کہ عامی راؤل کیسے بناتے جاسکتے ہیں! اور ان پر مقامات کا صحیح تعین کیسے کیا جاسکتا ہے!...

اور ادھر دیکھو!

ڈاکٹر داؤد نے شیشے کے پائپ کی طرف اشارہ کیا! اسے میرا مصنوعی سیارہ سمجھو!... وہ جو ایک فٹ بال قسم کی چیز نظر آ رہی ہے! میں اسے دائرہ لیس سے کنٹرول کرتا ہوں!"

مگر یہ راکٹ کیسا ہے!... عمران نے شیشے کے پائپ کی طرف اشارہ کیا!

"اؤ —" ڈاکٹر داؤد کے ہونٹوں پر خفیف سی مسکراہٹ نظر آئی "یہ راکٹ نہیں ہے... بلکہ وہ راستہ ہے جس سے گزر کر یہ سیارہ فضا میں بند ہوتا ہے... اس کا فاصلہ سطح زمین سے آٹھ سو زیادہ نہیں ہوتا جتنا ان سیاروں کا ہوتا ہے جو آج کل بعض ممالک کی طرف سے فضا میں بھیجے جا رہے ہیں! اس سے راکٹ اس کے سے غیر ضروری ہے اور میرا یہ راؤل بھی صرف اسی شہر کی فضا سے تعلق ہے... عہدو... میں آج اس پر بعض نئے مقامات کا اضافہ کروں گا! تاکہ تم اسے سمجھ سکو!" شیشے کے اوپر ہی دیوار پر ایک فون نصب تھا! ڈاکٹر داؤد نے سیوار اٹھا کر کسی کے نمبر ڈائل کئے اور ماتھ پیس میں لمبے "ہلو... ارشاد... پانچ منٹ کے اندر در سب کو اطلاع دیدی!"



نانات بھی... جب بھی ڈاکٹر داور اس ایئرنگ نمائیج کو گردش دیتے، ڈائیل پر ایک سوئی حرکت کرتا نظر آنے لگتی! اب پھر اسکرین کی طرف دیکھو — متحرک نقطہ اپنی رجحان تبدیل کرنے جا رہا ہے۔

ایک بیک وہ نقطہ سرخ ہو گیا! اور ٹھیک اسی وقت مشین کے گوشے پر پھر سے ہوتے جالی دار خانے سے آواز آئی "رودشن ہو گیا ہے جناب!"

"اب وہ کہاں ہے۔" ڈاکٹر داور نے کہا۔  
 "پلورٹ ٹرسٹ بلڈنگ پر آواز سے آواز آئی!"  
 "ٹھیک ہے!" ڈاکٹر داور نے کہا۔ "اب اُس پر نظر رکھو کہ وہ کہاں جاتا ہے۔۔۔ میں اسے راستے سے چار لمحوں۔  
 ڈاکٹر داور نے، ایئرنگ نمائیج کو گردش دی اور ڈائیل کی سوئی ایک چوکور نشان پر آئی، اور اسکرین پر عمران نے دیکھا کہ سرخ نقطہ سیاہ کیمرے سے ہٹ کر اسکرین کے ساتھ جسے کی طرف رہینگئے لگا ہے؛  
 ڈاکٹر بھی اب اسکرین کی طرف متوجہ ہو گئے تھے، اور ان کے اتر میں ایک پنل مٹی!

"اب کہاں ہے!۔۔۔ انہوں نے جلد آواز میں کہا!  
 "ٹھیک ایگل ٹاور ہیں۔۔۔ آواز آئی! اور ڈاکٹر داور نے پنل کی ٹوک ٹوک نقطے پر رکھ دی۔ دینے نقطہ ریگ کر اس کے نیچے سے نکل گیا تھا وہ بہتر آہستہ آہستہ حرکت کرتا ہوا اسکرین کے اوپر ہی کے حصے کی طرف جا رہا تھا!۔۔۔ ڈاکٹر نے جہاں پنل کی ٹوک لگتی تھی۔ وہاں ایک گہرا نشان

لگا!۔۔۔ اور پھر ایئرنگ نمائیج پر اچھ رکھ دیا!۔  
 اسکرین پر سرخ نقطہ پھر پنل سے لگاتے ہوئے نشان کی طرف واپس آ رہا تھا!

"اب کہاں ہے۔۔۔ ڈاکٹر داور نے پوچھا۔۔۔ نقطہ پنل کے نشان کے قریب پہنچ رہا تھا!  
 "ٹھیک۔۔۔ ایگل ٹاور پر۔۔۔ جناب۔۔۔ وہ کچھ دور جا کر پھر ہٹ آیا ہے!۔۔۔"  
 "ٹھیک ہے!۔۔۔"

اس کے بعد بھی ڈاکٹر داور اسکرین کے مختلف حصوں سے سرخ نقطہ کو پنل کے نشان پر لائے اور پھر یہی اطلاع ملی کہ وہ "ایگل ٹاور" پر ہے اس کے بعد ہی نقطے کی رنگت پھر تبدیل ہو گئی اور اب وہ چمکے لگا تھا!

"ہمارا سیارہ تاریک ہو گیا!" ڈاکٹر داور بڑبڑائے اور انہوں نے ابھرے ہوئے غلنے کی طرف منے ملے مار کہا۔ کار ختم ہو گیا!  
 پھر مین دباتے ہی غارتگی سی آواز کے ساتھ اندر چلا گیا اور مشین کا وہ گوشہ مسلح نظر آنے لگا۔ چمک دار نقطہ اب اسکرین کی کیمروں ہی پر چل رہا تھا، پھر وہ اُس بید گی کیمرے آ گیا، جس پر وہ سطحی کے پائپ سے گذر جانے کے بعد نظر آیا تھا۔۔۔ عمران کی نظر پائپ کی طرف اٹھ گئی کچھ دیر بعد نٹ بال مایا سیارہ پائپ میں نظر آیا۔۔۔ وہ آہستہ آہستہ نیچے آ رہا تھا! وہ اپنی جگہ پر رک گیا اور مشین کی اسکرین تاریک ہو گئی!





عجرات اور ایجادات کی جنگ بھی کسی کے کان میں نہ پڑنے پائے ایکوں کہ  
ایک راز دوسرے تک پہنچنے میں کوئی دشواری نہیں ہوتی امیری پر دریافت  
ہی ایک ایسی ہی چیز ہے ۔۔۔۔ بس نکلا تھا کسی چیز کی تلاش میں  
لیکن کچھ اور مل گیا! اب مجھے نگر ہے کہ اس کا صحیح مصرف معلوم کروں  
مے دیے وہ آٹنا تیار کن ہے ۔۔۔۔ خیر چھوڑ بٹاؤ۔۔۔ تمہیں فی الحال  
اس چکر کو تلاش کرنا ہے جو یہاں کی سرخسائی کرتا ہے۔!“  
میں اسی لئے آیا ہوں ۔۔۔“ عمران نے کہا اور کچھ سوچنے لگا۔

جریان افروز و اثر جید مضرب نظر آ رہی تھی کیونکہ اس نے ابھی ابھی مقصد  
کی کال سیو کی تھی۔ اس کے بعد اس نے ایکس ٹرسے رابطہ قائم کرنا چاہا  
لیکن اس سے طاقت نہیں ہوئی۔۔۔ بلیک زبرد کے فیر پر ہی جواب  
نہ ملا جو اکثر ایکس ٹو کی حیثیت سے دوسرے ماتحتوں کے لئے احکامات  
صادر کیا کرتا تھا!

اس اطلاع کا ایکس ٹو تک پہنچا ضروری تھا کہ مقصد ناکام ہو گیا اور  
تغویر اب بھی اس عمارت میں موجود ہے!۔۔۔“  
اچانک فون کی گھنٹی بجی اور اس نے لیسیور اٹھالیا! دوسری طرف سے  
برسنے والا تغویر تھا!

”تم۔۔۔“ وہ غرایا میں تم سے اچھی طرح سمجھ لوں گا۔۔۔ دیے  
میں اب دستخط ہی مے دوں گا!“

”مگر تم کہاں سے لوں ہے ہو!“ جریا نے پوچھا!

”جتم سے تغویر غرایا!“

”کیا تم کو تیس۔۔۔ ڈی کی، شماریں عمارت سے نکل آتے ہو!“

”تم کیا مانو!“

”جو کچھ بھی ہو اسے ایکس ٹو کے دینا پر ہوا ہے! قابا تم اسی وقت

جگہ نکلے ہو گے جب وہاں گوریاں چل رہی تھیں!“

”ہاں۔۔۔“ مگر اس کا مقصد!“

”تم جانتے ہو کہ ایک ڈھیر میں مقصد سے کبھی آگاہ نہیں کرتا!“  
 ”تو گویا وہ چاہتا تھا کہ میں اس عمارت میں ان لوگوں کے ساتھ تیار  
 کروں!“

”اے! — قصہ... تم نے وہاں سے نکل کر حاکم کا ثبوت دیا ہے۔  
 اس کی ذمہ داری بھری نہیں ماند ہوئی! تم تو یہ ظاہر کیا! اگر مجھے حالات کا  
 علم پہلے ہی سے ہوتا تو میں دیکھا کر کیا کر سکتا تھا!“  
 ”اچھا — اب انی الحال تم اپنے ساتھیوں سے لڑنے کی کوشش نہ کرنا!  
 لیکن پہلے مجھے اس کا یقین دلاؤ کہ گھر تک تمہارا تھا تب ہمیں کیا  
 گیا!“

”میں کچھ نہیں جانتا۔“  
 ”اچھی بات ہے! میں تمہیں حکم دیتی ہوں کہ تم اپنے گھر سے باہر قدم ہی  
 نہ نکالنا! خود کو دہیں نظر بند رکھو!...“  
 ”ٹھ اپ! تم تو یہ گرجا!“ تم مجھے حکم دیتی ہو! تمہاری کیا حقیقت  
 ہے!“

”میری حقیقت یہ ہے کہ تم سب میرے چارچ میں ہو اور اس قسم  
 کے فتیلات مجھے ایکس فوکی طرف سے ملے ہیں! تم گھر سے باہر قدم نہ نکال  
 کر دیکھو!...“ انجیٹو نہیں اپنی پسند کی موت مرنے سے بھی روک دے  
 گا... وہ سب کچھ کر سکتا ہے!“

دوسری طرف سے سلسلہ منقطع ہو گیا! ولے جولیا کو اطمینان تھا کہ  
 اب تم تو یہ دہی کر رہے گا جس کے لئے اس سے کہا گیا ہے!  
 وہ مطمئن ہو کر سہری پر جا بیٹھی!... اور شائد اس کی آنکھ بھی

لگ گئی تھی۔ لیکن فون کی گھنٹی نے اسے اس طرح چونکادیا جیسے وہ ہم کرنے  
 کی آواز رہی ہو!

”ہیلو —!“ اس نے جھپٹ کر لیسیور اٹھاتے ہوئے کہا!  
 ”ایکجٹو —“

”میں سر!“

”کیا خبر ہے —!“

جولیا نے مقصد کے تحرات دہرائے اور یہ اطلاع بھی دی کہ تو یہ  
 دلوں سے بھاگ آیا ہے!

”لیکن وہ لوگ تمہیں سے کیا چاہتے تھے!“

”یہ ابھی نہیں معلوم ہو سکا! میں اسے پھر فون کروں گی!“

”لوں معلوم کرو! کچھ دیر بعد میں پھر رنگ کروں گا!“

دوسری طرف سے سلسلہ منقطع ہو گیا!

جولیا نے دوسرے ہی لمحے میں تو یہ کے فہرڈ ایل کئے! اسے یقین  
 تھا کہ تو یہ صور مل ہو گا!

یہ حقیقت بھی تھی کیونکہ اسے دوسرے رنگ پر تو یہ کی بھرائی ہوئی  
 آواز سنائی دی!

”کون ہے...!“ وہ کسی کھنسنے کتنے کی طرح غرار مل تھا!

”نہیں نہیں آ رہی!“ جولیا نے اپنی آواز میں واضح پیدا کی تھوٹے ہوئے کہا!

”تو یہ کیا کر رہی ہے...“ تو یہ نے کہا لیکن اب آواز میں غرار ہٹ نہیں

تھی البتہ جولیا نے جتنی ضرورت محسوس کی!

”پچھلی رات تم نے مجھے، اسی طرح جھگا کر ہار دیا تھا!“

”اوہ . . . اچھا۔“ تنویر نے زبردستی ہنسنے کی کوشش کی!  
 ”بھئی! میں یہ معلوم کرنے کے لیے مدد بے چین ہوں کہ اس عمارت  
 میں تم پر کیا گزری؟“  
 ”تم یا ایکسٹو!“  
 ”اوہ . . . ایکسٹو . . . میں اُسے فون پر تلاش کرتے کرتے تھک  
 کر سوئی تھی! وہ نہیں ملا۔ اُسے تھمارے متعلق بھی اطلاع دینی تھی؟“  
 ”میرے متعلق — خیر مگر میں یہ نہیں بتا رہا ہوں! تجھے ایکسٹو سے کوئی  
 دلچسپی نہیں رہ گئی!“

”خیر نہ ہو . . . تم فی الحال مجھے بتاؤ . . .“

”میں نہیں سمجھ سکا کہ وہ لوگ کیا چاہتے تھے، وہ لوڑھا جو مجھے لے گیا  
 تھا ایک جرمی ہے اور اس کا نام ہف ڈریک ہے . . . اس نے  
 میری کافی خاطر مدارت کی! دو خوبصورت لڑکیاں میرا دل بھلاتی رہیں!“  
 ”اور تم اس کے باجوہ بھی نکل بھاگے! مجھے حیرت ہے!“  
 ”اوہ — دراصل میں انھوں میں پڑ گیا تھا! کیونکہ میں نے انہیں اپنے  
 متعلق ایک ورد بھری کہانی سنانی تھی میں نے سوچا اگر ان لوگوں نے کہانی کی  
 تصدیق کرنے کی کوشش کی تو میرا کیا حشر ہوگا!“

اس کے بعد تنویر نے سویتلی ماں اور غلام باپ کی کہانی جو اب کو بھی سنانی!  
 جو اب انہیں پڑی اور پھر اُس نے کہا! ”پتر نہیں انہیں کیسے یقین آیا  
 تھا کہ تمہارا باپ زندہ بھی ہو سکتا ہے!“  
 ”کیوں؟“

”اُسے تمہارے گھر سے پر تو ایسی مٹی برکتی ہے کہ دوسری سے دیکھ کر

رہ آنے لگے!“

”مگر تمہیں رحم نہیں آتا۔“ تنویر کی ہنسی میں بے حیائی کا انداز تھا۔  
 ”مجھے تمہیں سے دوا برا بھی دلچسپی نہیں ہے! . . . خیر ماں تو! ان  
 لوگوں نے تم سے کوئی خواہش نہیں ظاہر کی تھی!“  
 ”دفعی نہیں!“ تنویر نے کہا ”لیکن بوڑھے کے انداز سے یہی معلوم ہوتا  
 ہوتا تھا کہ وہ مجھ سے کوئی کام لینا چاہتا ہے! . . . وہ بار بار مجھ سے  
 یہی کہتا تھا کہ تم کسی بات کی پرواہ نہ کرو! میں ایسے فوجیوں کی مدد کرتا ہوں  
 جو اپنے پیروں پر کھڑے ہونے کی خواہش رکھتے ہوں!“  
 ”تم سے بڑی غلطی ہوتی ہے!“

مجھے اپنی اس غلطی پر خوشی ہے کہ میں نادانستہ طور پر انہیں ٹوکے کام نہ آسکا!  
 ”تنویر! . . . پاگل نہ بنو! اس عداوت سے الگ ہو کر بھی تم پیسے سے  
 ذراہ منگوا گئے!“

”لوں میں یہ سمجھتا ہوں کیوں کہ انہیں ٹو ایک انڈیکھی سمازی بکلی ہے پتر  
 نہیں کہ اب کہاں ٹوٹے پڑے گمراہ مجھے مدد ہوگئی ہے!“  
 ”فی الحال تمہیں اپنے مکان میں محدود رہنا ہے! . . . ایجن ٹو کاسی  
 علم ہے۔“

”تمہاری کیا رات ہے!“

میں نہیں ہی رائے دوں گی کوئی اعمال وہی کر دے کہ رہا ہے اس کے  
 بعد دیکھا جاتے گا! وہ اپنے ماتحتوں کو خوش رکھنے کی بھی کوشش کرتا ہے!“  
 میں کراہ اُسی صدمہ میں خوش رہ سکتا ہوں جب وہ مجھے عمران کو قتل  
 کر دینے کی اجازت دے دے!“  
 جو اب نے بڑی مشکل سے اپنی ہنسی ضبط کی! لیکن جب وہ بول تو اسکی

آواز میں ماعتداد قطعے چل رہے تھے اُس نے کہا۔

”میں بھی کئی بار یہی سوچ چکی ہوں!“

”کیا مطلب؟“

”یہی کہ کسی دن کوئی عزت کی چٹنی بنا کر رکھ دے۔“

”مجھ پر اعتماد کرو!“ تنویر کے بچے میں بلا کی بے حد گتھی!“ ایک دن

یہی ہوتا ہے!“

”اچھا اب تم آرام کرو“ جو بیانے کہا اور سلسلہ منقطع کر دیا!

کچھ دیر بعد اس نے دوبارہ اکیٹو کی کال ریسورس کی! اور اسے تنویر

کی کہانی سنائی!

”تی! اے!“ دوسری طرف سے آواز آئی: ”تم سب اپنے اپنے کالوں

میں ٹیک محدود جو۔ کونئیں روڈ وان عمارت پر نظر رکھنے کے لئے صرف عقد

کال ہوگا۔ اس سے کہو وہ اس عمارت کے کمپنوں پر نظر رکھے، ویسے وہ

عمارت کے اندر وہی نقشے سے بخوبی واقف ہو گیا ہوگا۔“

”جی ہاں!“ جو بیانے جواب دیا!“

”بس ٹھیک ہے: تم لوگ اس لئے اپنے کالوں میں محدود کئے جا رہے

ہو کہ حالات بہت پیچیدہ ہیں! اور میں کسی وقت بھی تم سب کو کسی ایک جگہ اکٹبا

کر سکتا ہوں! مگر نہیں ٹھہرو! تم سب اسی وقت دانش منزل میں منتظر ہو جاؤ

اپنے گھروں کو چھوڑ دو!“

”بہت بہتر جناب! مگر تنویر!“

”ہاں ٹھیک ہے! تنویر کو وہیں رہنے دو! اس کا باہر نکالنا یا تم لوگوں کے

ساتھ دیکھا جانا فی الحال مناسب نہ ہوگا۔“

”بہت بہتر جناب!“

”دانش منزل کے ساؤنڈ پروف کمرے میں ایک قیدی ہے! اس کے

کسی قسم کے سوالات کا جواب نہ دیا جائے اور اُسے کوئی نگرانی میں رکھا

جائے!“ دوسری طرف سے کہہ کر سلسلہ منقطع کر دیا گیا!

ڈاکٹر گارڈ کی تجربہ گاہ میں آج عمران کا انتقال دن تھا! اس دوران میں اس نے نہ جانے کتنے باڈیے لیکن کسی خاص نتیجے پر نہ پہنچ سکا ایک بار اس نے غور وری کا وہی باس بن کر سمندر کی تہ کی بھی خبر لی تھی جو ایک پر اسرار علم اور جھوٹ گیا تھا مگر اس کی وہ کوشش بھی فتنہ لہنات ہوئی پانی میں کتنی جھنٹے گزرنے کے باوجود بھی اسے نہ معلوم ہوسکا کہ ڈاکٹر گارڈ کو غوطہ خوری پر عبور کرنے کا کیا مقصد تھا!۔

ڈاکٹر گارڈ نے بھی اب خاموشی اختیار کر لی تھی۔ عمران سے کبھی یہ بھی نہیں پوچھتا تھا کہ وہ کیا کر رہا ہے! اور اس نے اب تک کتنی معلومات حاصل کیں! ویسے عمران انہیں اکثر اس سہارے استغنی پر کسی نہ کسی تہہ کا تجربہ کرتے ہوئے مقررہ دیکھتا:

وہ ان آدمیوں کی تلاش میں بھی تھا جن پر تجربہ گاہ کے راز باہر پہنچانے کا شبہ کیا جاسکتا۔ لیکن ابھی تک وہ اس میں بھی کامیاب نہیں ہوا تھا! غلغلہ اور لغزش بھی تجربہ گاہ کے آس پاس ہی موجود رہتے تھے! اور ان کے پاس زیر و ناخن کے منفری ٹرمینٹر بھی تھے۔۔۔ یہ سیٹ ایسے تھے کہ ان پر زبرد ناخن سیٹ ہی کی گتنگ سنی جاسکتی تھی اور ان سے نشر ہونے والی گتنگ کے لئے جی اسی ماحول کے ٹرانزیٹر کی ضرورت ہوتی تھی۔

عمران نے اپنی کئی باتیں جاگ کر گزاری تھیں۔ اس نے اور اس کے دونوں ہاتھوں نے تجربہ گاہ کے باہری حصے پر نظر رکھنے کی کوشش کی تھی مگر ان دنوں نہ

وہ ان داخل ہونے والے پر اسرار آدمیوں نے اپنے پروگرام میں تبدیلی کر دی تھی! عمران کو کسی رات بھی کوئی شبہ نہ ہوا نہ نظر آسکا! آج شام ہی سے وہ بہت زیادہ متفکر تھا کیونکہ اس کے سفر پر پلاوے تھا کہ کسی کس میں اتنے دن صرف ہو جانے کے بعد بھی کوئی کام کی بات نہ ملے جو سکی ہو۔

وہ آئندہ ویٹری کے نیچے والی بالکنی پر کھڑا شامہ سمندر کی ہریں گننے کی کوشش کر رہا تھا! کوششیں یوں کر رہا تھا کہ نیچے اندھا تھا! دن بھر تاؤ وہ سر ہریں گئے رہکتیاں، رنے کو ترجیح دیتا۔۔۔ کیونکہ جب ہاتھ پر ہاتھ رکھ کر بیٹھ رہتے تو اتنے آجاتے تو اس سے بہتر شغل اور کیا ہو سکتا ہے!

دقت! اس نے آئندہ ویٹری کی بڑی دہریں کے حرکت کرنے کی آواز سنی اور سر اٹھا کر اوپر دیکھنے لگا تاؤں کی چھاؤں میں اوپر اٹھتی ہوئی دہریں اسے صاف نظر آ رہی تھی! وہ پچھتر کے زاویے پر رک گئی! پھر عمران اسے مغرب کی جانب حرکت کرتے دیکھتا رہا! پھر کچھ دیر بعد وہ بندر کی نیچے جھکتی چلی گئی!

گر دوبارہ اپنی اصلی حالت پر اس انداز میں آئی جیسے اسے بڑی لاپرواہی سے چھوڑ دیا گیا ہو! دوسرے ہی لمحے میں عمران نے آئندہ ویٹری کے زینوں پر کسی کے قدموں کی آواز سنی اسے ایسا ہی معلوم ہوا جیسے کوئی دوڑ کر نہینے لے کر نے کی کوشش کر رہا ہو! آئندہ ویٹری کے زینے اس بالکنی تک آتے تھے اور پھر یہاں سے نیچے پہنچنے کے زینے دوسری طرف چلے گئے! عمران انسانی زینوں ہی کے دروازے کے قریب تھا! کوئی بہت تیزی سے بالکنی پر آیا۔

کون ہے! اس نے واسطے سے صبح کر لیا چھا اور عمران نے آواز پہچان لی۔

ڈاکٹر اور تھے!

"عمران! . . ."

"اور . . . عمران تم جو . . . وہ اپنے جوتے پہنا لیا یا نہ . . . بالکل نیا یا تو  
جودہ سروس سے بالکل مختلف تھا! . . . آؤ . . . میرے ساتھ . . . چلو اوپر چلو  
خدا یہ! . . . اٹ نہ . . . کیا میں مٹ گیا۔ تباہ ہو گیا؟ . . ."

"آخر بات کیسے ہے! . . . عمران ان کے پیچھے بڑھتا ہوا بول رہا ہے! وہ پھر آئندہ بڑی  
کے چکر دار زنجیروں پر چڑھ رہے تھے اور ان کی رفتار خاصی تیز تھی!

عمران بھی انہیں کے ساتھ دوڑتا رہا اور اوپر چلتے اور ڈاکٹر دوا دے دیا۔  
دور میں اوپر اٹھائی . اس دور میں کا قطعاً کم از کم ڈیڑھ فٹ ضرور چل چکا . . .

"چلو دیکھو، وہ چمکدار کیمیں دکھوا . . . انہوں نے عمران کی گردن پر کڑکڑدین  
کے سب کے طرف دیکھتے ہوئے کہا: "میں یہ باد ہو گیا، میں تباؤں کا بیٹے تیار کیوں

دیکھو! عمران نے سخت میلون کے دانے پر پکندار کیمیں کا ایک مائل دیکھا! . . .  
اور اس سے ایک چمکدار کیمیں کل کر مغربی افق تک چلی گئی تھی! اس کی طرف دیکھنے کے

ساتھ عمران دو . . . بین کو مغرب کی طرف جھکا کر مائل ہو گیا! وہ چہرے سے ایک اور چیز بھی نظر  
آتی یہ نیلے رنگ کا ایک تہا سا شعلہ تھا . . . اور اس کی رفتار بہت تیز تھی . . .

یہ مغربی افق سے اٹھ کر مشرق کی طرف آ رہا تھا! اس کے ساتھ ہی ساتھ عمران  
کو اٹھاتا چلا گیا . دور میں کی حرکت کا ذریعہ یہ کہ اس کی گتہ کا سیکسٹر تھا . در نہ آتھی بڑی دور میں

کو سنبھالنا آدمی کے پس کا رنگ نہیں تھا! . . .  
جیسے ہی نیلے شعلہ چمکدار کیمیں کے مائل میں پہنچا اس کے پر پیچھے اڑ گئے

عمران نے اسے کسی تھیں چیز کی طرح پیٹتے دیکھا تھا!  
"دیکھو! . . . ڈاکٹر دوا اور اس کے شانے پر اتر کر کھڑے ہوئے! . . ."

"دیکھ لیا، مگر ایک نیا شعلہ بھی تھا جسے میں نے پیٹتے دیکھا ہے!"  
"نیلے۔ شعلہ پیٹتے . . . دیکھو! . . . ڈاکٹر دوا اور رنگ رنگ کر رہے!

ایسا معلوم ہوا تھا جیسے حق سے آواز نکالنے میں دشواری محسوس کر رہے ہوں!  
ان کی تھیں چمک گئیں تھیں اور ان سے نہ صرف ظاہر ہوتی تھی اور نہ ہی کہا جاسکتا

تھا کہ ڈاکٹر دوا خوفزدہ ہے! اس ان کی تھیں ملوں سے انہی جوتی محسوس ہو  
رہی تھیں لیکن چہرہ ہر قسم کے جذبات سے ماری تھا!

پھر عمران کو ایسا معلوم ہوا جیسے وہ پیکر کر گر پڑیں گے! عمران نے اس کے بڑھ  
کر نہیں سہارا دیا! حقیقتاً ڈاکٹر دوا ہوش میں نہیں معلوم ہو رہے تھے عمران

نہیں کر کسی پر بٹھا کر دونوں شانے پکڑے ہوئے سنبھالے رہا!  
اب ان کی تھیں بند ہو گئی تھیں اور وہ گہری سانس لینے لے رہے تھے کچھ

دیر بعد انہوں نے کمزور آواز میں کہا: "مجھے پیچھے لے چلو!"  
"آپ . . . پیٹنے ہی سے اسے دیکھ چکے تھے!" عمران نے جتہ کہا!

"خبر میرے بیان میں کوئی چیز آپ کے لئے غیر متوقع تھی!"  
"کیا نہیں یقین ہے کہ وہ تھکر نیا نقطہ چھٹ گیا تھا!" ڈاکٹر دوا نے

اپنے جوتے پوچھا!  
"مجھے یقین ہے! وہ کسی تھیں کی طرح پھوٹ کر منتشر ہو گیا تھا!"

"میں اب کچھ بھی نہیں رہا عمران!" انہوں نے کمزور آواز میں کہا!  
"میری دریافت مجھ تک ہی محدود نہیں رہی . . . کوئی دوسرا بھی یاد

چینے ہی سے اس پر کام کرتا رہا ہے یا میرا ذہنی کسی طرح اس تک پہنچ گیا ہے  
"لیکن وہ دریافت تھی کیا ہے . . . اور اس رکت جو کچھ میں نے دیکھا ہے

اس کا اس سے کیا تعلق!

ہریش میں تبدیل نہ کرنا۔ اب میں اُن کیوں کی طرف اپنا ایک دور مارا کٹ  
چیکوں گا جو ابھی تھراتی ہی دور میں ہے۔ میں اطمینان کرنا چاہتا ہوں۔۔۔  
میرے خزانہ۔۔۔ اگر اب بھی میرے زلیخوں کی تقدیر ہی ہوتی تو کس کا  
سہو گاہ؟

”مگر اب وہ کیریں ہیں کہاں؟“ عمران نے حیرت سے کہا۔  
”یہ تو دیکھنا ہے کہ وہ کیریں اب بھی موجود ہیں یا نہیں۔۔۔ اگر موجود ہیں  
تو یہ کچھ دیر کی دیر اب راز نہیں رہی۔ میں راکٹ چھینکے جارہوں!  
تم ایک ٹیکنک کے سنے بھی دور میں نہ چھوڑنا۔۔۔“

عمران نے سر ہلا کر یقین دلایا کہ وہ اب یہی کرے گا! پھر وہ دوسری طرف  
موج ہو گیا۔۔۔ ٹو اکڑ داور چائے تھے!

ٹو اکڑ کے بیان کے مطابق دور بین کا ٹرنک ٹھیک کیروں والے پول کی طرف  
تھا۔ اس لئے عمران اندھیرے میں انھیں پھاڑ مارا کہ شاید وہ چمکدار جال پھر  
اسے نظر آجائے۔ لیکن کامیابی نہ ہوتی!

تقریباً دس منٹ بعد ٹو اکڑ کا چوڑا ہوارا کٹ دور بین کی سیدھ میں  
نظر آیا! وہ اپنے پچھلے حصے سے چمکایاں اٹھا ہوا فنڈ میں بند ہوتا جا رہا تھا!  
اُس کی رفتار بہت تیز تھی۔ ذرا ہی کی دیر میں وہ ایک تھمسا چمکدار نقطہ معلوم  
ہوئے گا۔۔۔ اور اچانک عمران نے اس نقطہ کو سبب بائیں اسی طرح پھٹے دیکھا  
جیسے کچھ دیر پہلے نیلے نقطے کو دیکھا تھا۔۔۔ اُس نے ایک طویل سانس لی!  
اب پھر حد نظر تک تاریکی ہی تاریکی تھی۔

دفعتاً عمران اچھل پڑا اور چمڑے اپنی اس وحشت پر ہنسی اگتی۔۔۔  
کیونکہ آواز نہ تو اس فون کے بزرگ کی تھی جیسے عمران نے نظر انداز کر دیا تھا۔۔۔

وہ نیلا نقطہ کسی کا مصنوعی سیارہ تھا۔۔۔ اس رنگت کا پہلا سیارہ میری نظر سے  
گزر رہا ہے وہ روشن کیریں اُسی سیارے نے بنائی تھیں اور پھر انہیں کیروں نے  
اسے تباہ بھی کر دیا۔۔۔ وہ کیریں۔۔۔ مہر۔۔۔ اب دیکھو۔۔۔  
کیا وہ اب بھی موجود ہیں؟

عمران دور بین کے قریب آیا۔۔۔ اور دور بین کو پچھتر کے زاویے پر  
فلک اس نے چاروں طرف نظریں دوڑاں لگیں روشن کیریں کہیں بھی دکھائی نہ دیں!  
”جی نہیں۔۔۔ اب وہ کیریں نہیں دکھائی دیتی ہیں!“ اُس نے کہا۔  
”اچھا ٹھہرو!۔۔۔ مجھے بھی دیکھنے دو!“

عمران دور بین کے پاس سے مٹ آیا۔۔۔ ٹو اکڑ داور کچھ دیر تک دور بین  
کے قریب رہے پھر وہ بھی پھٹے ہوئے برے۔۔۔ ”اُن ٹھیک ہے! اب کچھ  
بھی نظر نہیں آتا!۔۔۔ تمہاری دانست میں سیارہ زمین سے کتنے فاصلہ پر  
رہا ہوگا۔“

”مجھے اس کا کوئی تجربہ نہیں ہے جناب!“  
”یہ سیارہ شریل سے زیادہ نہیں تھا!“

”مگر مجھے تو ایسا معلوم ہوا تھا جیسے ہزاروں میل کے فاصلے پر ہو!“  
”اوہو۔۔۔ تم کیا بڑے سے بڑے ماہر آج کل دھوکے کھا رہے ہیں بگیرہ  
دور بین کبھی غلط بات نہیں بتاتی۔ اس کو حرکت میں لانے والے ٹیکنزم سے  
ایک فاصلہ ہی نہیں پہنچے اور یہ فاصلہ چھوٹا بھی میری اپنی ہی ایجاد ہے! اس  
نے آج تک کوئی غلط بات نہیں بتائی اچھا عمران۔۔۔ مجھے اطمینان کرئیے  
۔۔۔ تم یہیں اسی دور بین پر موجود رہو۔۔۔ میں نیچے جارہا ہوں۔۔۔  
جہاں وہ کیریں مٹنے لگی تھیں۔ دور بین ٹھیک اسی زاویے پر ہے اس کی



یہ باتیں جانب کھڑی کے ایک برکیٹ پر رکھا ہوا تھا۔ عمران نے ریسور اٹھایا!  
"ہیلو... عمران... کیا رات؟" دوسری طرف سے ڈاکٹر کی آواز آئی۔

"نقطہ پھٹ گیا یعنی کویرا مطلب آپ کا راکٹ؟"

"اچھا... تم روم نمبر گیارہ میں واپس آ جاؤ، ڈاکٹر کی آواز کانپ رہی تھی۔  
عمران نے ریسور رکھ دیا اور نیچے جانے کے لئے زینے بٹے کرنے لگا۔ ڈاکٹر  
کی توجہ گاہ کی سطح کی فضا عمران جیسے آدمی کو بھی بھکا دینے کے لئے کافی  
تھی۔

وہ کمرہ نمبر گیارہ میں آیا یہ ڈاکٹر کارلیٹ روم تھا... اس نے ڈاکٹر  
کو ایک آرام کرسی میں پڑے دیکھا! وہ برسوں کے بیمار نظر آ رہے تھے!  
"ڈاکٹر! ان ساری چیزوں سے زیادہ آپ کی پریشانی حیرت انگیز ہے!"  
عمران نے کہا!

"تم نہیں سمجھ سکتے!" ڈاکٹر نے بھرائی ہوئی آواز میں کہا! "وہ یکریبی اب  
بھی وہیں قائم ہیں! اور نہ جاننے کہ تک تاتم رہیں! ویسے اب ان کی دلوں میں  
پیمک باقی نہیں رہی! وہ اب دھوکے کی ٹٹی ہیں! اگر تم اتنی لمبی پر پرواز  
کرتے والے کسی جہاز میں بیٹھ کر ان کی دلوں کی طرف جاؤ تو صبح و سلامت وہیں  
نہ آ سکو گے! جہان کے پیچھے اڑ جاتیں گے!"  
"کیوں؟" عمران نے حیرت ظاہر کی!

"وہ ایک ایسا خطرناک مادہ ہے جو فضا میں پھنے پھنگے کے برابر غلام بنا لیتا ہے!  
اور یہ قاعدہ لمبائی تک بدتر تاتم رہ سکتی ہے! جو چیز بھی اس فضا میں  
پہنچی اس کے پیچھے آؤ گئے۔ تم نے ہر جگہ راکٹر کی دیکھی تھیں وہ دراصل  
پیمکوں کی شکل کی فضا تھیں! جب یہ مادہ آکسیجن سے ٹکراتا ہے تو اس میں چمک

کی پیدا ہو جاتی ہے! اور یہ چمک ہی دراصل فضا بننے کا عمل ہے! کچھ دیر بعد  
ایک جانب ہو جاتی ہے اور فلائیں باقی رہ جاتی ہیں! مگر یہ کچھ عمران سمجھتا  
تھا باتوں کو ڈانڈ رہی رکھو گے! ہو سکتا ہے کہ میری یا اور کسی دوسرے کی بھی یہ دریافت  
ہم نہ ہو سکے پائے! ظاہر ہے کہ مادہ اس وقت جس کے تھپنے میں ہے وہ بھی  
اسے باز میں رکھنے کی کوشش کرے گا!"

عمران کچھ نہ بولا! وہ بہت غور سے ڈاکٹر داور کی طرف دیکھ رہا تھا!  
آخر اس نے کہا! "اس آدمی کو سمجھا کر رکھنا بے حد مشکل ہو گا۔"

"یقیناً ہے۔ اسے تم موت پیشے میں ہی مشدک کر سکو گے! لیکن یہ ضروری  
تک کہ پیشے کے اس برتن میں پہلے ہی سے فضا پیدا کر دی جائے یعنی اس میں  
کمی قسم کی دوسری گیس کا گزرنہ ہو خصوصیت سے آکسیجن کا۔ لیکن آکسیجن  
میں بھی مروجہ ہے اس لئے بہت زیادہ محتاط رہنا پڑے گا۔" میں سمندر  
نے ایسی توانائی حاصل کرنے کی کوشش کر رہا تھا! اس اتفاق سے یہ چیز  
بڑھ چک گئی!"

بہتر ہے ملک سمندر سے ایسی توانائی حاصل کرنے کی کوشش کر رہے ہیں!  
یہ وہ بھی اس دریافت سے دوچار ہو سکتے ہیں!"

ضروری نہیں ہے! طریق کار بہتری ایسی تبدیلیاں پیدا کر دیتا ہے جو کہ  
نئی باتیں حاصل کرتے ہیں اس لئے یقینی طور پر یہ نہیں کہا جا سکتا کہ ہر تجربہ  
کرنے والا اس دریافت کے نتیجے سے ضرور گزرے گا۔"

"مگر جناب! کیا ممکن نہیں ہے کہ کوئی آپ ہی کی دریافت سے فائدہ اٹھا رہا ہو!  
"نا ممکن۔!" ڈاکٹر داور بالکل بڑیائی انداز میں ہنسنے لگا! "کوئی نہیں جانتا کہ

یہ ذخیرو کہاں ہے۔ کوئی نہیں۔ قیامت شک نہیں جان سکتا!

”وہ جو ہرے اسفنج سے تر نشیہ کا کام سے سکیں، بلا شک کے ایسے ہی بن سکیں جو گوشت و پخت کے معلوم ہوں اور ان سے تر نشیہ کا کام یا بائے اپنے لوگوں کے متعلق آپ کو کسی قسم کی خوش فہمی میں مبتلا نہ ہونا چاہیے!“

”نہیں کسی کے دہم و گمان میں بھی وہ جگہ نہیں آسکے گی!“

”آپ مجھے بھی نہیں بتانا چاہتے!“

”نہیں...“

”اچھا تو پھر اسے لکھ لیجئے کہ آپ کا ذخیرو صاف ہو چکا ہے! یہی وجہ ہے کہ ان لوگوں نے نہ ہی عال اپنی سرگرمیاں ترک کر دی ہیں اور اب پھر گاہ کاٹنے بھی نہیں کرتے...“

ڈاکٹر داور سہسے ہو کر بیٹھ گئے اور عمران کو اس طرح گھورنے لگے جیسے خود عمران ہی نے ذخیرو صاف کر دیا ہو!

”تم کیوں مجھے خواہ مخواہ — انھیں میں ڈال رہے ہو! بونو وہ انہیں نکال کر غراتے!“

”میں آپ سے اپنے شے کا اظہار کر رہا ہوں۔ در نہ مجھے کیا! دیے ہیں یہ کبھی نہ چاہوں گا کہ میرے ملک کا انتہائی قیمتی سرمایہ کسی دوسرے کے ہاتھ لگ جائے!“

”اٹھو! اگر یہ حقیقت ہوتی!“ ڈاکٹر داور کہتے ہو گئے، ”ان کی آواز پھر حق میں پہننے لگی تھی!“

”اگر یہ حقیقت ہوتی تو... اس صدی کی سب سے بڑی ٹریڈی ہوگی... اور شاید پھر میں ذمہ نہ سکوں... زندگی بھر میں یہی ایک

کام میں نہ کیا تھا! اور اس کا صحیح مصرف دریافت کرنے کے بعد اسے حکومت کی تحویل میں دے دیتا!“

اس سے بڑا مصرف اور کیا ہوگا ڈاکٹر کہ یہ میں دور مار بیٹنگ راکٹوں سے محفوظ رکھ سکے گی!“

”بیٹنگ ضرور ہوگی!“ ڈاکٹر داور نے سر ہلا کر کہا! ”اے کوئی نہیں روک سکتا! لیکن اس سے دنیا نہیں ختم ہو سکے گی! لوگ اس بیٹنگ کے باوجود بھی زندہ رہیں گے! پھر... ہمیشہ کے لئے خفا کیوں برپا کر دی جلتے...“

موجودہ شکل میں تو یہ مادہ ایسا ہی ہے کہ اس کی بنائی ہوئی خلا میں صد ہا سال تک قائم رہیں گی! اور سکتا ہے کہ کسی طرح میں اس کے اثرات کو عارضی بنانے میں کامیاب ہو جاؤں! اسی منصوبے کو بغیر رکھ کر میں اسے ابھی تک حکومت

کے علم میں نہیں لایا تھا! میرا کام تو اسی وقت مکمل ہوتا جب میں اس کے اثرات کو ای راضی بنانے میں کامیاب ہو جاتا اور اس کا کوئی تعمیری مصرف بھی دریافت کر لیتا! — خیر چلو... میں دیکھتا کہ تمہارے اندیشے

کہاں تک درست ہیں!“

ڈاکٹر داور دروازے کی طرف بڑھ گئے! عمران ان کے پیچھے چل رہا تھا! ڈاکٹر داور اپنے ماتحتوں کو بعض ضروری جرات دے کر چہرہ پر گاہ سے باہر نکل آئے! لیکن عمران نے محسوس کیا کہ وہ خود کو محول پر لانے کی کوشش کر رہے ہیں

ماتحتوں سے گفتگو کرتے وقت ان کی اکواڑ میں نہ تو پہلے کی سی یکپارہت تھی اور نہ قیامت! انہوں نے اپنے ہرے کوشش بنانے کی کافی کوشش

کی تھی! یہ حال عمران کا خیال تھا کہ ان کے ماتحت ان میں کسی قسم کا انہیاتی تغیر نہ محسوس کر سکے ہوں گے!“

بہراندہ میرا تھا۔ . . عمران کو کھلی نضا کی ٹھکی بڑی خوشگوار معلوم ہوئی۔  
 . . . اودہ پیدل ہی چلتے ہے! ڈاکٹر داور کا رخ اپنے بچکے کی طرف تھا۔  
 عمران اس سے پہلے ہی ایک اودہ ہار تھا ان کے بچکے کی طرف جا چکا تھا۔  
 اور اسے علم تھا کہ ان کی لڑکی شعی و ان تنہا رہتی ہے! اس نے دو ایک بار  
 شعی سے گفتگو بھی کی تھی! اور اس بچے پر پہنچا تھا کہ وہ ایک میدی سدا  
 لہر ہے نہ صرف قسم کی لڑکی ہے۔

”آپ تو شائد! بچکے کی طرف ہمارے ہیں! عمران نے کہا!

”ہاں۔“

”مگر آپ اپنا ذخیرہ دیکھنے کا ارادہ رکھتے تھے!“

”وہ وہیں ہے!“ ڈاکٹر کی آواز جیسی تھی!

”اودہ۔“ عمران پلتے پلتے رک گیا!

”کیوں پر کیا ہوا!“

”کچھ بھی نہیں پتے!“ عمران آگے بڑھا ہوا بولا! اس بات پر مجھے  
 حیرت ہوئی تھی کہ وہ وہیں ہے!“

”نہیں حیرت نہ ہوئی چاہیے! جب تک وہ شیشے میں مقید ہے آنا  
 بے ضرر ہے جیسے صابن کا ڈھیر! میں نے ایسا انتظام کیا ہے کہ اس میں  
 کوئی قفس بھی واقع نہیں ہو سکتا!“

”جناب! آپ کہاں ہیں! میں یہ عرض کر رہا تھا کہ صابن زلوی دہان تھا  
 رہتی ہیں! اور کوئی ایسا انتظام بھی نہیں ہے کہ مکان کی نگرانی ہو سکے!“

”اس سے کوئی فرق نہیں پڑتا! وہ ذخیرہ ایسے ترخانوں میں ہے جہاں  
 تک پہنچنا ہی مشکل ہوگا۔ بلکہ ناممکن ہی سمجھو!“

”کیا وہ ماسے ترخانے آپ کے خود ہی بناتے تھے!“

”نہیں مزدوروں نے بناتے تھے! مگر یہ اُس زمانے کی بات ہے جب  
 اُن طرقات میں موت دہی ایک عمارت تھی اور کوئی نہ جانتا تھا کہ میں ایک  
 مائنسٹ ہوں اور کبھی وہاں میری دہرے اتنی آبادی ہو جائے گی۔ . .  
 اُس وقت اتنی بڑی تجربہ گاہ قائم کرنے کا تصور بھی میرے ذہن میں نہیں تھا۔  
 رہ گئے تھے خانے کے کچھ ترخانوں کا شوق ہمیشہ سے راستے اور میں نے اپنے  
 ترخانے میں سائنٹفک اموالوں کے تحت تیار کر لئے تھے! تم یہ نہیں محسوس  
 کر سکو گے کہ ترخانے میں ہوا!“

”وہ چلتے رہے! رات سائیں سائیں کر رہی تھی۔ . . اور سندر کی طرف  
 سے آنے والی نمک آلود ٹھنڈی ہوا میں ایک عجیب سا ماحول پیدا کر رہی تھی!  
 ”اچھا!“ عمران نے آہستہ سے پوچھا!“ کیا وہ مادہ آپ نے تنہا  
 دہان منتقل کیا تھا! . . .“

”بالکل تنہا! کسی کر بھی ملے نہیں ہے کہ ذخیرہ کہاں ہوگا! میں نے اپنی آلات  
 راتیں جاگ کر گزار دی ہیں۔ اور بار بار مزدوروں کی طرح کام کیا ہے!  
 محض اس لئے کہ میں اس دریافت کو راز رکھ سکوں! اتہر خانوں میں ایسی  
 جگہ بھی میں نے ہی بنائی تھی۔ جہاں اُس کا ذخیرہ ہے!“

”وہ بچکے کی کیا ڈنڈ میں داخل ہوئے! بعض کھڑکیاں روشن نظر آ رہی  
 تھیں! صدمہ دروازہ بند تھا۔ ڈاکٹر نے کال ملی کاٹیں دیا۔ کچھ دیر بعد ایک  
 نوکر نے دروازہ کھولا اور شائد غصات وقوع ڈاکٹر کو دیکھ کر کچھ اٹھلا سا گیا!  
 ”کیا بے بی جاگ رہی ہے! ڈاکٹر داور نے پوچھا۔“

”جی ہاں۔ . . جناب! نوکر ایک طرف ہٹا ہوا بولا۔“

”اسے اسٹڈی میں بھیجنا چاہیوں گا لپھاتی آئے، ڈاکٹر داور نے  
اسٹڈی کی طرف بڑھتے ہوئے کہا، لو کہ آگے بھاگنا!  
دو دو تین اسٹڈی میں آئے اور عمران ڈاکٹر داور کے اشارے پر ایک  
طرف بڑھ گیا، کچھ دیر بعد سٹی اسٹڈی میں داخل ہوئی۔  
”اوہ... پاپا... آپ... بالکل خلاف توقع! وہ بگڑائی  
ہوئی مٹی تھی!“

”کیوں؟“ ڈاکٹر نے اسے گھور کر دیکھا!  
”کچھ نہیں... کچھ بھی نہیں! اچھا آپ خلاف توقع نہیں آئے!“  
”ہاں آیا ہوں۔ چابیاں!“  
”چابیاں اس وقت کیا ہوں گی۔“  
”بے بی تم جانتی ہو کہ میں آج کل بیدارم الفریسٹ رہتا ہوں۔ لیکن کچھ  
دنوں بعد میرے پاس وقت ہی وقت ہوگا! پھر تم مجھ سے بات چیت  
پر بحث کرنا!“

”چابیاں تو میں نہیں لاتی!“  
”لاؤ۔! مجھے تمہارے کھولنے ہیں!“  
”تت... تمہارے۔۔۔“ سٹی بھگتی، اوہ کچھ مڑا سہی  
نظر آنے لگی تھی!  
”ہاں جلدی کرو!“

عمران بہت غور سے سٹی کو دیکھ رہا تھا! اس نے اس کے چہرے پر مضبوطی  
تغیر کے آثار محسوس کرتے اور احمقانہ انداز میں پکیں جھپکائیں!  
”میں چابیاں لاتی ہوں! سٹی جلدی جلدی بولی! ابھی ایک منٹ میں آپ

میں ٹھہریے میں فرما آئی... فرما!“  
”وہ دڑتی ہوئی چلی گئی، ڈاکٹر داور ہنسنے لگا!  
”اس کا بچپن ابھی تک نہیں گیا عمران!“ انہوں نے کہا: ”وہ بچے جو ماں  
کی ماتا سے محروم رہتے ہیں کتنے عجیب ہوتے ہیں!“  
”اٹھیے! عمران اٹھنا ہوا بولا!  
”کیوں؟ کیا مطلب!“

”میں نے اپنے باپ اندھیرے میں نہیں بیاہ کئے! جلدی کیجئے! ورنہ  
آپ کو زندگی بھر انوسس رہے گا!“  
”کچھ کہو گے میں!“ ڈاکٹر داور جھجھکا گئے!  
”تمہارے کی طرف چلتے۔۔۔ فرما!“

”کیوں؟“  
”ڈاکٹر...“ وہ دقتا عمران کا چہرہ خوفناک ہو گیا!  
”گگ... کیا بیہودگی ہے!“  
”اٹھیے...! عمران نے ریلوے لڑکھان لیا اور اس کا رخ ڈاکٹر کے  
سینے کی طرف تھا۔ ڈاکٹر اچھکھٹے ہو گئے۔

”میں نہیں جانتا تھا کہ تم فراد ہو!“ انہوں نے دانت پیس کر کہا۔  
”میں بڑی گدے دباؤں گا۔۔۔ ورنہ۔۔۔“ عمران نے دھڑلنے  
کی طرف اشارہ کیا!

ڈاکٹر داور نے اپنے دونوں ہاتھ اٹھا دیئے تھے، اوہ اس طرح چل رہے  
تھے جیسے کوئی حق پرستی کی پاداش میں چانسی کے تنگے کی طرف جا رہا ہو۔  
جلے پروا۔۔۔ زمین کی چھاتی میں دھمک پیدا کرتا ہوا... غرے

سینے تانے۔۔۔!

اور پھر اچانک وہ ٹک گئے۔۔۔ سامنے شمی ایک دروازے پر ٹھک رہی  
اس کا قتل کھولنے کی کوشش کر رہی تھی۔ دربار بار اس طرح کبھی کو بھاڑنے لگتی  
تھی جیسے اس کے اندر پھنسے ہوئے زردو بخاری کی وجہ سے قتل کھولنے میں دشواری  
پیش آ رہی ہو!

وہ ان کی آہٹ سن کر سیدھی کھڑی ہو گئی۔۔۔ اور اس بار ڈاکٹر نے  
بھی اس کے چہرے پر سراسیمگی کے آثار دیکھ لئے تھے!  
”کیا ہو رہا تھا۔“ انہوں نے گرج کر پوچھا۔ ”میں نے تم سے صرف  
کتبیاں طلب کی تھیں!“

”مہربانی کر کے ہاتھ گرا لیجئے ڈاکٹر!“ عمران نے کہا! میرا فی الحال وہاب  
حبیب میں ہے۔ میں دراصل آپ کو یہی دکھانا چاہتا تھا!  
شمی کھڑی بری طرح کانپ رہی تھی! وہ کچھ کہنے کے لئے ہونٹ  
جاتی اور پھر منبھولی سے بند کر لیتی۔۔۔

”اگر آپ دیکھتے تو میں آپ کو یہ منظر نہ دکھا سکتا!“ عمران پھر بولا۔  
”بے بی۔!“ ڈاکٹر نے بھرائی ہوئی مردہ سی آواز میں کہا! اب انہوں  
نے مراکز عمران کی طرف بغیر اپنے ہاتھ نیچے گرا دیئے تھے!  
”پپ۔۔۔ پاپا!۔۔۔ خدا اسے لئے۔۔۔ مجھے اسے وہاں  
سے جٹا دینے دیجئے!“

”کسے۔۔۔ تم کیا کہہ رہی ہو!“ ڈاکٹر کی آواز پھر کھشت اور بلند گئی!  
”وہ بیجاری۔۔۔ وہ خود کشی کر لے گی۔۔۔ وہ بنا۔۔۔ بے ہوش  
خونگی سہ اگر کسٹل لگائے!“

”کسٹل لگائے۔۔۔۔۔ ڈاکٹر نے پلکیں جھپکائیں!

”جی ہاں۔۔۔ خیالات کی ترجمانی کرنے والا آلہ!“

”بے بی! کیا تیرا دماغ خراب ہو گیا ہے!“

”ہاں خدا کے لئے میری بات سن لیجئے! اس کلمے گرازمند میں گرا کر تیاہ  
ہو گیا تھا! اس لئے وہ واپس نہ جا سکی!“

”کون ہے۔ کیا بلا ہے۔۔۔ کہاں واپس نہ جا سکی!“

”ایک لڑکی سب۔۔۔ بیجاری۔۔۔ اس کا نام ہی نہیں ہے۔

۔۔۔ پاپا۔۔۔ نیپاریا میں ناہوں کی بجائے نمبر ہوتے ہیں! پاپا سیاپ

بگتے ہیں تاہم ہر وہ لسلے کو سبیا کہتے ہیں!“

”مخفی تو پاگ ہو گئی ہے یا میرا مذاق اڑا رہی ہے!“

”ڈاکٹر۔۔۔ عمران رو دینے والی آواز میں بولا!“ صفایا ہو گیا۔۔۔

اب میں تو چلا!“

”کہاں!“ وہ غرور عمران کی طرف پٹے! اور عمران چھت کی طرف

اٹکی اٹھا کر بولا! ”جانہ میں۔۔۔ وہاں بریلی کے سب سے اونگھو کی بری کا بزنس

خوب چلے گا! اس کے علاوہ اب لو کوئی چارہ نہیں رہ گیا!“

”کیا تم سب مجھے گدھا سمجھتے ہو!“ ڈاکٹر مل کے ہل چیتے۔

”نہیں!۔۔۔“ عمران سعادت انداز میں سر ہٹا کر بولا! ”میں تو گدھے کو

جی لانا ڈوڑی سمجھتا ہوں۔۔۔ لیکن سپاریا اور ریاضی کی داستان

مجھ سے مارا نہیں سنی جاتی! کان پک گئے ہیں!“ اور اب آپ آرام

فرمائیے کیونکہ آپ کا ذہن خالی ہو چکا ہوگا! قسمت والوں ہی کے میاں نہ ہر

کے ہاتھ سے تان کر تے ہیں!“

اور اس کی ذمہ داری بھی سر سچھ پر ہی عائد ہوتی ہے۔ میں نے اسے فرشتہ بنانے کے چکر میں گامزدی بنا دیا ہے

”غیر۔ چلیے۔۔۔“ غمراہ دروازے کے سامنے سے ہٹا ہوا بولا!

• مگر کبھی کہاں ہیں! •

”میں اُسے نوکرانہ کی محنت میں پھوڑا دیتا ہوں۔“

ہاکیا! نہیں اس کو خیر سے کما علم تھا!

”نہیں ارہ اسی جگہ نہیں ہے کہ ہر ایک کلفٹن پر پڑے کے! چلو میں تمہیں دکھاؤں!“

مجھے یقین ہے کہ، ابھی کچھ نہیں گزرا !

ڈاکٹر داؤد نے تین کھول کر دروازے کو دھکا دیا . . . کمرہ تاریک

تھا اور انہوں نے اندر داخل ہو کر روشنی کی! عطران چاروں طرف بھور دیکھ  
رہا تھا اُس کی نظر ایک کھڑکی پر ٹھہر گئی!

”یہ کھڑکی غالباً ہینکلے کی پشت پر کھلتی ہوگی؟“ عمران نے کہا!

”ہاں — آں :“ ڈاکٹر چپکے کر بولے اب وہ بھی کسٹری جی کو گھور رہے

میں نے بالیا معلوم ہو رہا تھا جیسے وہ باطل ہی خالی الذہن ہو گئے ہوں۔ عمران نے آگے بڑھ کر کھڑکی پر ہاتھ رکھا اور وہ اسے کھلتی ہوئی سی محسوس ہونے لگی۔

اُسے پوٹھ ہیں کیا گیا تھا!

یہ کمری بھی محدث ہی ہے! عمران بیٹا دیا!

”یہ اہم وقت معلوم ہو گا کہ جب آپ تھوڑے خانے میں جلیں گے!“

"ڈاکٹر داؤد نے کھڑکی پر ہاتھ رکھ کر دیکھا اور پھر دوا سے لگے ہوئے

”ادھی تو نے یہ کیا کیا!۔۔۔ ڈاکٹر دانت میں کر لے!“

”اگر کسی مصیبت زدہ کو پناہ دینا ایسا بڑا ہے تو میں ابھی زہر کھاؤں گی!“

ابھی بچہ کنی! اور بچاری چونکہ ایک دوسرے سے تعلق رکھتی

”تم اُسے تو خدا زبردستی دے رہے ہو۔“

اس نے کہا تھا کہ اگر میرے علاوہ اور کسی دوسرے نے تم سے کہی

وہ خود کشی کرے گی۔ یا یا میں سچ کہتی ہوں اگر آپ نے اسے

سکھنے کی کوشش کی تو میں دوپٹے سے اپنا گلا ٹھونٹ لہو گی۔“

اور میں رونا لہے۔۔۔ جی ہاں، "عمران میر ہا کر لولا"

انفا و تخم منہ و رحمہا۔

میرے ساتھ آؤ! ڈاکٹر اس کا ہتھ بکڑ کر اسٹیڈی کا طرف گھستے رہے

”عمران تم ہیں عسکر و!“

تقریباً پندرہ منٹ تک عمران کو وہی کھڑے

اگر دولت و ملت را در نظر بگیریم

”اے لڑکی۔ اپنی زبان کھولو! مجھ سے یہ سیاتوں والا فراڈ نہیں چل سکے گا! ڈاکٹر نے غرا کر کہا۔

”ڈاکٹر۔ آپ اس کی خبر لیجئے: اسے میں دیکھ لوں گا!“  
ڈاکٹر دلوں کے لیے ایک طرف بڑھ گئے! اور عمرن قمر سیاح گھورتا رہا! اس نے یہ نہیں دیکھا کہ ڈاکٹر کھڑکے کھڑکے تھے!  
”کیا تم اب بھی گونجی ہی رہو گی!“ عمرن نے ٹھنڈی سانس لے کر پوچھا!  
”نہیں! اب اس کی ضرورت باقی نہیں رہی!“ قمر سیاح مسکرائی!  
”یہ کیا قصہ ہے؟“

”کچھ بھی نہیں! مجھے قصے کا علم نہیں! میں تو معقول معاوضے پر کام کرتی ہوں!“

”معقول ترین کوا! اس بار میں جو معاوضہ ادا کروں گا وہ معقول ترین ہو گا! تم خوش ہو جاؤ گی! کیونکہ تم نے شکال والے واقعے کے بدوعد کیا تھا کہ شرافت کی زندگی بسر کرو گی!“

”میں یقیناً شرافت کی زندگی بسر کر رہی ہوں!“  
دفعتاً عمرن دوڑتے ہوئے قدموں کی دواز سے چونک پڑا۔  
اور پھر اُسے ڈاکٹر دوا دے دکھائی دینے! جو دوڑتے ہوئے ایک راہداری سے ٹکے تھے۔!

”اوہ۔۔۔ عمرن۔۔۔ عمرن۔۔۔ تین ہزار کیوبک انچ غائب ہے۔۔۔!“ انہوں نے چیخ کر کہا اور قمر سیاح پر اس انداز میں بھٹے جیسے اُسے لاری ڈالیں گے اگر عمرن بیچ میں آگیا! قمر سیاح مسکرا رہی تھی! اس نے کہا! ”خط ننگ چیز ہے اس لئے ٹھوڑی تھوڑی لے جانی جا رہی ہے!“

ایک سو بیس ہزار پر ایک بن دیا!۔۔۔ ہلکی سی گھبراہٹ سناں دی اور نمبر کے درجہ کا وہ مختصر جس پر وہ کھڑے ہوئے تھے نیچے دھنسنے لگا!۔۔۔  
عمرن اوپر دیکھنے لگا تھا کیونکہ فرش کی غلابی پڑ جوتی جا رہی تھی! دیوار کی جڑ سے ایک دوسرا فرش برآمد ہو کر خالی بلکہ کواہتہ ہستہ پڑ کر تاجا رہا تھا! جیسے ہی ان کے پیروں کے نیچے کا تختہ زلکا۔۔۔ اوپر کی تھلائی غائب ہو گئی۔۔۔ عمرن نے خود کو ایک کتہہ دتر خانے میں پایا لیکن اُسے اتنی ملت نہیں مل سکی کہ وہ اس کا تھیلیں جائزہ لیتا! کیونکہ اُسے ایک لڑکی نظر آئی جس نے اپنا پھرہ دونوں لمحوں سے چھپا رکھا تھا! اور وہ انہیں دیکھتے ہی بستر سے اچھل پڑی تھی! ڈاکٹر نے ہرٹل سکڑ کر اپنے سر کو حقیقت سی جلیش دی!

”اے عمرن! عمرن! تم جیسا کہ بولا! تم خدایا اپنا کپل ٹیگاز تو نکالو تاکہ میں تمہیں کرسینا روز پٹی کی ایک نظم سنا سکوں!“

لڑکی کو نہ ملنے! پرستہ اپنا چہرہ چھپاتے رہی! ڈاکٹر نے غصیلے انداز میں اُسے بلکہ کر اُس کے چہرے پر ہاتھ بٹا دیتے! اور عمرن اس طرح اچھل پڑا جیسے کسی نے اچانک سر پر لٹھر رسید کر دیا ہو!۔۔۔ اور اس لڑکی کے حق سے بھی ایک خوفزدہ سی آواز نکل!

یہ لڑکی تھی۔ قمر سیاح بیل بی آف میڈیا! عمرن نے اچھا انداز میں اپنی پلکیں جھپکائیں! لیکن وہ غافل نہیں تھا! جانتا تھا کہ قمر سیاح بجلی ہے! خدا نظر بھی پھر اس کا ہاتھ آنا مشکل ہو جائے گا!

”اب تو کپل ٹیگاز بجا کر کچھ بھی ہو! اس کے بغیر ہی ہمارے خیالات کی ترجمانی ہو رہے گی۔ کیوں!“ عمرن مسکرایا! لیکن قمر سیاح خاموش ہی ٹھہر رہی تھی!

”تم کون ہو شیطان کی بچی!“

”ہیں شیطان کی بچی!“

ڈاکٹر آب و سنت نہ سنا یہ کیجئے! اوپر جائیے اور بقیہ کی حفاظت  
کے لئے جو کچھ کر سکتے ہوں کیجئے گزشتہ گزشتہ!“

عمران تقریباً اکھڑا ہوا تھا اور پھر سر ہلچے میں پوچھا: ”وہ کون تھا جس سے  
تقین ان تہہ فانیوں کا ظلم ہوا تھا؟“

”جو کوئی بھی ہو اس کا علم تمہیں کسی نہ ہو سکے گا!“ تقریباً مسکراتی عمران  
تمہارے لئے غفلت مہیا ہو!“

”ارے۔۔۔ یہ تو اس طرح گفتگو کر رہی ہے جیسے تمہیں پہلے سے جانتی  
ہو!“ ڈاکٹر نے حیرت سے کہا!

”کیجئے! اس دیوانے سے عشق ہے ڈاکٹر! اور!“ تقریباً نے ہنس کر کہا!

”تم کون ہو! بتاؤ ورنہ میں بہت بڑی طرح پیش آؤں گا!“ ڈاکٹر نے کہا  
اور چہرہ لڑکے کی طرح پڑے انہیں ایسا محسوس ہوا تھا جیسے کوئی کتے کا پاؤ

ان کے پیروں کے نیچے آکر جھج پڑا ہو۔۔۔ عمران نے لگا لگا کر ڈاکٹر  
اعتراف کی طرح چاروں طرف دیکھنے لگا!

”آپ کچھ خیال نہ کیجئے ڈاکٹر! عمران نے کہا!“ جہاں یہ عورت موجود  
ہو وہاں سب کچھ ممکن ہے۔۔۔ ویسے کیا آپ یہ بتائیں گے کہ آپ کا کیکڑی

کتنے دنوں سے آپ کے ساتھ ہے!“

”وہ۔۔۔ میرت۔۔۔ میں۔۔۔ میں۔۔۔ وہ بہت عرصہ سے

میرے ساتھ ہے! اور میں اس پر اعتماد کرتا ہوں!“

”کیا یہ عمارت اس کے سامنے جی تھی!“

”ہاں۔۔۔ اُن گزشتہ تہہ فانیوں میں اس پریشانی نہیں کر سکتے! اس سے زیادہ  
نیک نرانیسی! آج تک دوسرا کوئی میری نظروں سے نہیں گذرا!“

”آپ کی نظروں سے نہ گذرا ہوگا لیکن میں نے اس سے بھی زیادہ نیک  
نرانیسی دیکھی ہے! اس سے آپ براہ کرم فی اعلیٰ پہلے تو اسے اپنے آدمیوں کی

نگاہ میں دیکھتے ہو! اس کے بعد پہلی ایک فوجی دستہ طلب کرنے کی کوشش کیجئے!  
مجھے یقین ہے کہ آپ اس میں آسانی سے کامیاب ہو جائیں گے! لیکن اس

نرانیسی پر نظر کیجئے گا! اگر وہ کل گیا تو میری کچھ بھی نہ کر سکیں گے!“

ڈاکٹر دودھ سے ہلچے ہوئے گئے!۔۔۔

”ہاں! اب تم بتاؤ تقریباً!“ عمران نے کہا!“ تم نے وعدہ کیا تھا کہ تم اب  
شرانیت سے زندگی بسر کرو گی!“

”مجھ سے کوئی کمینہ پن سرزد نہیں ہوا۔۔۔ میں اپنے ملک کے لئے  
کام کر رہی ہوں! اور اگر اپنے ملک کے لئے کام کرنا کمینہ پن ہے تو مجھ سے

بھی بڑے کمینے ہو! کیونکہ خود تمہاری کوئی پوزیشن نہیں ہے۔۔۔ تم  
تو اپنے ملک کے ایجنٹوں کے ایجنٹ ہو!“

”میں اس بحث میں نہیں پڑنا چاہتا!“ عمران نے اپروائی سے کہا!  
”لیکن اس ملک کا نام ضرور معلوم کروں گا!“

”میں نام ہی بتا دوں گی! تلخی نہیں چھپاؤں گی! لیکن یقین نہیں کر  
سکے گی!“

”یہ مجھ پر چھوڑ دو!“

”اس ملک کا نام زبرد لیٹس ہے! اب تلاش کرو نقشے میں ملے تو اسے  
محض کچھ اس سمجھو!“



”تقریباً میں سختی سے جی پیش آسکتا ہوں!“  
 ”تم مجھے مار ڈالو ڈنیر۔۔۔ اچھل ملاقات سے اب تک ایک بل کتے  
 بھی میرا ذہن تمہارے خیال سے خالی نہیں رہا۔ میں نے آج تک اتنی شدت  
 سے کسی کو بھی نہیں مارا۔۔۔ کبھی نہیں۔۔۔“  
 ”میں یہ سوچے بغیر تم پر تشدد کروں گا کہ تم مجھے کتنا پاہتی ہو!“  
 ”میں نہیں روبرو ہوں عمران۔۔۔ تمہارے قریب۔۔۔ تمہارے  
 سامنے۔۔۔“ تقریباً نے غصہ کی مٹھی سامنے کر کہا: ”تم اگر مجھے مارو گے!  
 تو یہ بھی ایک طرح کی لذت ہی ہوگی میرے لئے۔۔۔“  
 ”تقریباً نے آنکھیں بند کر دیں اور خوابناک لہجے میں بولی: ”عمران کا ہاتھ۔۔۔  
 میرا گال۔۔۔ عمران مار دے مجھے مارو۔۔۔ جس شدت سے مجھے تم سے  
 پیار ہے اتنی ہی قوت سے مارو۔۔۔ مارو۔۔۔“  
 عمران نے تہمتہ لگایا۔۔۔ اور پھر تقریباً کے فائدے پر ہاتھ رکھ کر بولا:  
 ”میں تمہیں ماروں گا فوراً۔۔۔ ارے سرے۔۔۔ میرا ہاتھ۔۔۔“  
 ”کیڑے پڑیں اس میں!“  
 ”اُس کا لہجہ ٹیٹ ڈی بڑھتیوں کا سا تھا۔۔۔“  
 ”مگھڑی نہیں عمران۔۔۔“ تقریباً آنکھیں کھول کر سنجیدگی سے بولی۔  
 ”تمہارا یہ لہجہ مگھڑی سے بے فرق ہے۔۔۔“ پیسے تمہارے لہجے میں غلوں  
 تھا جب تم تشدد کی دھمکیاں دے رہے تھے۔۔۔ بگرا اب۔۔۔“  
 ”میں صرف یہ معلوم کرنا چاہتا ہوں کہ تم کن لوگوں کے لئے کام کر رہی ہو!  
 اگر تم نے نہ بتایا تو میری ہف ڈریک تو میری ٹیمپوں ہی میں ہے!“  
 ”اوہ۔۔۔ اس مذہک آگے بڑھ چکے جو:“ تقریباً نے حیرت سے کہا

پھر جس کہ پیار مجھ سے مجھے میں بولی: ”۔۔۔ میں پہلے ہی جانتی تھی کہ عمران  
 ڈریک کے ملک میں ایک نہیں پنے گی۔ اچھا بہتر ہوگا کہ تم ہف ڈریک ہی کو ڈالنا۔  
 ۔۔۔ نہ میں اپنے ملک سے غدار کی کر سکتی ہوں۔۔۔ اور نہ اس کو دہم  
 میں جو ملک کر سکتی ہوں:“ تقریباً نے سینے پر ہاتھ رکھ کر کہا:  
 ”میں نے تمہیں ہف ڈریک کے متعلق یہ نہیں بتایا تم پہلے ہی سے واقف  
 ہو۔۔۔ اس لئے اس سلسلے میں میرا خیال مجھے طاقت نہیں کر سکتا۔“  
 ”تم اب تک یہاں کیوں قید رہیں گے کیوں نہیں گئیں!“  
 ”جب تک کہ اس خطرناک دنیا تک کا غور اساحتہ بھی یہاں باقی تھا میں  
 نہیں جا سکتی تھی! ہم یہ کام خاموشی سے کرنا چاہتے تھے! پسے کوشش کی گئی تھی  
 کہ اسے چھوڑا ہی نہ جاے! بلکہ یہ معلوم کرنے کی کوشش کی جائے کہ یہ مادہ حامل  
 کیسے ہوتا ہے۔۔۔ مگر اس میں ناکامی ہوئی اور عمران اس بولی سچی کے  
 لئے میں بیکہ غموم ہوں۔۔۔ مجھے اس سے بڑا افس ہو گیا ہے! خدا کے  
 لئے اُسے ڈاکٹر کے تشدد سے بھانا۔۔۔“  
 ”تم اپنی بناؤ کہ قتل سے سناؤ کیا سلوک کر دوں۔!“  
 ”صرف ایک بار کہہ دو کہ تمہیں جی میرا خیال ہے۔۔۔ اس کے بعد  
 میری لاش سڑکوں پر گھٹیتے پھرنے۔۔۔“  
 ”نہیں میں تمہاری لاش کی جیل بناؤں گا اور ہر شائستہ میں ٹوسٹ پر لگا  
 کر کہا کروں گا!“  
 ”لیکن مجھے افسوس ہے کہ اس کے لئے مجھے بہت انتظار کرنا پڑے گا!  
 کیوں کہ پہلے تو تم قید میں ملکی جاؤ گی پھر کیس چلے گا!۔۔۔ اور اس کے  
 بعد نہ جانے کیا ہو گا!“

”تم میرے جھگڑاؤں نگاہ کے بعد ہی کہہ دینا کہ تم بھی اپنے دل میں میرے لئے تھوڑی بہت جگہ رکھتے ہو۔“

عمران — میرا جرم اپنی جگہ پر — اور دل . . . میں کیا کروں . . . میں جانتی ہوں کہ میرے لفظ تم پر سے اسی طرح ڈھلک رہے ہیں جیسے کسی ترپے پر بڑے ہوتے پتھر سے سلیڈنگ کے قطرے — میں اپنے غم کے سلسلے میں تم سے کسی قسم کی رعایت نہیں مانگ . . . یہ نہ کہنا . . . میرے ساتھ جو بڑا دل چاہے کرو . . . لیکن صرف ایک بار اصرار کر لو کہ تم جی . . . ”کو میں بھی . . . !“ عمران نے بڑا سامنے بنا کر ٹھنڈی رائس لی کچھ اور بھی کنا چا کر صرف اُسے گور کر رہ گیا !

”لوں . کو ! خاموش کیوں ہو گئے !“

”میں فی الحال اس مسئلے کے علاوہ اور کسی موضوع پر گفتگو نہیں کر سکتا !“

”لوں . میں جانتی ہوں ! تم ایسے ہی ہو . . .“ تقریباً نہ ٹھنڈی رائس لی ! اُسکے چہرے پر گہری اداس چٹائی تھی !

”ہف ڈریک کس کو مجھ پر دہ ہے . . . !“ عمران نے پوچھا !

”یہاں تمہارے کلب میں وہ کسی کو بھی جبراً نہ ہیں . . . اسے پارٹل کا لیٹر سمجھو !“

”تھریس ! . . . !“ عمران کچھ کتے کتے ڈک گیا ! . . . اس بار پھر اُس کے لہجے میں پیار تھا :

”آؤ — ! تقریباً نے آنکھیں بند کریں ایسا معلوم ہوا جیسے وہ اس لہجے کی سزاؤں میں کھو جاتا چاہتی ہو ۔“

”عمران . . . ڈرنگ . . . !“ وہ اُسی طرح آنکھیں بند کئے ہنسے رک

ڈک کر بولی ؟ اس بچے میں غلوں نہیں ہے ۔ گھر . . . تھریس . . . !

آج تک کسی نے بھی مجھے اتنی جتنہ کھلی سے مخاطب نہیں کیا . . . جو میرا لیڈر ہف ڈریک بھی مجھے ادا م کہہ کر مخاطب کرتا ہے ۔ اُن کتنی ملاوت ہے . اس جتنہ کھانا بیچے میں — اس طرزِ مخاطب میں — عمران میں پیاسی ہوں . . . اس بچے کی پیاسی — ہوں اس مخاطب کی پیاسی ہوں ۔ لوگ مجھ سے ڈرتے ہیں ۔ ہف ڈریک بھی میرے سامنے کھانا نہ کھاتا ہے ۔

گھر میں پیاسی ہوں — تھریس !“ وہ اپنے ہونٹوں کو اسی انداز میں داسے کی شکل میں لائی جیسے کسی کو لوسہ دینا چاہتی ہو ! اور پھر اُس نے آنکھیں کھول دیں !

”تم . . . ! حالات کو پیچیدہ بنا رہی ہو ! تھریس ! . . . !“

”میں یہاں موجود ہوں عمران ! یقین رکھو اگر تمہارے سبائے کوئی اور توہما تو اب تک اس کی ڈیور کا بھی پتہ نہ چلتا کیونکہ میرا کلب ساہسی ترقی کے میدان میں ساری دنیا سے بہت آگے ہے !“

میں نہیں یہاں تک بتا سکتی ہوں کہ اگر کچھ دن پہلے جو نیڈیاؤں نانا بل یقین مند یوں بر نظر آتا تھا میرے ہی کلب سے تعلق رکھتا تھا . . . اور ساری دنیا جتنے اعلیٰ تھی کہ وہ اس پیارے سے لاعلم ہے ! جن فٹا کھنے سب سے پہلے اپنے پیارے فضا میں چھوڑے تھے انہوں نے بڑے بڑے بھٹکائے ہوئے انداز میں اعذار کیا تھا کہ وہ پراسرار نیڈیاں ان سے تعلق نہیں رکھتی ! — مگر میں جانتی ہوں کہ اس کا تعلق کس ملک سے تھا . . . وہ نہریو لیٹڈ کا پیارہ تھا ! . . . نہریو لیٹڈ . . . جو ایک دن ساری دنیا پر حکومت کرے گا اور تمہاری دولت میں جو ب سے زیادہ ترقی پند

ملک ہیں اس کے خدام کھائیں گے۔۔۔ میں تو یہ کہہ رہی تھی کہ میں یہاں ہوا ہوں  
میرے ہتھکڑیاں لگا کر آپس کے حوالے کر دو۔۔۔ میں یہ بھی نہ چاہوں  
گی کہ عمر کی بدنامی ہو۔۔۔ اس عمر کی مجھے اپنی زندگی سے بھی زیادہ  
عزیز رکھتی ہوں اگر عمران ڈیسرے جی ملن نہیں ہے کہ میں اپنے ملک سے  
خدا ہی کروں۔۔۔ مونیائی کرنی حالت مجھ سے یہ نہیں پرچھ سکتی کہ  
زیر وینڈ کہاں ہے؟

"میں بھی نہیں۔۔۔ تھریس ڈارنگ۔۔۔"

"نہیں۔۔۔ تمہارا مقام الگ ہے۔۔۔ تمہیں اس کی اجازت دے  
سکتی ہوں کہ تم اپنے ہاتھوں سے میرا گھوٹ دو۔۔۔ لیکن یہ ناممکن ہے کہ  
میں نہیں زیر وینڈ کا محل وقوع بتا دوں؟"

"پھر بتاؤ! میں تمہیں یہ کہوں! تمہارا چار ڈالوں یا بیچ میں بی بی ناکارو؟  
تمہارے لئے یہی مناسب ہے کہ مجھے پولیس کے حوالے کر دو! اپنے ہاتھوں  
سے ہتھکڑیاں پہناؤ!"

یہ میری سب سے بڑی خواہش ہے کہ میں ایک بار تمہارے ہاتھوں سے  
ہتھکڑیاں پہن لوں کیونکہ یہ بھی تمہارے نام پر ایک بڑا دھبہ ہے کہ کئی حکمران  
جو ملے کے باوجود بھی تم مجھے گرفتار نہ کرا سکے؟"

عمران کسی سوچ میں پڑ گیا!۔۔۔ کچھ دیر بعد اس نے کہا: "وہ سنرا  
اسنچ کیا جا رہے؟"

ان مجھے علم ہے کہ وہی ان ساری الجھنوں کا باعث بنا ہے انہ وہ ہمارے  
ایک آدمی کی غلطی سے لو اکثر کی تجربہ گاہ میں گر گیا اور تہہ زمین ان دشواریوں کا سامنا کرنا پڑا  
۔۔۔ عمران دی گریٹ کو بھی کانٹوں کا تجربہ ہوتی۔۔۔ اور ہر اپنے مفاد

میں کا بیاب ہو جاتے۔۔۔ حالانکہ وہ ایک تھریس چیز ہے! ہم معمولی اسنچ کی  
بجائے تھریس ریش کے اسنچ استعمال کرتے ہیں!

"آہ۔۔۔ کتنا آرام دہ ہے یہ اسنچ۔۔۔ کتنا فائدہ مند! عمران خوش ہو  
کر ہلکا ہوا ایک ٹکڑے جیسے بھی دو! میں نے ایک رات انہا کا تعریب ڈارنگ کیا  
تکسے آکر لیا تھا!"

"نیز نہیں آ رہی تھی!۔۔۔ رات گذرتی جا رہی تھی! میں نے اسی اسنچ کو  
اپنے آنی لوشن میں ڈال کر آنکھوں پر پیر لیا تھا!۔۔۔ بس ایسی منہ کی نیند آئی  
ہے کہ کیا بتاؤں!۔۔۔ میں اسی آنی لوشن کو اکثر پی جی لیتا ہوں!"

"بھروسہ شروع کر دی تم نے! سچیدگ سے گفتگو کر دو! آخر میرے تم  
نے کیا سوچا ہے؟"

"آہ!۔۔۔ وہ آنی لوشن۔۔۔ ایک ایڈار کوٹیا مینیا سے تیار کیا  
جا رہا ہے تھریس ڈیسرے!"

"تھریس ایک بیک اپ چل پڑی! اس کی آنکھیں میرے سے پھیل گئی تھیں!  
"اوہ۔۔۔ تم یہ بھی جانتے ہو؟" اس نے آہستہ سے کہا!

"اور اس کے باوجود بھی تم چاہتی ہو کہ میں تمہاری محبت پر یقین کروں؟"  
"نہ کرو۔۔۔" تھریس ہلکا کر تجنی!۔۔۔ لیکن میں تمہیں اپنے ملک  
کے رازوں کے متعلق کچھ نہ بتا سکوں گی! خواہ تم مجھے کتوں سے بچاؤ اور۔۔۔"

"میں یہی کروں گا!" عمران دانستہ میں کر ہلکا!  
"تھریس کچھ نہ بولی! وہ خاموشی سے اپنے بستر کی طرف مڑ گئی تھی۔۔۔"

"ٹھہرو۔۔۔" اتم اس جگہ سے اُل بھی نہیں سکتیں!۔۔۔"  
"ہاں! ایک تھریس اس کی طرف مڑی اس کے ہاتھوں میں اختاریہ دو پانچ

اس کی آنکھیں چونچیل ہو گئیں قیصر اور ایسا معلوم ہونے لگا تھا جیسے وہ فراموشی میں سو جا رہے تھے۔

”آؤ۔ تو کیا یہ تمہارا بستر۔۔۔ پھٹ چھاؤ کہ در پہنل جانے گا۔ یہ جو لکھا ہے اس میں نے وہی سے تمہارے لئے گارڈ کی داستان بھی سن ہے۔“  
”تھیں ڈارنگ۔“ تقریباً کہ کواڈر ڈانک قیصر نے ہوشوں پر ایک ٹینف سی سکھا ہٹ۔

”کیا مطلب۔۔۔“ ایک سبک عمران چوٹک پڑا۔

”یہ تو۔۔۔“ تقریباً نے ویلے اقد سے کوئی چیز عمران کی طرف اچھا ہی! عمران نے اسے اقد پر رک لیا اور دوسرے ہی لمحوں میں اس کی آنکھیں حیرت سے چل گئیں ایہ ایک چھوٹی سی شیشی تھی جن کی تہ میں سرخ رنگ کا ایک قطرہ لڑا تھا اور لیبل پر تحریر تھا ”دور۔۔۔“

”یہ تمہارے کیا کیا؟“ عمران شیشی دیکھ کر اس کی طرف عجیباً۔

”تقریباً جیسی۔۔۔ مگر اس کے انداز میں بڑا اضمحلال تھا۔“

”اُس نے بھرائی ہوئی خوف آواز میں کہا: ”یہ میری کیا کرتی! میں جانتی تھی کہ تم میری کسی چیز پر عمل نہ کرو گے! میرے شہرے کو شیشی کی نظر سے دیکھو گے! تمہیں کسی بات کا یقین دے دینا بہت مشکل کام ہے۔ کیونکہ تم فندی ہو۔۔۔ چلو۔۔۔ اگر تمہارا ایک آئینہ میری دال پر گر سکا تو میں ہی تجھوں کی کہ میں نے دیر

لگا کر فلی نہیں کی تھی۔۔۔ یہ ایک مزاحیہ الاثر نہ رہے۔۔۔۔۔

چھا۔۔۔۔۔ جاؤ۔۔۔۔۔ دو۔۔۔۔۔ ہٹ جاؤ۔۔۔۔۔ مجھے مرنے دو۔۔۔“

عمران دو قدم پیچھے ہٹ گیا: تقریباً نے پھر حیرت سے پرچار کی گئی لی افقرن خاموش کھڑی ہو گئیں جھپٹا کر۔۔۔۔۔ گرد آبی ہی سوکت رہا کہ وہ حرکت

کا چرنا مالا پتوں تک رہا تھا!

”کیا تم مجھے روک سکو گے۔۔۔“ اُس نے غصے سے بھرے ہاتھوں میں کہا! چلو میں آؤں تمہارا رنگ آرٹ بھی دیکھوں گی!“

”یقیناً ایسے سرائق پر وہی کاہتا ہے!“ عمران مسکرایا!

”توجہ!۔۔۔ یہ تقریباً میل فی گھنٹہ ہے۔۔۔ میں دیکھوں گی کہ تم کتنے پھر تیلے ہو۔۔۔“

”فائر کرو!“

”فائر۔۔۔!“ تقریباً نے مسکرا کر پستول اس کی طرف اچھا دیا جسے عمران نے اپنے ہاتھوں پر روک بھی دیا۔

”میں تم پر فائر کروں گی۔“ وہ تسخیر آمیز انداز میں منہ یہ تو لیا ہی ہے جیسے میں اپنے دل کے مقام پر پستول رکھ کر ٹریگ دیا ہوں۔“

”پھر میں ہی تمہیں گولی مار دوں گا۔ کیونکہ مجھے یقین ہے کہ تقریباً میں ہی

آف البریسیا سے کوئی راز انگو لیا بہت مشکل ہے!“

”آؤ۔۔۔ بس گولی ہی مار دو۔ میں فٹڈ سے دل سے تمہارے اُس فیصلے کا

خیر مقدم کرتی ہوں!“

عمران کچھ نہ بولا اس کی آنکھوں میں فزنی الجھاؤ کی جھلکیاں صاف دیکھی جاسکتی تھیں۔

تقریباً بستر کی حرکت پر کئی اچھر عمران نے اُسے لپٹتے دیکھا اور یہ بھی دیکھا

کہ وہ اپنے اوپر چادر کھینچ رہی ہے! پھر اُس نے پروہی ڈھانچ لیا!

عمران خاموش کھڑا رہا۔۔۔۔۔ دفعتاً اس نے تقریباً کے قہقہے کی آواز سنی!

اس نے ایک جھٹکے کے ساتھ چادر چہرے سے ہٹا دی تھی!

”تم مار گئے! عمران۔۔۔۔۔ مارا۔۔۔۔۔ مار گئے۔۔۔۔۔ بیباک۔۔۔۔۔ اُس نے کہا۔

تقریباً میں ہی آفت لاریہا ہے۔ دنیا کی چالاک ترین عورت !

اب تک تقریباً کا جسم بڑی شدت سے کاٹنے لگا اسی طرح جیسے وہ  
بولنے کے کسی ڈھیر میں گر کر ٹھنڈک کا شکار ہو گئی ہو :

پھر ایک جھٹکے کے ساتھ اُس کی گردن داہنی جانب ڈھلک گئی ! جسم اب  
بالکل ساکت ہو چکا تھا ! عمران نے اسے آواز دی ! یعنی مٹولی ! ... تاکہ  
کے سامنے اتھار لیا کہ سانس محسوس کرنے کی کوشش کر ! لیکن وہ اب کچھ بھی  
نہیں تھا ! ...

اُس نے ابھی تک اتنی جلدی مرنے والوں کے جسم اکڑے نہیں دیکھے  
تھے ! ان ہٹکا ہٹکا ... کھڑا رہ گیا !

ڈاکٹر دادر کا فرانسیسی سیکرٹری تلاش کے باوجود بھی نہ مل سکا ! ان کے بچکے  
کے گرد مسلح فوج کا پہرہ تھا ! ... اور تقریباً کی لاش پولیس کی تحفظ میں  
ہسپتال بھجوائی جا چکی تھی ! ... عمران ابھی ڈاکٹر کے بچکے ہی میں تھا ! لیکن چہرے  
سے یہ نہیں ظاہر ہو رہا تھا کہ اسے تقریباً کے مرنے پر نہ برابر بھی انفوس ہو  
ہو ! ... وہ قراب سخی کو بلانے کی کوشش کر رہا تھا جس نے تقریباً کی لاش  
دیکھ کر رو تھے روتے اپنی آنکھیں خنورم کر لی تھیں !

وقت تمام رہا اسے سولے کے کمرے میں بھروسا ڈاکٹر دادر بہت  
زیادہ مصروف نظر آ رہے تھے ! اب اُن کے چہرے پر بھی پریشانی کے آثار  
نہیں تھے !

کچھ دیر بعد وہ دونوں پھر اسی تہہ فلنے میں نظر آئے جہاں سے تقریباً  
کی وطن و شہادت گئی تھی ...

”میں سوچ بھی نہیں سکتا تھا عمران کو میرا سیکرٹری آنا بٹا دینا ثابت ہو گا !“  
ڈاکٹر نے کہا ! اس سے کس ہی ایک راز پر شہید تھا کہ میں نے وہ پُر اسرار مادہ  
کس طرح حاصل کیا تھا اور اسے کہاں چھپایا تھا ! — اور اس عورت تقریباً  
کی حرکتوں سے میری ظاہر ہوتا ہے کہ میرے سیکرٹری کو نہیں نہیں تھا کہ وہ کس جگہ  
چھپایا گیا ہو گا ورنہ یہ تقریباً اتنا بازاڑا کیوں کرتی ! یعنی وہ لوگ محض شیے  
کی بند پر میرے تہہ خانے میں دیکھنا چاہتے تھے ! اور تہہ خانوں کے دہوے  
عزت میں آدمی واقف تھے ! میں سیکرٹری اور سخی ! لیکن اس بلوے یا اس کے

”ہیں اب غلطی تو ہو رہی گی! میں آپ کو سوئٹرز لینے کی پھیلیاں منگوادوں گا جن کی دھوئیں پر دھواں زندہ ہوا دکھ جوتا ہے۔“

”ہاتھیں یہ کیا بکواس ہے! ڈاکٹر دوڑتے حیرت سے دیکھنے لگے! ہالیں باتوں پر اس طرح میرا دماغ خراب ہو جاتا ہے۔ میں آپ کو ایک حیرت انگیز ایجاد کے متعلق بتا رہا تھا اور آپ کو اپنی پھیپھڑوں کی فکر پڑ گئی!“

دو جڑوں ایجادات میری جیب میں پڑی رہتی ہیں لیکن اب وہی پھیپھڑوں کبھی نہ لیں گی!۔۔۔ میں ایک کیا بکواس کالی گولڈنٹ پر کچھ تجربات کر رہا تھا! تم نے ان سبھوں کا امتحان کر دیا!۔۔۔ لاؤ۔۔۔ دیکھو وہ پستول! عمران نے پستول نکال کر ڈاکٹر اور کو دیا! یہ کسی چمکدار صاف دھات کا حوالہ پستول معلوم ہو۔ اٹھا! ڈاکٹر دوسرے اس کے دہانے کو اٹھلے سے بند کر کے ٹھیک کر دیا! اب کی مئی تریج “سانی دی اور پھر ڈاکٹر اس کے دہانے سے، بجلی شاکر ناک کے قریب سے لگے ایک بیک عمران نے پھر اس کے چہرے کا زہم اڑتے دیکھا!

”عمران!“ وہ ہنسنے لگا “میں لوہے میں مکمل طور پر لٹ چکا ہوں! خدا اس سیکر جری کو نارت کرے جس نے مجھے بالکل تباہ کر دیا۔ اسے میں اسے اپنے بیٹے سے بھی زیادہ عزیز رکھتا تھا!۔۔۔ اس قسم کے ایک حربے کی ایجاد کی فکر میں تھے ہی سب سے پہلے کی قی جو پانی کے اندر کام آسکے اور اتنا ہلکا ہلکا ہو کہ اس کی نقل و حرکت میں کوئی دشواری پیش نہ آسکے۔۔۔ پھر بعض انجنین ایسی آٹری تھیں کہ میرا ذہن دوسری طرف متوجہ ہو گیا تھا، اس پر گمراہ کام مکمل ہو چکا تھا لیکن میں نے اس حربے کو کوئی شمول

وغیرہ کی جائز کارٹر سیکر ٹری یا مٹی کو بھی نہیں تھا!“  
عمران کچھ نہ بولا۔ وہ ان چیزوں کو ٹسٹ پلے! قاتل جو تقریباً سب سے تھیں۔ وقت اس نے ہیڈ فون کے وہ سٹ اٹھائے، جو شمی کے بیان کے مطابق ٹیکاز ہی رہے ہوں گے!

”اے وہ سب بکواس ہے!۔۔۔ ڈاکٹر نے کہا“ میں پہلے ہی دیکھ چکا ہوں۔ ان میں کچھ بھی نہیں ہے۔ یہ ٹسٹ ناک کے نیچے آکر ہونٹ چھپا دیتے ہیں۔ اس لئے ایک دوسرے کے ہونٹوں کی حرکت نہیں دیکھی جاسکتی ورنہ شمی بھی اندازہ کر سکتی کہ وہ لڑکی اسے ہیڈ فون بنا رہی ہے!“  
”مگر یہ غلط غری کا لباس!۔۔۔ عمران ایک گوسٹے کی ٹسٹ اشارہ کرتا ہوا بولا! بہت کچھ رکھتا ہے ڈاکٹر!۔۔۔ اس میں ہیڈ فون بھی تو ہوں اور!۔۔۔ کسبب کی فیبیوں کے نیچے ایک چھوٹی سی شین جی!۔۔۔ تاہنا اس کے ذریعہ وہ پانی میں جی ایک دوسرے سے ٹکڑ کر سکتے ہیں!۔۔۔ اور سب سے زیادہ حیرت انگیز چیز وہ پستول ہے جو اس لباس کے ایک جیب سے رہا ہوا ہے!۔۔۔ آپ پر مٹی اس کا ٹریج دبا دینے کو ضرور گا۔۔۔ صرف ایک جلی سے شروع“ سانی دے گی! اس کی نالی پانی میں ڈال کر ٹریج دبا دیتے پھر دیکھئے کیا ہوتا ہے۔!“

”معاف کیجئے! اس کا تباہ میں نے آپ کے ہاتھ باغ دلے عوض میں کچھ دیر پہلے کیا تھا اس کی ساری پھیپھڑیں گوشت کے ٹکڑوں میں تبدیل ہو گئی ہیں!“  
”یہ تم نے کیا کیا۔۔۔ اسے وہ بچہ تھی پھیپھڑیں! لاچار تو ہے مجھ سے سوترا لیا ہوتا!“

نکل نہیں دتی کیا پانی میں اس کا ٹریگر دبائے سے شرخ رنگ کی چمکدار  
ہر یہ نکلتی تھیں !

"جی ہاں ۔۔۔"

"بس !" وہ ٹھنڈی سانس لے کر بولے ! "اب مجھے یقین رہنا چاہیے کہ صرف  
ایک راز کے علاوہ اور میرے سامنے راز کسی دوسرے ملک کے سامنے نہ  
ملک پہنچ چکے ہیں !"

"نابا آپ کا وہ راز یہی غلامانے والا مادہ ہے ۔"

"ہں ۔۔۔" گلاب یہ ضروری نہیں ہے کہ وہ راز ہی ہے ۔۔۔

اس کی کافی مقدار وہ لوگ نکال لے گئے ہیں ! ہو سکتا ہے اس پر ان کا کوئی  
تجربہ نہیں اس کے عمل کرنے کے طریقے ہی کی طرف لے جاتے !

"اس پتوں میں کیا چیز استعمال کی جاتی ہے !"

"ایک مخصوص قسم کی بیڑی جسے ایسی توانائی سے چارج کیا جاتا ہے ۔۔۔  
میرا خیال ہے کہ ۔۔۔ ٹھہرو ! مجھے دیکھنے دو !"

ڈاکٹر داؤد غوری دیر تک اس بیٹوں کو اسٹینٹ کر دیکھتے رہے ۔  
انہوں نے اس کے دستے میں ایک خانہ سا پیدا کر لیا تھا وہ کسی مٹن کے دہانے  
کی طرح سے ظاہر ہو گیا تھا ! انہوں نے اس خانے سے کوئی تیل اور مٹیالے لنگ  
کی کسب نما چیز نکالی اور تیل پر رکھ کر اس طرح ہاتھ کو جلیش دینے لگے جیسے  
اس کا ذہن معلوم کرنے کی کوشش کر رہے ہوں !

آخر کار انہوں نے کہا "میرا خیال ہے کہ اگر یہ تیس سال تک متواتر جو  
کھنے استعمال میں رہے تب بھی اسے دوبارہ چارج کرنے کی ضرورت  
نہیں پیش آئے گی !"

"اچھی بات ہے اُسے اسی طرح رکھ دیجئے ! اور میں اب سند کی سیر کروں  
۔۔۔"

"کیا مطلب !"

"ایک زمانے میں مجھے رازگ میں بنے کا بھی شوق رہ چکا ہے !"

"میر خیال ہے کہ تم سب کے بچے پھر اس مسئلے میں کوئی قدم اٹھاؤ ! میں  
اُس وقت صرف شہر کی شہرت کے متعلق متوجہ رہا ہوں ! کہیں یہ نئے اتفاقات بھی  
ہو نہ ہو کہ وہ اس وقت یہاں موجود نہیں ہے !

"میں کوئی طرح یقین کروں کہ جسے آج ملک میں نئے بیڑے کی طرح عزت ملے گا !"

"یہ شارلی کون ہے ۔۔۔"

"دو میرا ایکٹری ۔۔۔"

"ہاں ! گلابی کچھ دیر پہلے تو آپ نے کوئی دوسرا نام بتایا تھا !"

"میں اسے شارلی ہی کہہ کر مخاطب کرتا تھا ۔۔۔ بالکل اسی طرح پیار سے  
جیسے اپنے بچوں کو مخاطب کرتے ہیں ! عمران وہ بہت ذہین ہے ۔۔۔ بھید نہیں !

میں کیسے یقین کروں ۔۔۔"

"عمران کچھ نہ بولا ! وہ تمہاری چیز ہی اکٹھی کر رہا تھا !

"اچھا کسی گشتے میں لگ جوں کی گشتی پیچا اچھی !

"اور ۔۔۔" ڈاکٹر چونک پڑا ۔۔۔ "یہ سچی ہی ہوگی ! آؤ چلیں !"

"عمران نے غوطہ خوری کا لباس سمیٹ کر بائیں ہاتھ میں ڈالا اور ڈاکٹر داؤد  
کے ساتھ تہہ خانوں سے نکل آیا ۔۔۔"

"عمارت پر سنسنے کی حکمرانی تھی ۔۔۔ باہر سڑنے والے جوتوں کا ایک دستہ موجود تھا !  
ایسا معلوم ہو رہا تھا جیسے وہ سب بھی کسی خطرے کی بو سن رہے کہ ایک بیک

خاموش ہو گئے۔

مٹی نے بتایا کہ لون پر عمران کی کال ہے۔ عمران سوچنے لگا کہ یہاں کس نے سے فون کیا ہوگا۔ وہ اکثر اچھا مذاکرہ کرنے والے ہوتے ہیں۔ اس سے اس کے بارے میں سخت اس وقت اس عمارت کے آس پاس ہی موجود تھے؛ لیکن تھا کہ انہیں میں سے کسی نے فون پر اس سے گفتگو کرنی چاہی ہو!

اس نے ریسپونڈر اٹھا کر آہستہ سے کہا "ہیلو۔"

اللہ جواب میں اسے کسی عورت کی مٹی سنائی دی۔ عمران کو بالکل ایسا ہی معلوم ہوا جیسے اس کی کھوپڑی گردن سے اٹھ کر چھت سے جا ٹکرائی ہو۔ کیونکہ یہ فون اور مٹی تھریسیا میل بی آف بریسیا کے علاوہ اور کسی کی نہیں ہو سکتی تھی!

عمران سمجھ رہا تھا کہ اس نے بھی جتنا شروع کر دیا! اس کے علاوہ کتا بھی کیا اس کی سمجھ میں نہیں آ رہا تھا کہ اسے کیا کہنا چاہیے۔ ڈاکٹر وادھ تریپ ہی کھڑے اسے اس طرح گھور رہے تھے جیسے ان کی داستان میں اس کا ڈنڈا خراب ہو گیا ہو!

"عمران ڈاکٹر۔" دوسری طرف سے آواز آئی۔ اور پھر ایسا معلوم ہوا جیسے دوسری طرف سے ماؤتھ پیس ہی میں ایک عدد پوسٹر اڑا دیا گیا!

"اے باپ دے! عمران پڑھا!"

"میں نے تمہیں ایک شاندار موقع دیا تھا! عمران! آواز آئی لیکن تم شکوک و شبہات کا شکار رہے۔ اب بتاؤ کسی رہی۔۔۔ کل کے اخبارات میں تو بتائیں گے کہ تھریسیا عمران کو چھکادے کے قتل گئی! اگر تم نے میرے ہاتھوں میں جھگڑا یاں لگادی ہوتیں۔ تو میرے نکل جانے کی ضرورت ہی تم پر عائد نہ ہوتی۔

دلچسپ میرے اقدار جھگڑاؤں کے لئے بنے ہیں اور میں خود حوالات کے لئے! بلو۔۔۔ تم سے ملنے ہوئی تھی یا نہیں!"

"نہیں۔۔۔ دنائے نے غصیلی آواز میں کہا!

"اسے خدا بڑے ڈیر۔۔۔" سنو تو سنی! تمہارے مشرق کا صفت یہی کائنات مجھے جیسے پسند ہے! اسی کی بدولت میں کی بار کافنی جیسے خطرات سے نکل گئی ہوں۔۔۔ تقریبی مرس دم کی تھریسیا مشق بہم پہنچا لو۔۔۔ کبھی نہ کبھی کام ہی آئے گی!"

"میں روح قبض کرنے کا اہل ہوں!"

"واقعی تم غصے میں معلوم ہوتے ہو۔ جتنی میرا کیا تصور ہے! مجھے وہاں سے ایک میبلنس گاڑی میں ڈال کر ہسپتال لایا گیا تھا! ہسپتال کی کیا ڈنڈہ میری گاڑی کی اور جیسے وہ لوگ مجھے اسٹریچر پر لائے گئے میں نے کہا ایک چھپکبھی ہی سی۔۔۔ بس چھپکنا قیامت ہو گیا! وہ لوگ پھل پھل کر جا گئے اور کیا ڈنڈہ میں چاروں طرف موت کے نعرے گونجنے لگے! مجھے بہت غصہ آیا! انہیں پوچھ کر میری شان میں کتنی بڑی گستاخی تھی! بس پھر میں ان کو برا بھلا کہتی ہوئی کیا ڈنڈہ سے صاف باہر نکل آئی۔ اللہ اب ایک چوراسے کے پبلک سیٹوں پر تھ سے تمہیں مخاطب کر رہی ہوں!"

"اچھا اب مخاطب کر رہی ہو تو میں ڈس کنکٹ کر دوں! کیونکہ بہت کام پڑا ہوا ہے۔"

"تمہاری مرضی!۔۔۔ تھریسیا کا لہجہ ناخوشگوار تھا!

عمران نے سلسلہ منقطع کر دیا! لیکن یز کے پاس سے ہٹا بھی نہیں تھا کہ پھر گھنٹی بجی! اس بار صفحہ نے اسے مخاطب کر کے تھریسیا کے زندہ ہونے کی اطلاع دی وہ میبلنس گاڑی میں اس موقع پر بیٹھ کر ہسپتال تک گیا تھا کہ شائد



تقریباً کے آدمیوں سے ڈھیر ہو جلتے! عمران نے مفصلہ کی اس اطلاع پر  
ساتھ نہ تھی نہیں کی مالا کو مفصلہ نے ٹھنڈک کو مل دینے کی کوشش کی مگر عمران  
نے صرف حیرت کا اظہار کر کے سلسلہ منقطع کر دیا تھا!  
تھوڑی دیر تک وہ بیٹھے اس جگہ کے متعلق پوچھ گچھ کرتا رہا تھا جہاں  
تقریباً کھٹے گراؤ تھا لیکن وہ اس وقت مٹی کو باہر جلتے پر اکڑا کر رکھا۔  
حالانکہ وہ ایک بڑے لڑکے کی تھی لیکن اس رات کے حالات نے اسے کسی حد تک  
کم ہمت بنا دیا تھا اور عمران کو کہیں میں لے گئی اور پھر کھڑکی سے وہ جگہ دکھانے لگی  
جہاں نے گر کر رہا تھا۔ اس نے اس کیسے بہت زیادہ قوت والی تلاش استعمال  
کی! نیچے فوجی موجود تھے۔ انہوں نے مرکز دیکھا اور بڑبڑاتے ہوئے پھر ماسل کی  
طرف متوجہ ہو گئے!

کچھ دیر بعد عمران باہر آگیا۔ اس وقت کوئی دوسرا سمندر میں غوطہ لگانے  
کا خیال بھی دل میں نہ تھا لیکن عمران غوطہ خوری کے لباس میں بوسے ماسل کی طرف چلا  
جا رہا تھا۔ وہی لباس تھا جو تقریباً چھڑ گئی تھی اور عمران نے اسے ہر طرح سے  
بلاٹ پٹ کر چیکھا تھا اور اس کی خصوصیات ذہن نشین کرنے کی کوشش کی تھی! وہ  
بہت خاموشی سے باہر آ رہا تھا! اور وہ ماسل پر پہنچ گیا تو اسے ان فوجیوں پر بھی حیرت  
آیا! جن کی غفلت اسے یہاں تک کسی مزارعت کے بغیر لائی تھی۔

وہ بندھ چکی پانی میں اتر گیا۔ لیکن جیسے ہی اس کا سر پانی میں پہنچا غلات قوت  
اسے اپنے بار بار طرقت رہی رہی نظر نہ ملے گی! آخری تیز دھڑکی کر وہ پانی میں راہ  
کالتین بھی کر سکتا تھا!

پھر چانک اس نے کسی کی آواز سنی! اور اسے اس بڑے فوجی کا خیال آگیا جو  
قوطہ خوری کے لباس کے اندر میں سنا ہوا تھا۔ آواز اسی جگہ فوج سے آ رہی تھی۔

لیکن بولنے والا ایسی زبان میں کچھ کہہ رہا تھا جو عمران کے لئے ناقابل فہم تھی! ویسے اس  
نے سب سے پہلے۔۔۔ مادام تقریباً۔۔۔ مادام تقریباً! سیکھ کر ادنیٰ حق!

اس نے سوچا کہیں یہ لباس ہی کسی قسم کی پیغام رسانی کا علت نہ بنا ہو جس طرح  
پانی میں اترنے ہی اس کے ایک حصے سے روشنی چوٹنے کی تھی اسی طرح کہیں اس  
نے اس کے پانی میں اترنے کی اطلاع بھی کی کہ نہ دی ہو۔۔۔ یہ لباس تقریباً سے  
تعلق رکھتا تھا! اور عمران نے محسوس کیا تھا کہ کسی نامعلوم جگہ سے اس کو بلانے والے نے  
اسی انداز میں بار بار تقریباً یا نام لیا تھا جسے وہ اسے غائب کرنا چاہتا ہو!

عمران نے فیصلہ کر کے میں زیادہ دیر نہیں لگائی اس نے سوچا کہ اب یہاں ٹھہرنا  
گویا دیدہ دانستہ موت کو دعوت دینا ہو گا وہ بڑی تیزی سے پانی کی سطح پر ابھرا۔

جیسے تک اس کا سر پانی میں ڈوبا رہا تھا وہیں برائے برائے لیکن اوپر سر اٹھاتے  
ہی اس کے گرد بلب ہوتی روشنی بھی غائب ہو گئی اور آوازوں کا سلسلہ بھی ختم ہو گیا!

وہ آہستہ آہستہ پانی کا تار ہر اتار کے کی طرف بڑھ رہا تھا۔۔۔ گرا چانک سے ایسا  
محسوس ہوا جیسے کسی نے اس کی ٹانگیں پکڑ کر اسے پیچھے کھینچ لیا ہو۔ عمران نے جیسی سے  
تھک پیر ہٹا کر تار نشین ہوتا رہا۔۔۔ وقتاً اس کے کانوں سے پھر کسی غیر آوازوں زبان  
کے الفاظ جھلنے لگے۔۔۔ اس نے سوچا کہ یہ یقیناً کوئی آدمی ہی ہے جس کا اس کی  
ٹانگیں پکڑے ہوئے تھیں کیسے لے جا رہا ہے۔

وقتاً عمران سوائے آواز میں بند۔۔۔ اس نے تقریباً ٹیل بی آف بڑھ گیا  
کی انہی کی نقل اندازے کی کوشش کی تھی!۔۔۔ چانک اس کی ٹانگیں پکڑ رہی تھیں  
عمران تلابازی کھاکر اس آدمی کے سامنے آگیا جس نے اس کی ٹانگیں پکڑ رکھی تھیں!

وہ برابر اسی طرح ہنستے جا رہا تھا۔۔۔ اور اس کے کانوں میں ہلکا۔۔۔  
ہلکا ہلکا کے ساتھ ہی دوسرے الفاظ بھی گونجتے رہے۔ غالباً وہ آدمی اپنی اس

گتھی پر اعلانِ ناصت کر رہا تھا!

عمران نے پستوں نکلا۔۔۔ اور دوسرے ہی لمحے میں اس کی نال سے سرخ  
ہر نی نکل کر اس آدھی کے چھلانے نکرائیں۔۔۔ پھر معلوم ہو سکا کہ وہ میو لا  
کس طرح ایک بیک ہزاروں ٹکڑوں میں تقسیم ہو گیا تھا۔

اب عمران دوبارہ اوپر اٹھ رہا تھا۔۔۔ مگر اس سے ذرا سی بجی غلطی ہوتی  
تو نثار اسی کے ٹکڑے اس وقت تیسرے سطح کی طرف اوجھ رہے ہوتے!

اب اسے یقین ہو گیا تھا کہ یہ لباس نہ بکاتے خود تیرہ سانی کا خریدا ہے۔۔۔  
اور ہو سکتا ہے کہ ہر لباس کی رویت ہی ایک ہزار وہ مخصوص رویت ہی لباس استعمال  
کرنے والے کی شخصیت کا اعلانی کر دیتی ہو۔ مثلاً یہ لباس چونکہ تھریس کے استعمال  
میں رہتا تھا، اس لئے جیسے ہی یہ پانی میں پہنچتا تھا بعض نامعلوم آدمیوں کو کسی  
ذریعے سے علم ہو جاتا تھا کہ تھریس یا بیل بی پانی میں اتری ہے۔

عمران سطح پر ابھرا اور کتا کے کی طرف بڑھنے لگا۔ اس بار وہ آسانی کے واسطے  
تھک پہنچ گیا۔ لیکن اسے خود تھکا کہ اس واقعہ کا علم ان لوگوں کو یقینی طور پر ہو گیا  
ہوگا جس سے اس آدھی کا تعلق تھا!

عمران نرسل کی جھانپوں میں آچھپا۔ اس کی نظریں پانی کی سطح پر تھیں!  
مگر پس منٹ تک نظر نہ ہٹ سکے، باوجود جی کوئی نیا واقعہ سامنے نہ آ سکا۔

کچھ دیر بعد وہ اور ڈاکٹر اور چنگے کے ایک کمرے میں۔ ایک بڑی نیر  
کے قریب کھڑے ان محسوس کو دیکھ رہے تھے جو سمندر کی لہروں نے کن سے  
لا چکے تھے۔۔۔ ان کی رنگت سیاہ تھی لیکن یہ گوشت کے قطرے  
ہی معلوم ہو رہے تھے!

”تم۔۔۔“ ڈاکٹر اور عمران کی آنکھوں میں دیکھتے ہوئے کچھ کہتے کہتے گئے!  
”کیا میں نے غلطی کی تھی؟“ عمران نے پوچھا کہ احمقانہ انداز میں پوچھا! اور  
ڈاکٹر کے ہونٹوں پر خفیف سی مسکراہٹ نظر آتی!  
”میں یہ سوچ رہا ہوں کہ تمہیں اولاد آدم کے کس طبقے کے ساتھ رکھوں؟“  
انہوں نے کہا۔

”اس طبقے کے ساتھ جس کا علم اور وجود دونوں برابر ہیں!“  
”نہیں۔ تم میرا آج تک میری نظروں سے نہیں گذرا۔۔۔“  
”میں غلط نہیں کہہ رہا تھا۔۔۔ پہلے آپ کی نظروں سے نہیں گذرا تھا۔۔۔ اب  
گھبراہوں۔۔۔ لہو ہو سکتا ہے تو بڑی دیر بعد آپ مجھے پہچاننے ہی سے  
انکار کر دیں!“

”تھک اسی وقت شمی کمرے میں داخل ہوئی اور ڈاکٹر نے جلدی سے آئین  
کلا تھکا ایک ٹکڑا ان ٹکڑوں پر ڈال دیا جو سائل سے لائے گئے تھے!  
”پاپا۔۔۔ وہ زندہ ہے۔۔۔ خدا کی قسم۔۔۔ اس کی آواز تھی۔“  
شمی لاپتہ ہوئی بولی!

"کیا کمرہ ہی ہوا... بس کی آواز تھی!... ڈاکٹر داور نے پرسکون بیٹھے  
میں پوچھا۔

"سنہری ٹوکی... کی... خدا کی قسم پاپا!... اُس نے ابھی ابھی  
مجھ سے فون پر گفتگو کی تھی!"

"اب تم سو جاؤ... ڈاکٹر داور نے ٹھنڈی ماسٹ لے کر کہا۔ تم اس  
ٹوکی سے بیدار نہ رہو، مجھے ڈر ہے کہ کہیں تمہارے ذہن پر اس  
کا بُرا اثر نہ پڑے۔"

"پاپا— یقین کیجئے۔"

عمران احمقانہ انداز میں ہنس پٹا اور شمی اسے کہا جاسنے والی نظروں سے  
گھونکنے لگی پھر اُس نے شاید کوئی جلی کٹی بات کہنے کے لئے ہونٹ کھوسے ہی  
تھے کہ عمران بولکھڑکھڑا ہوا: "ہاں... وہ زندہ ہے... ہ۔"

"کیا میں جھوٹ بول رہی ہوں؟" شمی دانت پیس کر ہسٹیا کی آذر میں پوچھی۔

"جے۔ بی۔ بی۔ ڈاکٹر داور اس کے شانے پر ہاتھ رکھ کر کہے۔

"پاپا... یہ آدمی مجھے خواہ مخواہ غصہ دلایا کرتا ہے۔"

"جے۔ بی۔ یہ میل بیٹا ہے!... اس لئے اس کی توہین نہ کرو... کیا  
تم انٹیلی جنس بیورو کے ڈاکٹر جنرل مشر رحمان سے واقف ہو۔"

"ہاں میں جانتی ہوں۔" شمی کا لہجہ اب بھی ناخوشگوار تھا: "وہ کچھ دہریہ  
یہ رحمان کا لڑکا علی عمران ہے۔ ممکن ہے تم نے اس کے تذکرے بھی  
سنے ہوں!"

"جی ہاں سنئے ہیں!... یہ ثریا آپا کے بھائی ہیں... اس نے  
ہمارا ساتھ بنا کر کہا!

"اگر... خدا فارت کرے...! عمران ہلکا کر بڑبڑایا!

"میں نے ثریا سے ہی ان کے تذکرے سنئے ہیں، شمی! تم سے کچھ نہیں کہہ رہی  
تھی! مگر وہی میں ان سے کون خوش ہے...!"

"ثریا۔ کون ہے۔ ڈاکٹر داور نے پوچھا۔

"ان کی بہن۔"

"اؤ۔۔۔ عمران۔ میری زندگی ایسی ہے کہ میں کسی سے بھی واقف نہیں ہوں۔  
جی کر اپنے بگڑی دوستوں کے بچوں تک سے شناسائی نہیں رکھتا! اب یہ شمی آتی  
جاتی رہتی ہے تمہارے یہاں... اور اکثر مناسبہ تمہارے گھر کی لڑکیاں بھی  
یہاں آتی ہیں!"

"بس ایسی ہی زندگی میری جی ہے!... دو سال بعد... ابھی پچھلے دنوں  
دوبارہ گھر گیا تھا۔" عمران نے خوش ہو کر کہا! "مجھے ایسی زندگی بہت پسند ہے!

اسے ماں باپ تو میرے مل جائیں گے لیکن کبھی وقت پھر ہاتھ آتا نہیں!"

"دیکھا آپ نے۔ یہ ایسے آدمی ہیں... شمی طنز سے بیٹھے ہیں۔ ہلی!

"خیر۔۔۔ جی تب تم لوگ لڑو دوست... میں دیکھ ہی بہت پریشان ہوں!

ڈاکٹر داور نے کہا پھر عمران سے بوسے! "ان تم نے... جی کیا کہا تھا کہ وہ زندہ ہے!"

اور میں نے غلط نہیں کہا تھا! کیونکہ میں نے آپ دونوں کی موجودگی ہی میں  
اس سے غفلت کی تھی اسی وقت جب میں نہیں رہا تھا آپ مجھے اس طرح گھور  
سے تھے جیسے میرا داغ غراب ہو گیا اور پھر اس کے بعد میرے ایک ساتھی  
نے اس کی زندگی کی تصدیق بھی کر دی تھی۔ کیونکہ وہ اُس گاڑی ہی میں موجود  
تھا جس میں اس کی لاش ہسپتال لی جاتی تھی!... جب لاش کا سڑ پھر  
اٹھایا جائے گا تو اُس سنہری ٹوکی کو ایک روپھی سی چھینک آگئی بس پھر کیا

تھا... ہسپتال کی کپاؤ ٹیڈ ویران ہو گئی اور وہ... ۱۰۰  
 عمران اپنی دو انگلیوں کو اس طرح ملا کر حرکت دینے لگا جیسے ان انگلیوں  
 سے تقریباً کے چلنے کی لعل آواز آ رہا ہو... ۱۰۰

"مگر یہ ہی کیسے! اُس کی لاش تک اُگائی تھی؟ ڈاکٹر دوسرے حیرت سے کہا۔  
 "اسے وہ تقریباً بیل لی آت ہو جیسا ہے؟" عمران ایک ٹنڈی سانس لے کر بولا!  
 پھر پھر اس نے اس کے کئی دن تک سے چھڑ دیئے۔ نا امان دراصل اس کی سمجھ میں نہیں  
 آ رہا تھا کہ اب اسے کیا کرنا ہے اس لئے وہ وقت کاٹنے کے لئے شوکال کے  
 قہقہے بیٹھا کہ اس طرح وہ تقریباً اور امان کے پیچوں میں پھنسے کے بعد شوکال  
 ایک ہی ہنپتا تھا۔ "جسے وہ واقعات اتنے دلچسپ تھے کہ ڈاکٹر داور جیسے مشغول  
 آدمی بھی اطمینان سے ایک کرسی پر دماز ہو گئے تھے! ان کا منہ حیرت سے کھلا ہوا  
 تھا اور آنکھیں نیم داخیں۔ کئی ہی کئی خوش فہم نظریات گنتی تھے کہ اس کی تشکیل ممکن  
 تھیں۔ "فصحا عمران نے ڈاکٹر داور کو مخاطب کیا! "آپ کرنا ہے یا نہیں کہ تم نے  
 میں آپ اپنے پیروں کے نیچے کتے کے چلنے کی آواز سن کر اچھل پڑے تھے؟"  
 "ہاں جی۔" ڈاکٹر داور حیرت کر بولے! "وہ کیا تھا؟ مجھے ایسا ہی معلوم ہوا تھا  
 جیسے میرے پیروں کے نیچے کوئی کتے کا جانا آواز دے کر دیکھ رہا تھا؟"  
 "وہ تقریباً جی!"

"مگر یہ کیسے ممکن ہے! وہ تو کافی دور تھی؟"

"جی ہاں! ایک آرٹ ہے ڈاکٹر!"

"انگل نہیں کہہ سکتے! ہنسی بولی پڑی! میں جی تو تھا اسے ڈیڑی کو اٹھل کستی  
 ہوں:۔۔۔ ڈاکٹر... ڈاکٹر... کتنا برا لگتا ہے... ۱۰۰"

اسے وہ واقعات کے لئے عمران پرینے کے ناول کے لئے جہاز خرچ کرنے کے پہلے اے اے اے  
 اور پھر ناول کی کاپی ملاحظہ فرمائیے۔

۱۰۰ نہیں!۔۔۔ عمران ٹنڈی سانس لے کر بولا! میں اب اپنے ڈیڑی کو  
 بھی ڈیڑی نہیں کتا کیونکہ ۱۹۵۵ء سے کسی دوسرے ڈیڑی کی تلاش میں ہوں  
 مگر ابھی تک نہیں مل سکا!"

"یہ کیا بچو اس شروع کردی تو گوں نے... ۱۰۰ ہاں عمران پھر کیا ہوا... ۱۰۰  
 ڈاکٹر داور نے حقیقت آواز میں کہا مگر کچھ ہی بناوٹ تھی... ۱۰۰"

"ہاں... ۱۰۰ ڈاکٹر... پھر جب ہم تقریباً کو ساتھ لے کر شوکال سے راپس  
 آ رہے تھے وہ اپنے اسی آرٹ کے مظاہرے کی دھمکی دے کر نکل گئی تھی!... ۱۰۰ ہم  
 دشوار گزار راستوں سے گزر رہے تھے۔ آپ خود سوچئے اگر وہی کتے کا پانچویں  
 برٹیشوں کے پیروں کے نیچے دب کر بھی جیٹھا شروع کر دیا تو کب کہاں ہوتے!  
 اوروں کی ہڈی سے نیچے گرنے کے بعد ناشتہ جی تو کر سکتے! کچھ نہ کرو  
 راہی ملوہ بن جاتا!۔۔۔ اس طرح وہ نکل جانے میں کامیاب ہو گئی تھی!۔  
 ٹروہ دتیا کی شاعر ترین حرکت ہے... ۱۰۰ اب اسی وقت وہ اپنے دوسرے  
 نہ جس دم کا مظاہرہ کر کے نکل گئی! مگر آپ یقین کیجئے کہ میں جی دھکا  
 کیا تھا۔"

"آپ ویسے جی مجھے کوئی عقلمند آدمی نہیں معلوم ہوتے...! شٹی مل کر لولی  
 نہ معلوم ہوتا ہو گا! عمران نے درون تک لیجے میں کہا! ویسے کیا میں پوچھ

وں کہ شریا سے کب سے جان بچان ہے!"

بہت دلوں سے... ۱۰۰"

"ٹھیک ہے۔۔۔! عمران سر ہلا کر رہ گیا!

"کیوں کیا بات ہے... ۱۰۰! ڈاکٹر داور نے جواب کر پوچھا!

"شریا اس خانقاہ میں ایک ایسی راک ہے جس سے شیطان کو شیر مولیٰ چڑی ہے۔"

عمران بھی پناہ مانگتا ہے۔ "عمران نے کافی معاذرت دینے میں کہا:  
 "غیر۔ غیر۔ تو وہ بھی تمہاری ہی بی بی ہے۔۔۔" وہ ڈاکٹر بٹنے لگے۔!  
 عمران کچھ نہ بولا! اُس کے ہوش بلبے تھے اور آنکھیں فرش پر تھیں۔!  
 بالکل ایسا ہی معلوم ہو۔! اچھا جیسے کوئی کم کس مگر غصہ و رو دکئی نہ مانی میں بڑ بڑا کر اپنے  
 دل کا بھگدائ نکال رہی ہوں!

"مگر ڈاکٹر! اُس نے کچھ دیر بعد سرائی کر کہا آجھے آپ کے دیتے پر حیرت ہے۔  
 آپ کا نشانہ مردست نقصان ہو، ہے یعنی آپ کے ایک نہیں بلکہ کئی زمانہ دوسری ملک  
 پہنچے تھے ہوں گے لیکن۔۔۔ میں آپ کے پہلے پر پریشانی کے آثار نہیں دیکھتا!  
 بس وقتی طور پر میں آپ کے چہرے پر کرب کی علامتیں ضرور پایا ہوں لیکن کچھ دیر بعد  
 آپ اس طرح معمول پر آ جاتے ہیں جیسے کوئی بات ہی نہ ہو۔!"

"ہوں!۔۔۔" وہ ڈاکٹر اور دسکولے۔ اور ان کی یہ مسکراہٹ دیکھ کر عمران بھی نہیں تھی وہ  
 چند لمحے عمران کی آنکھوں میں دیکھتے رہے پھر بولے! آجھے ان چیزوں کی پرواہ  
 کم ہوتی ہے۔۔۔ ابھی ایسے ہی ہزار بار، دوسرے ملان میسے ذہن میں موجود ہیں  
 اس نے ایک آدھ کے ضائع ہو جانے سے میری ٹھوکی صلاحتوں پر کیا اثر پڑ  
 سکتا ہے!۔۔۔ میرے لئے یہی خوشی کیا کم ہے کہ میں اپنے ذہن کی عظیم چیزوں  
 سے ان چوروں پر حقارت کی نظریں ڈالنا ہوں! اقم ان لمحوں پہ مجھے غور کیجیو  
 گے مگر میں بڑے غور نہیں سمجھتا! وہی کتابوں جو دوسرے میرے لئے کتے ہیں!  
 میں نے دنیا کو بہت کچھ دیا ہے عمران!"

اچانک فون کی گھنٹی بجی اور عمران اٹھ گیا!  
 دوسری طرف سے بولنے والا بلیک زیرو دھما!  
 وہ کہہ رہا تھا "گوشتیں رو دو الی عمارت جس میں ہفتڈریک رہتا تھا۔ شعلوں

میں گھری ہوئی ہے۔۔۔" نامزد ریگڈیز ابھی تک آگ پر قابو نہیں پاسکا لیکن  
 عجیب بات ہے کہ اُس عمارت سے کوئی بھی باہر نہیں نکلا۔ قابو بریگیڈ سے کچھ آدمی  
 اندر اسی لئے گئے تھے کہ لوگوں کو باہر نکالیں لیکن انہیں ایک ناقص ہی نزل سکا۔  
 "ہفتڈریک وہاں موجود ہے!"

"نہیں کوئی بھی نہیں۔ اُس کی تلاش جاری ہے! جہاں جہاں بھی اُس کے  
 ملنے کے امکانات ہو سکتے تھے کوشش کی گئی لیکن ابھی تک تو کوئی سراغ نہیں  
 مل سکا!"

"اُسے تلاش کرنے کی کوشش کرو!۔۔۔ اُس کے۔۔۔ آدھوں پر تو ہم  
 لوگوں کی نظریں تھیں ہی۔۔۔ لہذا اُن میں سے جو بھی جس وقت اور جہاں میں  
 حال میں ملے اسے گھیرو اور بریڈ کو مار ڈالو!"

"بہت بہتر جواب!" بلیک زیرو نے کہا اور عمران نے سلسلہ منقطع کر دیا۔  
 رکھ کر وہ ٹی کی طرف دھا۔۔۔

"ہاں آپ نے یہ نہیں بتایا کہ اُس نے فون پر آپ سے کیا کہا تھا!  
 "کچھ نہیں۔۔۔ بس وہ مجھ سے معافی مانگ رہی تھی۔ کہہ رہی تھی کہ اب وہ تین  
 ملاقات کا علم ہی جو چکا ہو گا۔۔۔ مگر یہ حقیقت ہے کہ مجھے تم سے بے پناہ محبت  
 ہو گئی ہے!۔۔۔ میں نہیں چاہتا کہ تمہارے دل میں میری طرف سے کسی قسم کی  
 کدورت رہ جائے۔ میں تمہیں اپنا ہمارے ہاں کسی قسم کا نقصان پہنچانے  
 بغیر وہ چیز نکالنے جاتی جو مجھے درکار تھی۔ اودہ۔۔۔ پایا۔۔۔ وہ کیا چیز  
 تھی!"

وہ خاموش ہو کر ڈاکٹر کی طرف جواب طلب نظروں سے دیکھنے لگی:  
 "کچھ بھی نہیں!۔۔۔" وہ ڈاکٹر نے آنکھیں بند کئے ہوئے جواب دیا "اُم ان لمحوں

میں نہ پڑو! جاؤ اب سو جاؤ۔  
 "اچھا میں نہیں پوچھوں گی پاپا۔ مگر میں اس وقت آپ سے قریب  
 رہنا چاہتی ہوں!"  
 ڈاکٹر کچھ نہ بولے!

یہ کچھ اُس شہر کی بات نہیں تھی بلکہ اُن واقعات سے سارے ملک میں عینی  
 دل کی تھی، لیکن اس کا علم کسی کو بھی نہیں تھا کہ ڈاکٹر داور کی تجربہ گاہ میں وہ  
 طاقت کیوں رونما ہوئے تھے! یعنی ڈاکٹر داور کی وہ خطرناک دریافت اب بھی  
 وہ زمانہ میں تھی۔ ویسے یہ اور بات ہے کہ نیلے پیارے اور چمکدار گیلروں کا تذکرہ  
 ہر ملک کے اخبارات نے کیا ہو۔ لیکن اُن ملک نے بھی کسی نیلے پیارے  
 دوا کو درجِ حیرت ظاہر کی تھی جو ان دنوں مصنوعی پیادوں کی دوا میں ایک دوسرے  
 بہت سے مانا جاسکتے تھے۔ وہ زمانہ بھی عجیب تھا مصنوعی پیادوں کا مسئلہ  
 تر بازی کی طرح پیادہ بازی تاکی حدود میں داخل ہو گیا تھا، مگر یہ اس اپنے  
 ملک کے لئے بڑا اچھا شگون تھا کیونکہ بین الاقوامی غلطی سے اب ایک دوسرے  
 جنگ کی دھمکیاں دینے کی بجائے مصنوعی پیادوں کے میدان میں قوت آزمائی  
 رہے تھے لیکن ان میں سے ابھی تک کوئی بھی نہیں بولیں جیسے پرانہ نظریہ  
 تھا اور ایک دوسرے کو خطاب کرتے اور کہتے دیکھو۔۔۔ یہ رہا ہمارا پیادہ  
 ۔۔۔ یہ اتنا ذہنی ہے اور زمین سے اتنے فاصلے پر گردش کر رہا ہے۔۔۔  
 بلکہ اس سے بڑا اور اس سے زیادہ فاصلے پر گردش کھنڈہ لایا یہ فضائیں  
 ایک سکوتِ خیر و نہ آب اسے تسلیم کر کہ ہم تم سے بڑی طاقت میں سرِ حریف  
 رہ سوا یہ لگا دیتا اور پھر وہی کینچن تان شروع ہو جاتی۔۔۔ ہر حال ابھی تک  
 پہلے ہی تھی کہ تسلیم نہیں کی تھی!  
 ابھی تک ایک دن ایک ملک کا پیادہ فضائیں ٹکڑے ٹکڑے ہو کر بکھر گیا اور

اس پر طرح طرح کی قیاس آرائیاں چھٹنے لگیں۔۔۔ لیکن جانی پہچانی دنیا میں صرف دو آدمی اس راز سے واقف تھے۔ عکرمی اور ڈاکٹر دلوں۔۔۔ یہ راز عکرمی ہی جگہ چھپا تھا جہاں ان دونوں نے نیلے سیارے کو چمکدار گیاروں کا حال بناتے چھپا ڈاکٹر دلوں کی تجربہ گاہ اور ہنگے کے گرداب بھی فوج کا پورا قاعدہ تھا؛ لیکن اس رات سے جب تھریڈا راز ہوئی حتیٰ اب تک کوئی نیا واقعہ پیش نہیں آیا تھا؛ لیکن ڈاکٹر دلوں کا قیاس آرائی تھا کہ اسے اور ان کا زیادہ تر وقت ہنگے میں گذرنا سنی کو بھی اس پر بڑی حیرت تھی؛ لیکن تودہ اس سے کہتے "ہے بی! ڈاکٹر دلوں تو نکالو خدا دیو کیلیں گے!"

اور پھر وہ سچ ہی اُس کے ساتھ ہل چکے ہیں کے سے اعزاز میں ڈاکٹر دلوں کیلین شروع کر دیتے۔ رشتی کے لئے ان کا آج کل کا رویہ حیرت انگیز تھا اس سے پہلے وہ اپنی ذہنی سطح سے اس مذکورہ کسی نیچے نہیں آتے تھے آج کل انہیں ہر وقت عمران کی تلاش بھی رہتی تھی؛ لیکن اس کے علاوہ اور کچھ نہیں ہوتا تھا کہ ہنسنے ہنسانے میں وقت گزار دیا جاتے؛ لیکن عمران تو ان دنوں سر سے غائب ہی ہو گیا تھا؛ اس کے لئے انہوں نے کئی بار عمران صاحب کو بھی فون کیا تھا؛ لیکن وہ بھی عمران کے تعلق کچھ نہیں بتا سکتے!

آج تودہ دن بھر ہنگے میں یا تو ٹھٹھے رہے تھے یا فحشی کے ساتھ کوئی شاش کیلین اور کسی لوڈو۔۔۔ انہیں اس کا بڑا افسوس تھا کہ ان کے بیکر بڑی شکاری نے ان کے ساتھ بہت بڑا فائدہ کیا تھا۔ اس رات سے جب وہ حیرت انگیز واقعات ملنا چھوڑے اب تک شکاری کی شکل نہیں دکھائی دی تھی! شام چوتھے ہوتے ان کے پاس پر اتنی زیادہ بیزلری اور گاہٹ فائرنگ لگ کر تھی کہ اسے متفہم کرنا ہی پڑا۔

"اے بی بی! انہوں نے صرف اتنا ہی کہا! "میں آج کل ایک بہت بڑی الجھن میں مبتلا ہوں!"

"مجھے بھی بتائیے۔۔۔"

"کیا بتاؤں۔۔۔ میری کچھ میں نہیں آتا کیا کروں، کاش میں صرف ایک کڑا ہار ہوتا!"

"آج آپ کسی باتیں کر رہے ہیں پاپا!"

"میں خود بھی سمجھتا ہوں کہ یہ جتنی باتیں ہیں؛ لیکن آدمی اتنا مجبور ہے وہ کسی ان بندوں پر مایوس ہے جہاں زرخشوں کی بھی مائنس رکھنے لگے۔ کبھی ایسی باتیں میں کرتا ہے جہاں خود اسے اپنے دعوے سے انکار کر دینا پڑتا ہے۔ یعنی وہ خود کو پہچان ہی نہیں سکتا!"

"میں اب بھی نہیں سمجھ پاپا!"

"خود میری کچھ میں بھی نہیں آتا کہ بندوں پر ہوں یا پستیوں میں ان فوہ ہے بی بی!"

آدمی کتنا پیاؤ تھا کہ اس طرح اس کی پیاس بڑھتی رہتی ہے۔۔۔ اور اس طرح وہ غوار میں چھپنے سے تسکین اور آسودگی تلاش کرتا ہے۔۔۔ گھر کی کبھی کبھی تسکین نصیب ہوتی ہے۔۔۔ کبھی سودا کی جاتی ہے۔۔۔ گھر وہ باہل کسی سمندر کی کھوج در کھوج آگے بڑھتا چلا جاتا ہے۔ کسی پٹانوں کو کھاتا ہے اور کسی پہاڑوں میں رہنے لگتا ہے کہ ان کے پرچے اڑا دیتا ہے۔۔۔ اپنی بے مینی کی وجہ سے خود ہے؛ لیکن اور اپنی تسکین کا سامان بھی اپنے ہی دامن میں رکھتا ہے۔ گھر وہ دوسروں کی پیاس کو بجھا دیتا ہے خود اپنی پیاس بجھانے کا سلیقہ نہیں رکھتا۔۔۔ تو اسے پیاسا سمندر کی کھوج ہے۔۔۔

جو پانی نہ پانی رکھنے کے باوجود وہی ازل سے پیاسا ہے۔۔۔ اور اس وقت تک پیاسا ہی رہے گا جیت تک کہ اسے اپنا عرفان نہ ہو جائے لیکن ابھی اس میں ہزار سال گئیں گے۔۔۔ ابھی تو وہ بچوں کی طرح گھٹنوں میں رہا ہے۔۔۔ ابھی خود چاند میں جانے کی باتیں کر رہا ہے۔ اس کی ذہنیت اور سوچ و خیال اس بچے سے زیادہ نہیں ہے جو ان کی گردیں چاند کے لئے جھکتا ہے۔۔۔ وہ مصنوعی سیارے اڑا کر اسی طرح خوش ہوتا ہے جیسے بچے مٹیوں کے کھیلوں کو مسرور ہوتے ہیں اور ایک دوسرے سے شرط پڑاتے ہیں کہ دیکھیں کس کا ٹیلا دیر تک فنا نہیں ہوتا اور پھر اس طرح ٹیغیاں جھگھکاتے ہیں جیسے انہوں نے کوئی بہت بڑا کارنامہ انجام دیا ہو۔ مگر یہی۔۔۔ چاند کا سفر آدمیت کی معراج نہیں ہے۔۔۔ چاند کی باتیں تو ایسی ہی ہیں جیسے کوئی اپنے اصل کام سے اکتا جائے اور بیٹھ کر گنگنا کر شروع کر دے۔۔۔

دعا خواہش ہو گئے اور شئی انہیں پٹی پٹی آنکھوں سے دیکھتی رہی! ایسا معلوم ہوا تھا جیسے اس نے ایسی باتیں ان کی زبان سے پہلی بار سنی ہوں۔ کچھ دیر بعد ڈاکٹر دار نے آہستہ سے کہا "جانتی ہو آدمیت کی معراج کیسا ہے۔۔۔ آدمی کی معراج یہ ہے کہ آدمی خود اپنے ہی مسائل حل کرے۔۔۔ اگر اس نے مصنوعی سیارہ فضا میں پھینکے کی بجائے سرطان کا کامیاب علاج دریافت کر لیا ہوتا تو میں سمجھتا کہ آپ اس کے قدم اس راہ کی طرف اٹھ گئے ہیں جس کی انتہا اس کی معراج پر پہنچ جائے اگر اس نے چاند تک پہنچنے کی ایک حکمت بنائے کی بجائے زمین کے جنگل سے پرانے طور پر فرو کرنے کا کوئی ذریعہ دریافت کر لیا ہوتا تو میں سمجھتا کہ یہ بندہ پیاسا نہیں رہتا بلکہ خود کو بھی سیراب کرنے کی صلاحیت اس

میں پیدا ہو چکی ہے۔۔۔ ہزار سال چاہیں اس کے لئے کتنی ہزار سال! کیا کیا بچوں کی سی باتیں کر رہے ہیں آپ! وہ دونوں ہی عمران کی آواز سن کر چونک پڑے۔۔۔ وہ دروازے میں اس طرح بڑا سامنے بنائے کھڑا ہوا تھا جیسے کسی عقلمند آدمی کی زبان سے کچھ اعلیٰ باتیں سنی ہوں۔

وہی مطلب! ڈاکٹر اور جھٹلا کر کھڑے ہو گئے! انہیں شاید اس کی بے نیکی دخل اندازی گراں گذری تھی!

"مم۔۔۔ مطلب یہ کہ آپ یہاں بیٹھے ہیں اور وہاں آپ کی تھوڑا سا گاہ پرست مختلف رنگوں کے متعدد سیارے منڈلا رہے ہیں!"

"نہیں۔۔۔" ڈاکٹر دار کے ہچے میں حیرت تھی!

"ہاں۔۔۔ ہاں۔۔۔ میں ابھی دور بن سے دیکھ کر آ رہا ہوں وہ اسی بلکہ ہیں جہاں ہم نے چمکدار لکیروں کا جال دیکھا تھا۔ وہ دار سے کی شکل میں متواتر گردش کر رہے ہیں!"

"اوہ۔۔۔" وہ بڑی تیزی سے دروازے کی طرف بڑھ گئے!

عمران جملے کھڑا عقلمند انداز میں مسکراتا پھر بیٹھتا ہوا ابھی بڑی اونچی اونچی باتیں کر رہے تھے کہ تم نے دیکھا کہ کس طرح بچوں کی طرح دوڑتے ہوئے گئے ہیں۔ ہرے لال پیلے نیلے سیاے دیکھنے کے لئے۔

"خاموش رہئے! "شمس ٹوکنی" آپ گھر سے ہیں!"

"مجھے غصہ نہیں آئے گا میرے ڈیڈی نے تو اکثر مجھے غصے میں گھرے گا۔ بچہ۔۔۔ کہہ دیا ہے۔

مگر میں نے کبھی برا نہیں مانا۔۔۔ ویسے اسے ابھی طرح کچھ توکر آدمیت



کی معراج صرف حماقت ہے۔۔۔ میں یہ بھی تسلیم کر سکتا ہوں کہ آدمی کو ابھی اپنا  
عزیزان میں ہوا جس دن یہی ہوا وہ الحق پر جانے گا اور یہی اس کی معراج کہلانے کا  
آدمی ان ہی سے الحق رہا ہے اور اوہ تک انشاء اللہ الحق ہی رہے گا۔ دیکھیے اور  
بات ہے کہ اسے اپنا عزیز نہ ہو سکے۔ احساس نہ ہو سکے کہ وہ الحق ہے۔ اس  
لئے ابھی دل کی زیادہ سے زیادہ الحق بننے کی کوشش کرو، چاند خود ہی ٹوٹا کر  
تمہاری چھت پر اتر آئے گا!

میں وہ کہانی قریب ہی ہو گی کہ ایک بار مجھ سے آواز مدام ناپ میں پانچواں  
کس دیکھ کر اس تک پہنچنے کے لئے ایک دوسرے کی وہ کچھ کوشش کرتے کیے  
کھتے چلے گئے تھے اور کس طرح یکے یکے دیر والے نہ گئے انہوں سے  
دوریت کی شاخ چھوٹ گئی تھی۔۔۔ اور وہ سارے برگزیدہ حضرت ایک  
دوسرے کی دم پکڑے، جسے پانچویں پہنچنے میں کامیاب ہو گئے تھے۔۔۔ وہیں  
سے آدمیت کی معراج کی راہ شروع ہوئی تھی اور آج تمہارے پاؤں پر ختم  
گئی۔۔۔ ۱۰۰۔ ۱۰۰۔ ۱۰۰۔

شمس نے میز سے پیپر وٹ اٹھا کر عمران پر کھینچ مارا۔۔۔

”گڈ۔۔۔“ عمران خود کو بچا کر اٹھا ہوا ابلا اٹھے اتنی ہی دیر  
میں مگر نہ تھا۔۔۔ ”ٹاٹا!“  
پھر وہ بھی باہر نکل گیا!

ڈاکٹر دوسرے قدم تیزی سے تجرہ گاہ کی طرف اٹھ رہے تھے۔۔۔ اندر  
یہی طرح میں چکا تھا اور سمندر کی طرف سے آنے والی ہوا سمول سے زیادہ  
جاری معلوم ہو رہی تھی!۔۔۔ اُن کے چاروں طرف سنسنے کی مگرانی تھی!  
ہر جہوں کا پیرہ صرف ان عمارتوں کے گرد تھا جہاں ڈاکٹر دوار کی دانست  
میں اس کی ضرورت تھی! لیکن وہ راستہ قطعی دیران ہی تھا جس پر وہ چل رہے تھے۔  
دقتا نوں نے کسی چیز سے ٹوک کر کہانی اور نہ کہ بل زمین پر چلے گئے! پھر  
سنسنے میں نہیں پائے تھے کہ دو تین آدمی اُن پر ٹوٹ پڑے ایک اٹھ اُن کے نہ  
پرٹا اور سنبھولی سے عمارت۔۔۔ پھر اُن کا گلا بھی ٹھوٹا جانے لگا! وہ اس  
طرح بے قابو کر دیئے گئے تھے کہ ہنا بھی عمارت تھا! آہستہ آہستہ ان کا ذہن تاریکی  
میں ڈوب گیا اور وہ بیہوش ہو گئے۔

اور پھر جب انہیں ہوش آیا تو وہ اندازہ نہ کر سکے کہ کتنی دیر بیہوش رہے تھے۔  
ایسے انہیں اندازہ نہ لے سکے کہ کتنی ہی نہیں لگتی تھی کہ کتنی ہوش آئے ہی ان کی  
تقریب سے پہلے اپنے سیکرٹری شارل پر پڑی جو ان پر چکا ہوا تھا! وہ اٹھ  
اٹھے اور انہیں چار پانچ چاروں طرف دیکھنے لگے! یہ ایک شہر تھا! نہ  
تھا! لیکن چاروں طرف سے بد۔۔۔ صرف ایک جانب ایک چھڑا سا دروازہ تھا۔  
۔۔۔ چھت بھی معمولی کمروں کی چھت سے بھی تھی اور دیواروں پر سینٹ کا پلاسٹر  
میں تھا بلکہ وہ کسی حیثیت کی معلوم ہوئی تھی! ایسا ممکن ہے کڑی کی مری ہو  
۔۔۔ ان کے پالش کی وجہ سے ڈاکٹر دوار صبح اندازہ نہ لگا سکے! اور ان



دیکھ کر کہتا ہے کہ میری لاش ہیں کہیں پھینک جاؤ!

"میں جا رہا ہوں ڈاکٹر مجھے پیدا فرما دے۔"

شارلی دروازے کی طرف بڑھ گیا لیکن اس میں داخل ہوتے ہی اس کے حلق سے ہلکی سی کڑواہٹ نکل اور وہ اچھل کر اپنے ایک ساتھی پر پڑا۔ اس نے دونوں ہاتھوں سے اپنی ٹھوڑی پکڑ لی مگر ڈاکٹر داؤد بھی مڑ کر دروازے کی طرف دیکھنے لگے تھے! وہاں انہیں ایک آدمی نظر آیا جو سر سے پتیک غور خوری کے لباس میں جھپا ہوا تھا! پھر انہوں نے اس کا چہرہ غماز کرتے دیکھا: "میں تمہارے پاس کا اوپر سی جھنڈا لٹ کر پشیمان ہوا ہوں لیا تھا!"

"عمران!" ڈاکٹر داؤد کی آواز میں ہراسہ و اضطراب تھا۔

"آدم تم بھی آؤ دست!" ان میں سے ایک آدمی نے مسکاکر کہا!

"مجھے بہت دیر میں معلوم ہو سکا کہ سارے فساد کی جڑ تم ہی ہو!"

"ان سٹر ہنڈریک!" عمران نے تنبیہ کی سے جواب دیا "مجھے تو قلع نہیں

تھی کہ میں تم سے بھی ملاقات ہو جائے گی! اچھا اب تم سب اپنے اپنے گھر جاؤ!"

شارلی نے قہقہہ لگایا اور ہنڈریک بھی ہنسنے لگا! پھر ہنڈریک بولا "ڈاکٹر

کے ہاتھ میں جی تھریرا لور دیکھ ہی سہے ہو گئے۔ لیکن ان سے پوچھ کر یہ

سکتے بے پس ہیں!"

"ریا لور۔ جوہر! یہ عمران برا سامنے بنا کر بولا۔ اسے میں صرف ملاپنے

لارڈ کرتھ سمجھوں کہ تم کہتے ہو!"

"کیوں کہ اسے!" دقتاً ہنڈریک غرایا۔ اور ایک آدمی عمران کی طرف بڑھا

"پہنچے ہو!" عمران نے ایک سیاہ سی چیز سامنے کر دی۔ اور یہ

سیاہ سی چیز برسر کے ایک پائپ کا سارا تھا!

کہا! اگر تم اس پر تڑپ نہ نہیں کر سکتے تو میرا سے ملے جاؤ۔ ہم دیکھ لیں گے۔"

شارلی کچھ نہ بولا اور تشویش مٹی نظروں سے ڈاکٹر داؤد کی طرف دیکھ رہا تھا!

ڈاکٹر داؤد اپنی بیویوں کے ساتھ تھا! اچانک انہوں نے ریوالت نکال لیا۔ ان

دونوں وہ ہر وقت جیب میں ریوالت ڈالتے رہتے تھے۔ مگر انہیں جیت تھی کہ

آخر ان لوگوں نے وہ ریوالت ان کی جیب میں ہی پکڑ پڑا رہنے دیا تھا!

نہوں نے دیکھا اور وہ گھبرا کر غور ہوئے کہ بجائے شکرا ہے تھے!

"ڈاکٹر! یہ تو کچھ عجیب ہے۔ دیکھ رہے ہیں نا! شارلی نے پھت کی طرف انگلی

ٹھاکر کہا! ڈاکٹر داؤد نے دیکھا تھا کہ پھت سے لگے ہوئے تیزی سے گردش

کر رہے تھے اور ان کی بناوٹ کیمن لین ہی کی سی تھی!

"یہ بھی آپ ہی کی ایجاد تھی!۔۔۔ آپ جانتے ہی ہیں کہ جیسے ہی آپ فائر

کریں گے ان تینوں سے تیز قسم کی روشنی چوٹے گی اور ریوالت سے نکلی ہوئی

گوئی موم سے بھی زیادہ نرم ہو کر ہم میں سے کسی کے جسم پر چپک جائے گی۔

اس سے پہلی ایک گولی بھی مناسبت نہ کیجیے!"

ڈاکٹر داؤد نے ایک طویل سانس لی۔۔۔

میں آپ کو صرف پندرہ منٹ کا وقت دے سکتا ہوں! آپ پھر غور کر لیجئے!

اس کے بعد میں یہاں سے چلا جاؤں گا۔۔۔ کیونکہ مجھ سے آپ کی تکلیف

دیکھی نہ جاسکتی گی! یہ چاروں اذیت دینے میں ماہر ہیں!"

ڈاکٹر داؤد نے اپنے ہونٹ مضبوطی سے بند کر لئے!

پندرہ منٹ گزر گئے۔ اور پھر شارلی بولا۔ "میں آپ کا فیصلہ

مننا چاہتا ہوں!"

"جس میں میں غور نہیں بناؤں گا! اور تم مجھے اپنے ساتھ ہی لے جاؤ گے!"

”عمران کیا حقائق پہنچائی ہیں تم نے؟“ ڈاکٹر داور بھیرانی ہوتی آواز میں  
بولے! ”مقتل سے کام لو۔“

”دقتاً بربر کے پائپ سے پانی کی دھار نکلی اور وہ اچھل کر پیچھے ہٹ گیا!  
دھار پھر بند ہو گئی!

”اوہ— کپڑو!“ مہنڈریک دانت پس کر چٹا!  
وہ آدمی پھر چھینٹا... پائپ سے دھار پھر نکلی... گرا اس بار اس دھار  
کے اندر صبح رنگ کی بجلیاں سی کو نہ رہی تھیں جیسے ہی وہ آدمی کے جسم پر پڑی  
اس کے پرچے اڑ کر سارے کمرے میں بکھر گئے کچھ نو ترے ان لوگوں سے  
بھی ٹکرائے تھے!

دھار پھر بند ہو گئی... اب کمرے کی نقاب پر ایک ڈرائی سی خاموشی  
مسلط ہو گئی تھی۔ ڈاکٹر داور کو تو جیسے سکتہ سا ہو گیا تھا!

”اب تم سب!“ عمران مسکرا کر بولا! ”مجھے دنیا کا سب سے بڑا سائنٹسٹ تسلیم کر لو  
میری ریڈی میٹکھوٹری ہر وقت چالو رہتی ہے... اور میں پہلی بکارتے ایسی لہی  
بیکارات پیش کرتا ہوں کہ... پپ... کیا تم لوگ اب بھی اپنے ہاتھ اوپر نہ اٹھاؤ گے!  
ڈاکٹر داور کچھ ایسے اندر دھرتے ہو گئے تھے کہ ان لوگوں کے ساتھ ہی انہوں  
نے بھی اپنے ہاتھ اوپر اٹھا دیئے!

”شاری... خزندہ!“ عمران نے مسکرا کر کہا! ”اب یہ خوشگوار مرض جی تم  
ہی انجام دو! اپنے تینوں ساتھیوں کے ہاتھ پر باندھ دو... کیونکہ میں ان کا  
تکبہ بنانا پسند نہیں کرتا! یہ تو صرف ایک نمونہ دکھایا تھا!

”یہ لو۔ میں ڈور بھی اپنے ساتھ ہی لایا تھا!“ عمران نے میگی ہوتی ڈور کا گولہ  
بائیں ہاتھ سے اس طرف اچھال دیا... چلو... جلدی کرو... ورنہ مجھے تم

لوگوں پر ذرہ برابر بھی رحم نہ کر سکے گا!“  
شاری نے جھک کر ڈور کا گولہ اٹھالیا تھا! ان چاروں ہی کے چہرے سے

صاف ظاہر ہو رہا تھا جیسے وہ یا اس ہو گئے ہیں!  
شاری نے ان سے کچھ کہا... لیکن عمران اس کا مطلب نہ سمجھ سکا! ان

تینوں نے اس کا جواب بھی دیا تھا! لیکن نقاب دیتے وقت ان کے چہرے اور زیادہ  
”ملک ہو گئے تھے“ پھر عمران نے انہیں زمین پر بیٹھنے دیکھا! شاری کسی ایسی چیز  
کی طرح مغموم نظر آ رہا تھا جس کا اکلوتا جوان بیٹا مر گیا ہو وہ یکے بعد دیگرے ان  
کے ہاتھ پر باندھ رہا تھا!... پھر وہ ان کی طرف مڑا... اس کا چہرہ عید بھیا تک  
ہو گیا تھا... آنکھوں سے نفرت کا جولا کھی پھوٹ رہا تھا! دقتا وہ غرا کر پڑا۔

”تمہیں زندہ نہیں لے جا سکو گے!“  
”کیا تمہیں علم ہے کہ تمہرے سیاسی طرح فراڈ کر کے نکل گئی تھی! عمران نے پوچھا  
”میں جانتا ہوں!“

”تو اب دوبارہ فراڈ نہیں چل سکے گا! میں تمہاری ماشینوں دن کر کے چالیں  
دن تک تمہاری قبروں پر دھونی لگاؤں گا اور پھر دیکھوں کہ جس دم کس چڑیا  
کا نام ہے!“

”ہم سچ صبح اپنے ملک پر قربان ہو رہے ہیں!“ شارلی بولا! ”میں ادا  
تھریا کی طرح جی آرٹ نہیں آتا! یہ دیکھو— یہ نہ ہر مل سوتی ان مینوں کا خاتمہ  
کون کی ہے اور اب میں بھی...“

”تم ایسا نہیں کر سکو گے۔!“  
”مجھے کون روکے گا۔!“

”میں۔!“ عمران سینے پر ہاتھ مار کر بولا اور ساتھ ہی بربر کے پائپ سے پانی

آواز سنی جو کہ رہی تھی جاؤ۔ جاؤ۔ تم سے خدا بچے!۔۔۔ تم نے بڑا نیک کیا ہے!۔  
 میں نے تمہاری ایک ایک حرکت اپنی آنکھوں سے دیکھی ہے۔۔۔ تمہاری وجہ  
 سے ان آدمیوں کی کشتی جاہیں گئی ہیں جو صبح محول میں میرے ملک کا بہترین  
 سرمایہ تھے۔! میں دل کے اتوں مجبور ہوں۔۔۔ میں دل کے ہاتھوں مجبور ہوں  
 ۔۔۔ درنہ۔۔۔ تم اپنی پیروہ میتوں کا قبو دیکھتے تم ایسی پانی میں ہوسٹ پر نہیں  
 ابھرے میں بہتر دن میں تمہارا خاکہ کر سکتی ہوں!۔۔۔ جاؤ۔۔۔ اب میں پاہی  
 ہوں کہ پھر بھی تم سے ملاقات نہ ہو!۔۔۔ جاؤ۔۔۔ تمہاری شکل دیکھتے ہی  
 میں بے لیں ہو جاتی ہوں۔۔۔ میرا ہاتھم پر نہیں اٹھتا! اور میں سوچتے ہوں کہ میں  
 کیا ہوں!۔۔۔ مجھے ایک دن ان چاروں دھوں سے مشر مندہ ہونا پڑے گا۔۔۔  
 جنوں نے میرے دیکھتے ہی دیکھتے اپنے جسموں سے ترک تعلق کر لیا تھا۔۔۔ جاؤ۔۔۔  
 ابھرو۔۔۔ خدا کے لئے جلدی سطح پر ابھرو۔۔۔ کہیں میں اپنا فیصلہ تبدیل نہ  
 کر دوں۔۔۔ تم بولتے کیوں نہیں بولو۔۔۔

”!۔۔۔“

عمران خاموش رہا۔ وہ پھر قمریسا کی باتوں میں نہیں آسکتا تھا اس نے  
 سوچا ممکن ہے یہ جی اس کا فکر ہو سکتا ہے بولتے ہی وہ اس جگہ سے واقف ہو  
 جاتے جہاں اس وقت یہ دونوں اور پہنچنے کے لئے ہاتھ پیرا رہے تھے!  
 ہو سکتا ہے وہ اسی لئے اس کو مخاطب کر رہی ہو یا کچھ دیر بعد وہ سطح پر ابھرے!

کی دھار نکل کر شادلی کے چہرے پر پڑی۔۔۔ شادیہ اس کے لئے غیر متوقع تھا!  
 اس لئے وہ لوکھا کر آگے کی طرف جھک آیا اس نے دونوں ہاتھ غیر ارادی طور پر  
 اپنی آنکھوں پر رکھ لئے تھے ناہرے کر ایسا کرتے وقت سوتی اس کے ہاتھ سے گر  
 گئی ہوگی!۔۔۔ اسی خیال کے تحت عمران نے دوسرے ہی لمحے میں اس پر چھلانگ لگا دی  
 لیکن شادلی تو اس سے پہلے ہی نیچے گر چکا تھا!۔۔۔ عمران کا جسم ایک نیلیان جسم  
 سے ٹکرایا!۔۔۔ شادلی بھی ختم ہو چکا تھا!۔

ٹو اکٹر داور بھی ان آدمیوں کے جسم ٹھوٹے پھر رہے تھے!

”بڑا دھوکا کھایا ڈاکٹر!۔۔۔ عمران جبرانی ہوئی آواز میں بولا۔۔۔“ جس دم  
 نہیں بلکہ حقیقتاً زہر ہے۔ دیکھتے ان کے جسم نیچے پڑ گئے ہیں اسی لئے وہ بے چوں  
 جہاں خنیوں کو باندھنے لگا تھا کہ اس طرح اسے ان خنیوں کو ختم کرنے کا موقع مل جائے  
 گا۔ اور پھر۔۔۔ اس نے بھی خودکشی کر لی!۔۔۔ یہ لوگ نہیں بتانا چاہتے تھے کہ ان  
 کا تعلق کس ملک سے تھا!۔۔۔ اچھا ڈاکٹر اب فی الحال پیپ چاپ یہاں سے  
 کھسک لیجئے! سمندر بہت وسیع ہے! اور مجھے یقین ہے کہ سمندر ہی ان کی اس  
 حیرت انگیز ترقی کا دوا دلیہ ہے!۔۔۔“

ٹو اکٹر داور بھی ابھی غوطہ خوری کے اسی لباس میں تھے جس میں انہیں یہاں  
 تک لایا گیا تھا!

عمران نے بہت تیزی سے اپنا اور ان کا لباس درست کیا! پھر وہ اس  
 آبدوز کشتی سے نکل کر پانی میں آگئے۔ یہ کشتی ساخت کے اعتبار سے عام کشتیوں سے  
 بہت مختلف تھی اور پانی کے اندر بھی اس کی کھڑکیاں کھول جاسکتی تھیں لیکن ایسا  
 کرتے وقت پانی کا ایک قطرہ بھی اندر نہیں داخل ہو سکتا تھا!۔  
 دفعتاً عمران نے غوطہ خوری کے لباس میں گے ہوئے ہیڈ فون سے تھریسیا کی

ایک بار پھر میری فرج کے غور خور آس پاس کا سمندر چھانتے پھر رہے تھے! لیکن دوسری صبح تک اس آبدوز کا سراغ نہ مل سکا۔  
لی کٹر داور بے مینی سے عمران کے قطر تھے! کیونکہ وہ انہیں گھر تک پہنچانے کے بعد پھر غائب ہو گیا۔ آخر وہ شام تک پہنچ ہی گیا! اور ڈاکٹر داور بالکل بچوں کی طرح اٹھ کر اس سے لپٹ گئے۔ عمران ایسا نہ انازا میں سر ہلا کر بولا:  
”کچھ نہ ہوا ڈاکٹر! اب ان میں سے کسی کا بھی سراغ ملنے کے امکانات نہیں رہ گئے!“

”انہیں جنم میں جھونکو!۔۔۔ یہ بتاؤ کہ وہ سات رنگ کے پیارے تم نے کہاں اور کس طرح دیکھے تھے!“  
”افسوس کہ میں نہ دیکھ سکا! میں تو راستے ہی سے۔۔۔!“  
”جی ہاں! وہ پیارے دراصل اس وقت میری عقل کے گرد چکر لگا رہے تھے! میں تو دراصل آپ کو اس وقت باہر بیٹھا چاہتا تھا!“  
”اوہ۔۔۔!“

”لیکن میں آپ سے زیادہ دور نہیں تھا! میں جانتا تھا کہ اب وہ آپ پہنچ کر لے جانا چاہیں گے کیونکہ اس سے پہلے ہی ایک بار انہوں نے کوشش کی تھی! اب ہے آپ کو وہ رات جب چھ پہلی بار ملے تھے۔ وہاں تو وہ چاروں آپ کو اس میدان سے اٹھا کر ساحل پر لاتے تھے! اب آپ کو غور خوری کا لباس پہنایا اور پانی میں اتار گئے!۔۔۔ ان کے بعد ہی میں بھی اتر گیا اور پھر ان کے لباس

سے چھوٹ والی روشنی میری رہنمائی کرتی رہی! اور میرے پاس جو لباس تھا اسے میں نے کھینے کی کوشش کی تھی اور اس کے استعمال سے ابھی طرح واقف نہ ہو چکا تھا! اس لئے میں نے اس سے روشنی نہیں چھوٹے دی! اندر میرے ہی میں ان کا تعاقب کرتا رہا!۔۔۔ اور ان کے ساتھ ہی میں بھی اس آبدوز کشتی میں داخل ہو گیا تھا! یہی اتفاق ہی تھا کہ اس کے جس حصے میں ہم سب سے پہلے داخل ہوتے تھے، وہ ایک تھا۔ دروازہ داخل ہوتے ہی ان لوگوں سے دو دو ہاتھ کر کے پٹتے! ابہر حال اس کے بعد بھی مجھے کوئی دشواری نہیں پیش آئی! کیونکہ کشتی میں اب انہوں کے علاوہ اور کوئی بھی موجود نہیں تھا!

میں نے ”فنگر لفٹ ہفٹ“ کی تھی جو آپ کے اور ان کے درمیان ہوتی تھی۔ جب میں نے یہ دیکھا کہ آپ پتوں بحال رہنے کے باوجود بھی اسے استعمال نہ کر سکے تو مجھے کشمکش ہوئی! اسی پندرہ منٹ میں مجھے کہہ کر تا تھا جو آپ کو آخری فیصلے کے لئے ملے تھے اور اسی وقت مجھے اس پتوں کا خیال آیا جس سے سرخ لہریں نکلتی تھیں! لیکن وہ پتوں بھی پانی کے بغیر بے کار تھا! میں کشتی کے دوسرے حصے میں چلا آیا! یہ تو کامی سنس کی بات تھی کہ اس کشتی میں کہیں نہ کہیں پینے کے پانی کا شاک ضرور ہو گا! بس مجھے پانی کے ذخیرے کے ساتھ بڑبڑ کا ایک کافی بلا پائپ بھی مل گیا اور اس کے بعد تو آپ نے اس پتوں کا ایک بالکل نیا استعمال دیکھا ہی تھا! ”آہ۔۔۔ میں آج بھی اس پر تیار ہوں!“ ڈاکٹر داور اس کے شانے پر ہاتھ پیرتے ہوئے بولے! کم از کم میں تو اتنی ہمدلی میں بھی اس کے امکانات تک پہنچ سکتا!۔۔۔ میں واقعی ہمدلی ریڈی میٹر کو پڑی کا شدت سے قائل ہو گیا ہوں! عمران تم صبح صبح گریٹ ہو! میں نے تمہارے متعلق بڑا سا تھا تم اس سے کہیں زیادہ ثابت ہوئے ہو! اگر مجھے یہ بتاؤ کہ ان کا تعلق کس ملک سے تھا!“

”میرے فرائض بھی نہ بتا سکیں گے! ان کا ایک آدمی جس فلیک میرے قبضے میں تھا! لیکن وہ بھی یہ نہیں بتا سکا کہ وہ کس ملک کے جاسوس تھے! اب اُسے باقاعدہ طور پر پولیس کے حوالے کر دیا گیا ہے۔ کچھ بھی ہو ڈاکٹر! لیکن یہ ماننا پڑے گا کہ وہ لوگ ترقی کی دوشیں بتوں سے آگے معلوم ہوتے ہیں! مگر انہیں ”ترقی چور“ ہی کہنا زیادہ مناسب ہو گا!“

”ترقی چور سے کیا مراد ہے!“

”خلف ممالک کے سائنسدانوں کی محنت سے فائدہ اٹھانا ہی ان کا مسلک ہے۔“  
”پتہ نہیں دنیا کے کتنے ڈاکٹر داور کے ساتھ ان کے شارلنگے بے تہوں گے! خیر چھوڑئیے۔ مجھے اس ملک کا نام معلوم ہو گیا ہے لیکن آپ اسے دنیا کے نقشے پر نہیں تلاش کر سکتے!“

”کیوں۔ کیا نام ہے!“

”زیر ولینڈ!“

”اب تم مجھے بیوقوف بنانے کی کوشش کر رہے ہو!“

”نہ یقین کیجئے!“ عمران نے لاپرواہی سے کہا! ایسے شارلنگے نے ان مضمون آدمیوں کو بازوئے سے پکے کچھ کہا تھا جس میں یقینی طور پر زیر ولینڈ کا نام آیا تھا! ہو سکتا ہے اس نے یہی کہا ہو کہ اب تم زیر ولینڈ پر تریان ہو جاؤ!“

”مگر یہ کہاں۔“

”جہاں بھی ہو! ایک ذرا ایک دن دنیا پر تباہی ضرور لائے گا۔۔۔“  
اسے لگا۔۔۔ کیا آپ نے اپنی وہ خطرناک دریافت جمع ہی مناسیح کر دی!“  
”ہاں یہ حقیقت ہے!۔۔۔ مگر عمران میں چاہتا ہوں کہ تم اسے کبھی زبان پر نہ لانا!“

۔۔۔ اب اس کے متعلق صرف دو ہی آدمی جانتے ہیں۔۔۔ میں اور تم۔“  
”اور۔۔۔ تو کیا آپ اُسے اب بھی حکومت کے طے میں نہیں لائے!“

”نہیں!۔۔۔ فوج تو میں نے یہ کہہ کر طلب کی تھی کہ کچھ غیر ملکی میری تحریک کا داور مکان سے کچھ چرانا چاہتے ہیں! کیا چرانا چاہتے ہیں! اس کی وضاحت میں نے نہیں کی تھی! اس کے علاوہ میری اور درجنوں ایسی حکومت کے طلب ہیں! لہذا وضاحت کی ضرورت ہی نہیں تھی۔! وہ مادہ میں نے پانی سے حاصل کیا تھا! اور اب پھر وہ پانی ہی کا جزو بن گیا ہے!“

اس کے متعلق کچھ کوئی نہ جان سکے گا۔۔۔ اُسے تعمیری کاموں میں ہی اتنا لگایا جاسکتا ہے لیکن اگر وہ پھر کسی چور سے ہاتھ لگ گیا تو ساری دنیا تباہ ہو جائے گی!“  
”مگر آپ تو کہہ رہے تھے کہ ایسی تک آپ اس کا کوئی دوسرا استعمال نہیں دریافت کر سکتے!“

”ہاں پہلے نہیں کر سکا تھا! مگر ابھی پچھلے دنوں جب اُسے مناسیح کر کے اسے اسکاٹلنڈ کا جائزہ لے رہا تھا پھر اس کے سلسلہ میں کئی اور باتیں بھی افشائے ہوئیں! مگر ختم کر دو! اب میں اس کے تصور سے ہی بھاگنا چاہتا ہوں!“

”اچھا تو اب میں بھی بھاگنا ہی چاہتا ہوں!“ عمران نے سر ہلکا کر کہا! لیکن میں وہ شہر اسفنج لئے جا رہا ہوں! اس بھاگ دوڑ کے سلسلے میں وہی میرا معاون ہے۔۔۔ ٹائما!“

”عشرو۔ سنو تو سہی!“۔۔۔ مگر عمران جا چکا تھا!

کچھ دنوں بعد ڈاکٹر داور رحمان صاحب کی اسٹڈی میں خاموش بیٹھے ہوئے  
تھے برعکس صاحب بھی خاموش تھے ایسا معلوم ہوا تھا جیسے وہ کسی بہت  
اہم مسئلے پر غور کر رہے ہوں یا وقتاً رحمان صاحب بولے !  
”دیکھو داور۔ میری کچھ میں نہیں آتا کہ میں تمہیں کیا جواب دوں! بڑی بڑی  
اچھی لوگ ہیں اس کے لئے میں کوئی اچھا ہی شوہر پسند کروں گا!“  
”اے۔ ڈاکٹر داور گونہ اٹھا کر بولے۔ آج مجھے عمران سے زیادہ اچھا اور

کوئی نہیں نظر آتا۔ مجھے۔ تم اس معاملے میں۔۔۔“  
”مستور قسمی!“ رحمان صاحب منکوائے۔ ”تم عمران سے اچھی طرح واقف نہیں ہو“  
”میں جانتا ہوں۔ وہ تم سے بھی زیادہ ذہین ہے!“

رحمان صاحب اس انداز میں بولنے لگے جیسے اس ریٹارک پر انہیں دلی مسرت ہوئی ہو۔  
اگر اس میں ڈھنگ کی زندگی بسر کرنے کی صلاحیت ہو تو میں اسے گھر سے کیوں  
نکال دیتا۔۔۔ وہ یہاں نہیں آتا۔ اور اسے کسی کی پرواہ بھی نہیں ہے۔۔۔“  
”یہ تو بڑی بات ہے!“ ڈاکٹر داور نے تشویشاً کہہ کر کہنے میں کہا!

اس دوران میں اگر کچھ پر حملہ نہ ہوا ہوتا تو وہ کبھی ادھر کا رخ بھی نہ کرتا! پچھلے  
بیتے وہ مجھے ان واقعات کی رپورٹ دینے آیا تھا! اس کے بعد تب اب تک اس  
کی شکل نہیں دکھائی دی!“

”ہج۔ ہج۔۔۔ بہت بڑی بات ہے۔۔۔ خیر خدا اسے نیک ہدایت دے“  
ڈاکٹر داور نے ٹھنڈی سانس لی۔۔۔

اور اسٹڈی کی فضا پر پھر خاموشی مسلط ہو گئی!

(تہام شد)